

ABRISOOK
 قندیاں بر سر افلاک چنیں تکیونید + اینسیاں بخل از ابر غن میگرد



کس کس فرے سے صل سٹ باغبان
 رنگ چمن جہا یا عمد کے نور سے

باہتمام

اعلیٰ شیع غلام محی الدین
 تخلص بندہ
 پروپرائیٹر و ایڈیٹر
 ابر سن

مطبع
 مطبع مصطفیٰ

امر لیس

قواعد ضوابط

(۱) جو نہ خلاق ذوالنہی یہ رسالہ لغت ہو سہ
ہر ابرہن ہر انگریزی چمنے کی پہلی تاریخ کو ملتا
پاکر نور بخش الظارہ ناظرین ہو تا ہے۔

(۲) غزلیات نعتیہ معروضہ مطروحہ کے پس انتخاب
کیا رہ مشورہ تک درج ہوئی۔ اور نعتیہ غزلوں کے
بہ شوق غزلین درج ہوئی رہنگی۔ انتخاب کا اختیار
انجمن شاعر کو ہے کلام غیر طرح فی شعر (ار) اجرت
پر مطبوع ہو گا۔

(۳) قیمت عام سے دو روپہ چار آنہ اہل شہر سے
دو روپہ طلبا سے ایک روپہ بارہ آنہ گورنمنٹ ہالہ
سے چار روپہ رؤساء ہالہ شان سے جو کچھ خیال
استعانت فوت عنایت ہو اسکی حد بندی نہیں
نہ نہ سکے لے چار آنہ مقرر ہیں۔

(۴) یہ رسالہ اکثر بلا درخواست ہی اہل اسلام کی
خدمت میں روانہ ہوتا ہے غیر اقبالی سے اطلاع
لازم ورنہ نام ورج جسٹ ہو گا مگر وہ کون دل
ہے جس میں تو لائے لغت حضرت حبیب خدا نہ ہو۔

(۵) جن تحریر کا جواب مطلوب (ریپلائی) اپسٹ
کارڈ پر آنا چاہئے یا آدہ آنہ کا گنت ورنہ جواب نہ ملتا
(۶) ارسال قیمت کے لئے منی آرڈر سے بہتر کوئی
تدبیر نہیں ورنہ تلف ہو جائے پر دفتر فہرہ وار نہیں۔

(۷) غزلیات معروضہ مطروحہ طبعہ کا قدیر
محفوظ نگہ کرہ انگریزی چمنے کی ۱۵ تاریخ تک پہنچا سچا

(۸) نقد قیمت و ہر قسم کی تحریر حکیم شیخ غلام محمد علی
بہر و پراپر ایئر فہرستہ ابرہن کے نام ہونا چاہئے
(۹) اشتہادات و دوا یک مرتبہ کے واسطے فی سطر
(ار) دیا وہ کے لئے بذریعہ تحریر فیصلہ ہو سکتا ہے
اُجرت پیشگی بلجا دیگی اور چھپے ہوئے اشتہار
۱۴ فیصدی پر تقسیم ہو سکتے ہیں۔

(۱۰) جو شعرا یا مضمون نظم و نثر یا طنز یا شاعر کے
عمل قابل ہو گا یا جس میں طعن و تشنی ہو گئے
وہ درج نہ ہو گا۔

(۱۱) جو صاحب لوشن غزل بھیجیں اُس پر غزل نظر آئے
فرما کر یا کسی اُستاد ماہر کو دکھا بھیجا کریں کہ غزل مستر
کی وقعت ہو غزل کی پیشانی پر نام و لقب و شخص
و نام اُستاد و سکونت صاف و خوش خط تحریر کریں۔
اگر کوئی صاحب یہ چاہیں کہ انکی غزل کی اصلاح
ہمارے ذریعہ سے ہو تو وہ بھی قبول ہوگی۔

(۱۲) ہر چمنے میں ایک معروضہ مطروحہ مستور اسٹک
بہر میں ہے جو اگر ٹیکا ناؤک خیال ادب پر ضرورت ہو
فرمائیں تاکہ مستورات ہی اس لغت سے محروم نہ رہیں

آئندہ کے لئے طبع

پرچہ پہنچنے ہی اسطرح میں (خاتمہ بالآخر احمد کی
برولت ہو گیا)۔ رفت۔ عزت۔

مستور کے ابرہن (آج بہنوں مجھے
عشق رسول عربی کا)۔

غزلیات پہنچا ہے۔ اور درج ذیل میں ۱۵ جنوری
مثلاً مشہور ہے رہتے ہیں دیوانے بیباک نہیں
مستورات کا ہون۔ چھکو شرب مرا خدایا چھکو۔

بین مژدہ گرجا نشاۃ و است

ابرحمن کے لئے اس سے بڑھ کے اور کیا خوشنودی کا موقع ہو گا بلکہ ابرحمن
معزز خیرہ ارون اور کر مفر ماؤن کے لئے اس سے زیادہ اور کونسا وقت
مسعود ہو گا کہ اون کے ناچیز ابرسختن کے
معزز مولیٰ نے

جناب مستطاب نواب محلہ القاب حسان الہند محمود اختر حضرت
نواب حاجی محمد رضواں علیہما نصابہ ہا و
رئیس اعظم مراد آباد
نبیرہ جناب نواب عظمت اللہ خان صاحب مرحوم ناظم ملک پٹنہ

مندرجہ ذیل ابرسختن کی سال شاعری کا
قطعہ تاریخ
اپنی کلک جواہر سلک سے لکھ کے
عنایت فرمایا ہے

یہ ہر سا اور نظم ابرسختن ہر اک شعر و لکش وہ اودھتا ہوا زہے تازہ گلہ ستارے خزاں مضامین کا چھوٹا پھلا یہ چمن ہے رنگیں مزاجان سرمست کو جو ہو شوق تاریخ رضواں تہیں لکھو تم یہ ہے ارغمان و داؤ	ہوئی جس سے سرسبز کشت مراد سخنور کریں جب یہ آکھوئے صاد بہ من شہنشاہ فسخ نہاد جسے دیکھ کر آئے فر دوس یاد گل اعتبار و مل اعتقاد ارغمان و داؤ
---	--



۱۔ جناب شیخ شہاب الدین صاحب شاکر و میسر سلمہ القدر

بند • سے وصف کیا ہو رسالت مآب کا
میرا چہ لا جواب نبی کر غلط ہے یہ
قربان ہو نہ جائیں محمد کے نام پر
نبیوں سے آپ پر ہوئے رب جہان فد
فالت عدوس نعت نبی کے لئے مدام
بجھائی ہوئی ہے ابر پر غم کی کہنا عجیب
ذراہ لکھے گا خاک بیاں آفتاب کا
انساں تو کیا فرشتے ہی لائیں جواب کا
سب حال کہول ڈالا خدا کی کتاب کا
مہنہ انتخاب چوے ہے اس انتخاب کا
ہم عطر کیچختے ہیں گل آفتاب کا
اے ابر رحمت آئے ہے صدقہ جناب کا

۲۔ جناب احمد حسین خالصا حب مصنف آئینہ روزگار فرزند خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خالصا حب میر اعظم لاہور

کیوں دیکھنا ہلاں ہے باعث خواب کا
کیا آگیا خیال تمہارے عتاب کا
میں عاشق نبی ہوں رہائش کی واسطے
ما تم بپا ہے تیرے لڑا سونکا ۱ نبی
حضرت یہ نام لیوا ہے تیرے رکاب کا
ابلیس کیوں نشا نہ ہے تیر شہاب کا
اے نجم بخت چلے بے برج آفتاب کا
پانی کو کوستا ہے کٹورا خباب کا

یہ تمہ ماہ نو کو ملا تھا رکاب کا
بچلی جو ڈھونڈتی ہے وہ پہنہ سحاب کا
روشن کروں میں جا کے چراغ آفتاب کا
اک چلو پانی لیکے بسوئے عذاب کا
غرقاب ہو کہیں نہ سفینہ سحاب کا
اے شہسوار تیرے ہوتے رکاب کا
یہ قصر دل بھی برج ہے آفتاب کا
تیرا قدم چراغ ہے راہِ ثواب کا
میں پھولتا ہوں دیکھ کے شیشہ گلاب کا
اور خال ایک لقطہ ہی ام الکتاب کا
جلتا ہے پتنگے سیخ پہ دعویٰ کباب کا
روشن ہو میری قبر پہ روشن شباب کا
دیکھا ہوش پر لے جو نور آفتاب کا
کوثر میں زرد ملاوے بیچھے آفتاب کا
احمد یہ مجزہ ہے شر لا جواب کا

سراج میں بصدقہ پالو کسی رسول
نجلت اسے ہی ہے درود ان پاک سے
الفت تو مقضیٰ ہے کہ روضہ پہ آپ کے
منکر کو تیرے چاہئے بس ڈوب ہی دے
اے چشمِ نثر تو لطفِ نبی ہر نگاہ کر
حور و نکی اٹھی مراد کہ گیسوئے عنبریں
اب جا گزریں ہو دلیں تصور سے اسی جگہ
سایہ تر اسبق ہے ثبات جھانکو
کل آب آب ہو گئے شرمِ حضور سے
دو سطریں ہیں یہ آپ کے گیسوئے عنبریں
سودش کو میرے دیکھ فراقِ رسول میں
ہاں عاشق دلیریٰ خیر البشہوں میں
کافر کو قد رتب ہو رسالت مآب کی
رضواں کمال شوق ہے وصفِ نبی لکھوں
ہر شمر لغتِ آیت اعجاز ہو گیا

المحیٰ جناب میر محمد المعی صاحب خلیف میر سیف الدین صاحب پانچواں ۳

یاں غمِ کام صغیر ہے روزِ حساب کا
کرا انتخابِ لغت رسالت مآب کا
لکھتا ہوں وصفِ ادس لبِ لعلِ خوشبک
مہنہ سوئے ہر جوں ہو گلِ آفتاب کا
کچھ فکر چاہئے ہمیں کارِ ثواب کا
بیر کو ہر مراد سے ساغرِ حباب کا
کیا کام ہر کسی سے سوالی جواب کا
شیرازہ کو مجرور کیا دل کی کتاب کا
مضوں لکھوں جو ابھی حالی جناب کا

عشقِ نبی میں کام ہیں اضطراب کا
سامان جمع چاہئے روزِ حساب کا
پاتی ہے روشنائی ہے لعلِ مذاب کا
دراغ فراقِ روسے نبی یوں ہے جلوہ گر
راہِ وفائے عشق پہ چلتے ہیں بے گیل
بر سے صحابِ لطف ترا ایک دم تو ہو
تصویر کے عووض میں جو تشریف لائیں
محفوظ ہے دہر ادق انتخابِ عشق
لوح و قلم سے لوحِ قلم لائیں جب سبیل

ہم عطر کھینچتے ہیں گل آفتاب کا
کیا شوق دل دکھائے گاروضہ جناب کا
کچھ کالے کوسوں دہو کہا نہیں ہے سراب کا
کوثر سے بہر کے جام پلانا شراب کا
بے اضطراب کو ہی مرض اضطراب کا
شناہے حرف حرف خدا کی کتاب کا
ہے تیز کیوں قدم نظر پر شتاب کا
اس گنجفہ میں کام ہی کیا آفتاب کا
سوجان سے غلام ہے بندہ جناب کا

ہے وصف عرق روئے رسالت مآب کا
صحہ وطن کا شام غریبی میں ہے اثر
یاد نبی میں وشت لوروی کا ہے مزا
جب العطش کا عرصہ محشر میں شور ہو
بیشرب سے دور رہنے کی حالت ہو کیا بیا
حضرت اگر نہ ہوتے تو ہوتا نہ کل جہاں
کیا خضر شوق گنبد خضرا دکھائے گھا
شمشیر عشق احمد مرسل کے ہیں قاتل
محشر کے دن خضر و شفاعت کو آئے

بجمل جناب حاجی سید نجم الحسن صاحب جلال پور می مقیم ہیں ۶

مہنہ میں لگا ہے خامہ کے سنا عرشِ شرب کا
کیا تاب ہے کہ مہنہ ہو اُدھر آفتاب کا
فورا فلک دے مجھ کو ورق آفتاب کا
بیخوار ہوں میں حب نبی کی شراب کا
اے چرخِ دُر نہیں ہے تیرے انقلاب کا
ارشاد حق ہو محشر میں جب انتخاب کا
ہم عطر کھینچتے ہیں گل آفتاب کا
میں امتی ہوں شافع روزِ حساب کا
وہ روز ہو کہ دیکھوں مدینہ جناب کا
جاری ہو میری آنکھوں سے چشمہ گلاب کا
نقاعے تھا جبریل بھی تسمہ رکاب کا
روضہ ہے جس زمیں پر رسالت مآب کا
دنیا کا کارخانہ تباہ ہے خواب کا

لکھنا ہے وصف چشم رسالت مآب کا
رخ سے الٹ دین آپ جو پردہ نقاب کا
لکھوں جو وصف روئے رسالت مآب کا
واعظ سنانہ حکم شریعت کا تو مجھے
جائیں گے چہرہ گردنہ در مصطفیٰ کبھی
کرنا اشارہ مجھ کو بھی اے شافعِ ام
لکھ لکھ کے وصف روئے منور کا آپ کے
اعمال میں رہے توقع نجات کی
ہے تجھے التجا یہ شب و روز ای خدا
یا ورخ نبی میں جو رُوں ذرا ۱۱ بھی
کس شان سے سواری اسرا کا تھا ظہور
اے جذبِ ول وودا کے مجھے والدے جان
زینت پہ ظاہری کے بجمل نبوت خدا

خستہ جناب مولوی نور احمد صاحب سکنا امرتسر ۷

ہم عطر کھینچتے ہیں گل آفتاب کا

سب عطر کھینچتے ہیں گل تر گلاب کا

آفت زدہ فراق کشیدہ ہوں وقت نزع
تاریکے گناہ سے ماں ہے یقین مجھے
کلمہ پڑھا ہے جسے نہ دل سے آپکا
موجود حال حور نہ مشتاق باغ خلد
رخسار آپکا وہ پسینا ہے مشک تاب
کیا خوب ہو نصیب ہر کلمہ جناب کا
محشر میں کچھ پتا نہ ملے آفتاب کا
پہرہ رہی کیا رہا او سے روز حساب کا
سوجاں سے شیعہ ہوں رسالتاب کا
کیا بھری کریگا ہے کیا مہنہ گلاب کا

خون جناب ملا عبد الرحیم صاحب امرتسر ۸

کلمہ ہے اک جواب و مان سو جواب کا
پڑھتا ہے کون سورہ والیل رات کو
پڑھ لے درود عشق محمد میں رات دن
یارب کہیں مدینہ کا رحمان نصیب ہو
خورم اس آب و تاب سے نفٹ بنی پڑھو
کچھ غم نہیں ہے پریشانی یوم الحساب کا
کشتہ مگر ہے زلف رسالت مآب کا
پھلا سبق یہی ہے ولا اس کتاب کا
ورنہ مری حیات ہے عالم جناب کا
پھیکا ہو چاند رنگ اڑے آفتاب کا

رضوان حسان الہند جناب نواب سید رضوان علی صاحب ۹

مضمون چنا جو خلق رسالت مآب کا
خط سیہ تہما سے رخ لا جواب کا
خاشاک آستان رسالت مآب کا
لکھا جو وصف شافع یوم الحساب کا
پیری میں رنگ لایا ہے داغ غم بنی
سلک رسل میں احمد مختار سا گھر
لبتے ہیں مدحت عرق روعے مصطفیٰ
تشبیہ کر ترے رخ پر نور سے نہ پائے
حاصل ہو کر زیارت یثرب سے بیشتر
واعظ شراب عشق محمد نہ کیوں ہوں
سایہ میں تیرے امیر کرم کے جو ہو گذر
اللہ سے یاد کیوئے چمن مصطفیٰ
ہر پہول ہنس پڑا چمن انتخاب کا
کیا خوب حاشیہ ہے خدا کی کتاب کا
طرہ سے تاج قیصر و افراسیاب کا
فردیں گند کی بگلیں دفتر ثواب کا
کیا وقت صبح پہول کھلا ہے گلاب کا
دیکھا تو کیا سنا نہیں اس آفتاب کا
ہم عطر کچھتے ہیں گل آفتاب کا
شامی پو جتا کرے ترک آفتاب کا
سیر جہان بھی جھکو تا شاہو خواہکا
اک تو طحال دوسرے عالم شہاب کا
بجلی کو عارضہ ہو پیرا اضطراب کا
آہوں میں دیکھتا ہوں اختر چناب کا

اولا دیوالبشر میں نہیں تجیسا ذی شرف
چل راستہ حرم کا بتاتا ہوا مجھے
قبر غلام حضرت مولانا علی سیہی
کہتا ہے حرفِ حرے یہ ام الکتاب کا
اے خضر دل یہ کام بڑا ہے ثواب کا
رضوان ہے خانہ زاد رسالت مآب کا

شاکر! جناب منشی شا کر محمد صاحب ہنار سی مقیم پٹی ۱۰

جلوہ جو دیلے روئے رسالت مآب کا
دہڑکا ذرا انہیں ہے حساب و کتاب کا
شید اہواہوں اوس رخ عالی جناب کا
سار اجاہاں عدو جو میرا ہو تو غم نہیں
رخسار مصطفیٰ کی صفت کو سنا سنا
ہر گل نہ کیوں ترانے سے میرے شادمان
روز جزا دکھائے کیا منہ خدا کو ہم
حاصل سخن ورون میں مجھے افتخار ہے
ابر سخن میں پیچھے شاکر غزل کو جلد

جلت سے زردیخ اہو وہیں آفتاب کا
دراج ہوں میں شافع روز حساب کا
منہ زرد جسکے سامنے ہے آفتاب کا
بس چاہتا ہوں لطف رسالت مآب کا
ہم عطر پہنچتے ہیں گل آفتاب کا
ہوں عنذ لب گلشن عالی جناب کا
کچھ ہی نہ کام ہمیں کیا ہے ثواب کا
واصف ہوں میں جناب رسالت مآب کا
دن آگیا قریب بہت انتخاب کا

شہید! جناب منشی غلام قادر صاحب شا کر و میر احمد تھر ۱۱

عاشق ہوں میں جو روئے رسالت مآب کا
تاثير عشق عارض حضرت کی دیکھ لو
نخیر پر پائے خامہ کو زنجیریں گئی
روتے نہیں ہیں ہجر میں روئے جناب کے
محشر کے دن نہ غلام میں جیسا گادو سنو

ہوتا گاں ہے دلپہ میرے آفتاب کا
غنجہ کہلا ہے گور پہ میرے گلاب کا
لکھا جو حال شوق رسالت مآب کا
ہم عطر پہنچتے ہیں گل آفتاب کا
بندہ شمع ہے اسی عالی جناب کا

عزیز! جناب عزیز الرحمن صاحب طالب العلم اسکول ہواہو ۱۲

مشتاق ہوں نظارہ عالی جناب کا
محبوب کبریا سے مخاطب ہیں مصطفیٰ
حق نے جو اپنے نور سے پید کیا اوسے
حضرت کی ذات پاک کے دراج کو پہلا
ہے اتہا عزیز کی محشر میں یا عزیز

بیون کے تاجدار رسالت مآب کا
مضمون صاف کہتا ہے ام الکتاب کا
اس واسطے نہ پڑتا تھا سایہ جناب کا
کیا خوف حشر میں ہو حساب و کتاب کا
اس مضطرب کا ماتمہ ہو دامن جناب کا

<p>فروع جناب منشی خدا بخش خالص صاحب ملتانی مقیم بہاولپور ۱۳</p>	<p>رنگ ریاض خلد مدینہ جناب کا پرواہ اوسکو دولت دنیا کی کچھ نہیں القدرے حبیب خدا کی عنایتیں ہے آپ ہی سے باغ جہاں نہیں مجھ پر اندر میری قبر ہوگی نہ روشن فروع کی</p>
<p>فضا جناب میر محمد حسین شاہ صاحب شاگرد میر امرت ۱۴</p>	<p>اللہ رے کیا ہے رہبر رسالت مآب کا عاشق جو ہو جناب رسالت مآب کا اے اشتیاق دشت لوزی تجھے قسم کیا خوف پل کا حشر کا ڈر قبر کا خطر یار بفضا کو طیب کی جلدی دیکھا ہوا</p>
<p>مسکین جناب مولوی غلام نبی صاحب مقیم خانہ جناب بخش صاحب ۱۵</p>	<p>مدح ہوں میں جب سے رسالت مآب کا اللہ رے شان عزت اقبال مصطفیٰ دیتا سر بریدہ کو اک آن میں ہلا جسنے لگا یا بو نہ گئی اوسکی تاب بخش اے چرخ میں تو اُس شہر دینکا غلام</p>
<p>جمید جناب منشی عبدالحمید صاحب تلمیذ حضرت فقیر علی گڑھ ۱۶</p>	<p>مدح ہوں میں سے جو عالمیاب کا اے قبر دیکھ تو میری مٹی کو تراب ہو جاؤں اوسکا بندہ بے لوث نام خدا جب تیری کچھ ادا مصطفیٰ عشر میں یہ کہہ گا کہ یہاں ہوئی</p>
<p>واصف جناب منشی جیم بخش صاحب یکڑی ۱۷</p>	<p>کیا خوف واعظ علیہ السلام کی سیاہ وارچرخ میں ہوں تیرا دیکھ لینا آبرو میری پریشانی ہے آندو دل یہ اچھو ہر دھڑ سینہ قریب سے فیرے دھڑ تہا جھک گئے ہر شے کو ایک دم کیونکر میری جان محو ہو رہا</p>



گلشن ناز

آفت عصمت مآب عفت پناہ جناب نجم النساء خاتم صاحبہ لکھنؤ ۱۸

بندی کو اسلئے رسالت مآب کا
میں واری اور صدقے ترے پیارے نام
جل ہن کے آتش غم احمد کے دل ہوا
حضرت کو سارے نبیوں کا سردار کر دیا
خیر النساء کا واسطہ میدان حشر میں
یوم الحساب میں نہیں در آفتاب کا
کوئی نہیں ہے نبیوں میں تیرے جواب کا
جیسے جلا ہو اکوئی دور اکتاب کا
قربان ہوں خدا کے میں اس انتخاب کا
آفت کو اسرا ہو تمہاری جناب کا

دکبر جناب بزم اگر ابیکم صاحبہ پردہ نشین نبی و قلعہ ۱۹

انگلی کے اک اشارہ سے شق القمر ہوا
یہ دل میں ہے کہ وصف رخ مصطفیٰ لکھوں
حضرت کلیم عجزے کہتے تھے بار بار
میں امتی ہی ہوتا رسالت مآب کا

نقصرام جناب نور جہاں بیگم صاحبہ پردہ نشین علی نل بازار ۲۰

ہے حوصلہ شفاعت عالی جناب کا
کیا غم فنا قبر نکیرین کے لئے
کنہ ہو لوح دلپہ تو سارے گنہ میں
مننت او تہائے ظل ہما کی میری بلا
بندی کی شرم تانہ میں تیرے ہے یار دل
علوم ہے پیچہ گناہ و ثواب کا
جیکے جواب رکھا ہے کس انتخاب کا
ہے کیا ہی پیار انا م رسالت مآب کا
سایہ ہے میرے سر پہ رسالت مآب کا
ڈر لگ رہا ہے حشر کے دنگے عذاب کا

ناسن ابی اللہ رکھی صاحبہ طوائف سکنت دہلی وار و حال لاہور ۲۱

مست ہو چہ ہم نشین صفت اہل بیت میں
عشاق مصطفیٰ کو ہی سیہ ان حشر میں
پنجاب سے مدینہ میں بلواؤ ناز کو
کچھ اور حال ہے دل خانہ خراب کا
دے کام داغ دل سپر آفتاب کا
دریادوان ہے آنکھوں سے ہر دم چناب کا



آصف جناب مولوی الہی جس صاحب اس مشن سکول امرتسر ۲۲

مہنہ سے لگا کے جام سنہری شراب کا
نالوں کی اپنے کب ہو رسائی دانتوں
اوشہ سوار گرو کی مانند دیکھنا
حرکت میں یوں ہیں وہ لب نازک نفع کے ساتھ
مستونکی یہ دماغ ہے کہ تاگردش سپہر
باتوں میں ہم لگا کے اونہیں لائے گہرنگ
بلبل کی فاختہ کا ارادہ ہے باغ میں
راحت ہوئی نصیب نہ گیسو کے عشق میں
بوسے جو دے ہن تو مجھے بے حساب د
دلیں ہے مے کشی سے کروں تو بہ زائد
اصف کی خاک بعد فنا گرد باد ہو

تحسین جناب مولوی زین العابدین صاحب از حیدر آباد وکن ۲۳

اولٹا یا ہم جیسے جو اچھل نقاب کا
یہ بیزم مے کشوں کی ہے عالم ہے آب کا
نازک ہے وقت دور ہے اب انقلاب کا
کہنا سنیں تو مطلب اصلی بیاں کریں
جیلہ ہی بس ہے دل کے پہیوں کو تھیں
موسم ہے گرمیوں کا حرارت کا ہے وفور
گہر ناؤ نوش عیش و طرب کا وصل یار

حسنہ جناب مولوی نور احمد صاحب امرتسر ۲۴

عالم یہ رخ پہ کاکل پیر پیچ و تاب کا
گویا چمپا ہے ابر میں جبرم آفتاب کا

<p>فرقت سے حال یہ مرے دل خراب کا خام ہو جسے آگ پہ سیخ کباب کا خیمہ حباب کا ہے یہ خیمہ حباب کا</p>	<p>فرقت سے حال یہ مرے دل خراب کا خام ہو جسے آگ پہ سیخ کباب کا خیمہ حباب کا ہے یہ خیمہ حباب کا</p>
<p>رضوان عالیجناب محلہ القاب حضور حسان الہند محمود اختر نواب محمد رضوان علیخان صاحب بہادر و رئیس اعظم مراد آباد بنیرہ ثواب عظمت اللہ خالصہ</p> <p>دامن اگر چہ زودون چشم پر آب کا ڈنکا بجا کے کہتی ہیں موجیں حباب کا جلوے شبانہ روز ترے دیکھ دیکھ کر مون تبسم لب پر نور سے ترے اب خاک جلوے روشنی طبع کے دکھاؤں آے جو دل جلونکے جلے دلوں کے روبرو ہے سوز غم من رشتہ جاکا یہ اپنے حال نازک مزاجوں کی کہیں کشتی ہے ڈوبتی روشن دلوں کو قید تعلق سے کیا غرض</p>	<p>دامن اگر چہ زودون چشم پر آب کا ڈنکا بجا کے کہتی ہیں موجیں حباب کا جلوے شبانہ روز ترے دیکھ دیکھ کر مون تبسم لب پر نور سے ترے اب خاک جلوے روشنی طبع کے دکھاؤں آے جو دل جلونکے جلے دلوں کے روبرو ہے سوز غم من رشتہ جاکا یہ اپنے حال نازک مزاجوں کی کہیں کشتی ہے ڈوبتی روشن دلوں کو قید تعلق سے کیا غرض</p>
<p>دایق جناب مشتق محمد عبدالعزیز صاحب فرخ آباد می مقیم مبنی</p> <p>بر باد کرویا مرے عالم شباب کا صورت پہ ہے گمان مہر و آفتاب کا غیرت سے زور رخ ہو مہر و آفتاب کا اے دخت رزادے کہیں پردہ حجاب کا عالم مری رگوں میں ہے تار رباب کا</p>	<p>دایق جناب مشتق محمد عبدالعزیز صاحب فرخ آباد می مقیم مبنی</p> <p>بر باد کرویا مرے عالم شباب کا صورت پہ ہے گمان مہر و آفتاب کا غیرت سے زور رخ ہو مہر و آفتاب کا اے دخت رزادے کہیں پردہ حجاب کا عالم مری رگوں میں ہے تار رباب کا</p>
<p>فدا جناب مشتق فدا حسین صاحب کنہ انا و ہ</p> <p>ہو جائے رنگ زور رخ آفتاب کا سایہ کہہ رہے دور ہو جب آفتاب کا چشمہ نہ بن سکا کہیں ساغر حباب کا اللہ سے یہ حسن یہ جو بن شباب کا بگڑا نہ کہہ یہی اس دل خانہ خراب کا</p>	<p>فدا جناب مشتق فدا حسین صاحب کنہ انا و ہ</p> <p>ہو جائے رنگ زور رخ آفتاب کا سایہ کہہ رہے دور ہو جب آفتاب کا چشمہ نہ بن سکا کہیں ساغر حباب کا اللہ سے یہ حسن یہ جو بن شباب کا بگڑا نہ کہہ یہی اس دل خانہ خراب کا</p>

کھتے ہیں جسکو دفتر عالم سخن شناس
طوفان نوع نام ہے جسکا جہان میں
جب جہریاں ہی چہرہ کی تجہ سے نہت سبکین
خمر کو قدا دہنہا کے لگائے جو میں نے ہونہ

فروغ جناب منشی خدا بخش خاں صاحب ملتان از بہا ولیو ۲۸

کیا روئے آتشین پر عرق ہی کلاب کا
بہہ جائیں آب شرم سے سارے جہاں دار
مانع تو کوئی چیز نہ تھی دیکھنے کے وقت
بلے حاصل وصال ہوئی زندگی تمام
اوس روئے آتشین کے لئے اے فروغ عجب ہم عطر کیسختے ہیں گل آفتاب کا

فرخ جناب منشی غلام قادر صاحب شکار گرد جناب قمر متر ۲۹

لنتا ہے معیت میرا زمانہ شباب کا
سببین ذوق پر یار کے ظاہر ہے خال کیا
جلبل کے سرمہ ہو گیا دل کوہ طور سا
اور روئے ہمنہ کو کہوئی کے باتیں کرے شوق
فرخ وہ کیا ہی دن تھے مبارک کہ راتوں

مجید جناب منشی عبد المجید صاحب ملازم فوجدار می علیگرہ ۳۰

ہمنہ سے زرا حجاب اوٹھا دو نقاب کا
عالم کہوں میں کیا تیرے رخ کے نقاب کا
نام خدا وہ طغی ہی میں ڈھائے ہیں غضب
آنکھیں دکھاتے ہیں وہ مجھے بات بات پر
کس زندگی پر کرتا ہے اے یار تو غور
سودائی سب بنا ہوا پھر تار ہون در بدر
محبوب حق کے غم میں جو تارے گنا کرے



ہولی

رفیق جناب مولوی عبدالحمید صاحب رام پور ۳۱

ہند میں نارہون کی + دینہ میں جانے بسوگی
محمد کا کلمہ پڑھو گئی
دین کے رنگ میں احمد پیارے لال چونر یا رنگو گئی
چرنون نبی جی کے سیس لڑاکے کجوری مٹی کرو گئی
محمد کا کلمہ پڑھو گئی
پیتم پیارے نے رنگ رچایا ہوری کیہن کو چلو گئی
اپنے پیاسی بلیاں لو گئی چرنون پران تجو گئی
محمد کا کلمہ پڑھو گئی
قرے بنا موہے برنا ستا دے کیسے دہیر دہرو گئی
تن من دہن سب تیاگون رفیقاً پیتم جائے ملو گئی
محمد کا کلمہ پڑھو گئی

تاریخ انقواء کونسل و کشمیر

از خواجہ ابو احمد امین الدین صاحب امیر شاگرد جناب آفتاب الشکر مولوی ابو محمد شریف
(اس تاریخ میں خواجہ صاحب نے عجیب طرز سے مشہور مقامات کشمیر کا ذکر کیا ہے)

ملک کشمیر میں کسی یہ پڑی ہے بل چل چلتی ہے شیش چنار چنار کشمیر شیش ماتہ کدہ آتائے نظر باغ فضا مارضوں کے ہر بوج بہت کا ہے اثر اچھی پوتاب ہے کشمیر کی کونسل عزت ایوان جلالت سے نہ کہہ پوچھ امیر	موج سے مارنہے منہ پہ طہا ہے کہوں چشم عشاق سے پیاسے عین اچھل فرد عراہے سیمین چھو دلہی ایک ناگ تلک مل کپڑے راج لگا رنگ بدل اور ہوا اچھو ہوا نام کہیں حضور داجہ اوچھے ہی نہ پایا تھا کہ یہی کونسل
---	---

نوٹ - (۱) ڈل ایک مشہور کتاب ہے - کشمیر اور کشمیر اور کشمیر - ایک ایک چشم میرے - مار ایک نالہ ہے - بہت جگہ پر
ناگ تلک مل ایک اس کشمیر کا چشم ہے کہ تازت آفتاب کے باعث ہر موسم میں نہا رنگ بدلتا ہے
اور تخت ایوان جلالت کے اتحاد (۱۹۳۲) میں اگر کشمیر سے (۲۰۹) جو راجہ کے مدد میں شہر کو دے جائیں
اور کونسل کے مدد (۱۹۳۲) جمع کریں نوٹ - (۲) کشمیر کا چشم ہے

خیابان قومی

از

جناب مولوی عبید اللہ صاحب سرخوش فرزند میان مظہر جمال صاحب مرحوم و جرعه کش بادہ استفاضت جناب مولوی ابو محمد حسن سر

یاد ایامیکہ قلزم تن بطوفاں دادہ بود زورق و رومان بگرداب بلا افتادہ بود
جم جہا ز اہل جرمین بر کنار استادہ بود تا گریک اخروہ خہ گیر بغرق آمادہ بود

حبنا اللہ گفتہ ماستی در آب انداختیم
حبنتہ للہ بحال این دآل یہ داخستیم

پرتگال ادہم موجش بادباں خوابانہ بود روس راجگی سفین در طلاس ماندہ بود
لطمہ اش آب عدن در جوہ جیجمن راندہ بود مدسیش خاک چین برواٹنا افشانہ بود

اندر ان موج حوادث آشنائی کردہ ایم
نیک میداند خدا مانا خدائی کردہ ایم

گہ بہ مغرب حکمت یونان زمیں آموختیم گہ بہ مشرق از تجارت سیم وزرنا دشتیم
کو کبود و چار سوش چراغ افروختیم مصریای رادلغ حسرت بر دل و جان سوختیم

کامرا لایل را قلزم زین قصہ رقص بر نیای
گین را بالہ رقم بر خویشش نیس داستان

بزم مادر بلخ بود و زم مادر خاوران تاج مادر مصر بود و تخت مادر اصفہان
پیل مادر ہند بود و رخس مادر سیستان تیغ مادر بسند کاہ و نیزہ در ماژند راں

کہ جب الہالہ میلر زید از غوغائے ما
کوہ اطلس گاہ سر میسود زیر پایے ما

بر سر اہرام مصری نوبت مایزند وند قرعہ روزہی بر دولت مایسز وند
در جہان حرف کرم از بہت مایر وند در شجاعت داستان از صولت مایر وند

گر بہشت از دست چہن این روز بہ مارا لیب
لیک عالم یاد دار قصہ جنگ صلیب

پیشتر اندیکم شتی بحر بند آمد یہ یہ جذب شوق دامن دل را سوئے ساحل کشید

چون قدم بگذاشتیم اینجا با آفت رسید	وہ چہ آفت سخت تر از آفت یوم القومعہ
یاد صحرانی وزید و بخت مارا خواب برد	ناگهان سیلے در آمد بخت مارا آب برد
چشم تابہم زدیم آن انجمن از ہم شکست	ما کہ ہوئے بزم ما چون خون مستعصم شکست
یک طرف شیرازہ جمعیت دیلم گشت	سوئے دیگر کاروان آل سامان رفت
آن قبح بشکت و شد سے ریختہ ساقی نماند	چون کے باقی ماند چون کے باقی نماند
کاروان ماگزشت اما بعد شعل گزشت	کز فروغ جلوہ شاں چشم عالم خیر گشت
این زمان تاریکی شب ظلمت ست بہن گشت	لیک مارا ہمچنین اس راہ بیابان گشت
در خلاب افندہ پاکے ماچو این رہہ سرکنیم	اں چراغ مروہ را باید کہ دیگر ہر کنیم
کاروانے بود آری باہزاران برگ و ساز	کاروانے درو عالمیش ایزد سر فر از
کاروانے بس مترگ و مایہ دار امتیاز	کاروانے بارکش از خاک صحرا و حجاز
کاروانے بود سرخوش و دہ چہ زیبا کاروان	کاروان مہر عرب تاج عجم خسر حسان
دو میاں را پیش ایناں طاقت جہان بود	قبطیاں را نیز تاب زخم اں چو گاہ نبود
کاروانہ اہل لندن ہم بایں سامان نبود	ذکر چین بگزار او خود مرد این میدان نبود
تا بوزم مملکت گیری فرس نیگہبند	خاک صحراے عرب بر قصہ قصہ ریختند
ہر کجا کردند از اقبال پیشایش بود	در رکاب دولت شاں عقل و در اندیش بود
گرچہ ہر یک در لباس مسکنت و درویش بود	صورتش از قیصر و فقور خیلے بیش بود
آن عزیزاں چون طلب کردند از شاہان خراج	بہر پا انداز شاہان آرد و کسے تخت و تاج
تخت جہ را خیر باوے گفت اقبال کیاں	سرگون افتاد از بالا درفش کاویاں
شوکت دین نبی برداشت تیغ خون چکان	ہر طرف بر خاست از گیتی صد اسے الاماں

	هند بر ایران و ایران بر سر تو دلان گریست مصر بر روم و روم بر سر لوفان گریست	
بانگ دین الله بر آمد عالمی لبیک خواند بر همین با هر بد از دیده سیل اشک راند	سر و شد آتش کده بختانه را رونق بنود هر دور از نار و در یک حلقه ماقم نشاند	
	دین بر حق چون ز محب بر سر کرسی نشست سومنات اینجا و آنجا بیکل ترسنا شکست	
گر چه بر مملکت گیری ز جا بر خاستند هر طرف دارالعلوم و خانقاه آراستند	خوش را با زیور فضل و هنر پیر استند این زمان نیز آن کهن ویرانه تابیر جاستند	
	گر چه دار و بیت حمر و استمان سینه سوز دجله هم بر محفل عباسیان گریه بنوز	
داشت بر سر تاج دانش بر یک از برنا کوسر در سخن سیمان و ایل بر صغیر و بر کبیر	گشته از سر بایه علم و ادب هر کس امیر در فصاحت بی عدیل و در بلاغت بینظیر	
	گر سخن راندند عالم را تحیر دست و ادا خطبه خواندند گر غوغای عالم اوفتا د	
روئے گیتی باز بان تیغ و با تیغ زبان داده هنگام حوادث بر حفظ جسم و جان	ساخته زیر نگین از قیرواں تاقیر و اواں عالمی را نیزه خطی شان خط امان	
	گر بدینا از تور شور شے آید بختند لیک از شیرین زبانی طرح تشکین بختند	
کرد تا آن قوم را نصر احسن الله بهری بخت شان چون کرد و دے شان بسوی بزرگ	بهر خدمت پیش آمد طالع اسکندری لے مزاحم گشت خشکی و نه مانع شد تری	
	آن علم کرد و امن کوه صفا برداشتند بر فراز کوه بیضا تا فلک افراشتند	
تا ز کفن سر رشته دس بدے نگذاشتند نیک چون سر در هواے مصیبت افراشتند	هر چه می بایست از جا و حشم میداشتند خود و دوند آینه تخم تا مرادی کاشتند	
	منور گشتند چون از جاده شمع بنی	

	عبد دولت گشت میخون برق خاطف متقنی	
شد مبدل ناگهان آن عیش باریج و طلال	اختر اسلا میاں افتاده در چاه و بال	
باسلما ناں رسیدای دوستان عین الکمال	صرصر چنگیزیاں برخاست از طرف شمال	
	نوبهار گلشن عباسیاں بر باد رفت	
	چشم عالم کم بیند آنچه بر بغداد رفت	
جو دم معن اقبال سنج شوکت البرسلان	فضل هارون عدل ماهون صواب	صاحب
رزم بابر بزم اکبر شوکت شاهجهان	واسع حسرت یکبیک از چشم اعیان شدند	
	از سر مارفت کوفتهی یادش بحب	
	اتفاق باهمی نیز از بر ما کرد سپر	
حب قومی - رحم نویشانند - مهر و دستان	جوش غیرت - پاس عزت - ابرو و دوام	
در دیت صدق - نیت حفظ قوم و خاندان	زین فضایل ہم نیایی در گروه مانندان	
	ایکه در عالم بکشتی این چنین دید می شکفت	
	رخت مارا دزد پروخانه را آتش گرفت	
آنکه با اندر ایس وادی بچو کماں پیوده اند	(دست شان کوتا و بادا) گوئی ما بر بوده اند	
ایں زماں بر حسرت ماحسرتی آفروده اند	پیش و پس برما زبان طعن ناکشوده اند	
	لیک مارا بخت بد در گوشه های سیاه ریخت	
	غیرت از مار خ نهفت و بر سر ما خاک ریخت	
دامن صحرافراخ و میل فرسخ تا پدید	تا بد منزل گه ازیں وادیت بس راه بعید	
وقت مابگه شد و هم خواب ماطولی کشید	هست باید که بتوانیم تا مقصد رسید	
	و چه زیبا گفت روزی در ره آن ره	
	سخت کوشیها درین صحرانیر ز باجوه	
اے درینا چشم ما گو اندکے مینا هستی	تا بدیدے آنچه حال مادرین صحران هستی	
کاش صبحی در قفای این شب بیدار هستی	تا حجاب غفلت از پیش نظر برخاستی	
	سر بر آید ای کلمه داران که وقت از دست	
	کیست برگرداند آن تیر که تیر از دست	

طبیب

سوال - قوت کس کو کہتے ہیں -
جواب - قوت طبیب اور بید
 وڈاکٹروں کے یہاں قریب قریب ایک کو
 طرح پر ہے صرف نام میں فرق ہے -
 قوت کو بید پر نہ بگاڑو اور ڈاکٹر فنکشن کہتے ہیں
طب - قوت ایک ہیئت جسم حیوان
 میں جیسے مباشرت افعال بالذات
 ممکن ہے یعنی قوت مبدا افعال ہے -
 قوت دو قسم کی ہے **اولی** اور
ثانی - قوت اولی تو نفسانی -
 حیوانی - طبیعی ہیں - اور ثانی نفسانی
 باصرہ - ذائقہ - شائتہ - لامہ -
 اور یہ قوتیں ایسی ہیں کہ بدن انکی
 طرف محتاج اور مضطر ہے بقائے
 انسانی میں - اور قوت حیوانی کہ دل
 اور شریان میں ہے - اور قوت نفسانی
 دماغ اور اعصاب میں - اور قوت
 طبیعی جگر میں ہے - پس اگر قوت طبیعی
 واسطے بقای شخص کے غذا میں تصرف

کرے اور اسے غازیہ کہتے ہیں -
 اگر اقطار ثلاثہ یعنی طول - عرض عمق
 کی زیادتی میں تصرف کرے اور اسے نائیبہ
 کہتے ہیں اور اگر بقا یعنی میں تصرف
 کرے اسکو مولودہ اور مصورہ کہتے ہیں
 خادم ان قوتوں کی ہا ذبہ - یعنی غذا کے
 کھینچنے والی اور ماسکہ یعنی روکنے والی
 اور ماضیہ یعنی ہضم کرنے والی اور واقفہ
 یعنی ہٹانے والی یہ چار قوتیں ہیں -
 پھر ان چاروں کی بھی چار خامدہ ہیں برو
 رطوبت - حرارت - بیوست -
 اور قوت نفسانی بھی دو قسم کی ہے مدرکہ
 یعنی معلوم کرنے والی اور تحرکہ یعنی حس
 دینے والی - قوت مدرکہ پانچ ظاہری
 ہیں اور پانچ باطنی ہیں - پانچ ظاہری
 تو یہ ہیں - سمیع - بصر - شمع - دوق
 لمس - اور مدرکہ باطنی یہ پانچ ہیں
 حس مشترکہ - تحیلہ - واپتمہ - تصرفہ
 حافظہ - اور قوت مدرکہ فاعلہ ہے یا باعث

الانسان کما فیہ

سوال - افعال کسکو کہتے ہیں -

جواب - ہر عضو کو اسے فعل

منجانب اللہ مقرر ہے جسکو انگریزین

اکشن اور ہندی میں کرم اندری کہتے ہیں

ازروئے طب بدن انسان میں ایک

سبب فاعلی ہے جو بذریعہ قوت کے

ہوتا ہے - دوسرا سبب غائی ہے وہ

افعال میں جسے جذب کرنا یا دفع کرنا

اور یہ افعال دو قسم کے ہیں مفرد کہ ایک

قوت سے تمام ہو جسے -

کَلْبَدٌ وَکَلَامٌ سَاکٌ وَهَضْمٌ وَاللَّهُ

دوسری مرکب ہیں جسے ٹکھنا کہ اس میں

دو قوتیں ہیں ایک جاذبہ جو معدہ میں ہے

دوسری ارادینہ کہ لیف عضلات میں ہے

بیک میں اسکا بیان نہیں ہوا پر قریبی

کتا بولنے کرم اندری تین طور پر ہے

کرم کاند - اوپاشنا - گیان - بعض

افعال جو عضو سے متعلق ہیں بوجہ روح

نفسانی کے سرزد ہونا جانتے ہیں تو کیا

اور اوپاشنا کو بھی شامل کرنا چاہتے ہیں

مثلاً چوری کہ خواہش طبعی یعنی اوپاشنا

ہے اگر تھ سے کوئی چیز چورائے تو تمام

جسم کو سزا ہوتی ہے یہ کرم میں نہیں

لکھا چونکہ گیا نکو شامل نہیں کیا صرف

فاعل تو عصب میں پائی جاتی ہے کہ اس

کھینچتے اور ڈھیلے ہوتے ہیں واسطے

حرکت کے جسے سکڑنا پھیلانا چت پیٹ

کرنا اعضا کا - اور فاعلہ باعثہ کی مطیع

اور باعثہ دو قسم کی ہے - شہوانی

کہ باعث تحریک واسطے حصول نفع کے

ہے اور غصبی واسطے وقع مضرت کے

تحریک ہوتی ہے جسکا نقشہ یہ ہے -

قوت طبعی کہ مبداء قوت غذا کی ہے

غافر پیران بابو

نامیہ

مولدہ

ادان

سلمان

بانا

بانا

بانا

بانا

بانا

بانا

بانا

بانا

بانا

بانا

بانا

بانا

بانا

بانا

سب کاموں کا منتظم ہے۔ جگر
کہنا ہضم کرتا ہے۔

سوال۔ عورات کو خون حیض کے

ماہ باہ آنے کا کیا باعث ہے اور ایام
حل میں بند ہو جانیکا کیا سبب ہے۔

جواب۔ اکثر قوی عورتوں کو مطابقت

سوال ہذا کے ہر ماہ میں ایسی حاجت
لاحق ہوتی ہے مگر بعض کمزور عورتوں کو

دو دو تین تین ماہ بعد خون حیض جاری
ہوتا ہے اور یہ ہی قاعدہ خاص نہیں

ہے جیسا کہ عوام الناس میں مشہور ہے
کہ ہر ماہ میں ایک ہی تاریخ میں حاجت

لاحق ہو بلکہ دس پانچ روز کم یا زیادہ
ہی ہو جاتے ہیں۔ اور بعض عورتوں کو

ایک ہی ماہ میں دو دو مرتبہ حاجت
ہوتی ہے اور بعض کو کہی ایک ماہ میں

ایک مرتبہ اور بعض ماہ میں دو مرتبہ۔
اب اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ایک

مادہ خاص سے خون کا اشتغال ہوتا ہے
اور جب وہ مادہ اس قدر زیادہ ہو جاتا

کہ وہ ان کی اور وہ اسکو اپنے میں ضبط
نہیں کر سکتی ہیں تب وہ پھٹ جاتی

ہیں اور اس مادہ کو اخراج کر دیتی ہیں
یہ مادہ قدرتی خاص جنین کے کارآمد ہوتا ہے

اگر یہ مادہ نہ ہو تو جنین ہرگز زندہ نہیں ہو سکتا

اور پاشنا سے بریہ فعل ہوا یا اکثر جمع
کہ اس اندری کا کام نسل بقائی انسان کا

قائم رکھنا ہے بوجہ اوپاشنا کے اپنے مولا
کام سے اس سے زیادہ کام اس قدر

لیا گیا کہ آخر وہ مایوس ہو ایہ گیان کے
خلاف ہے۔ دیکھو انجام اسکا کیا ہوا کہ

بقائے نسل منقطع ہوئی اب یہ کہنا
کہ ہمارے کرم میں صاحب اولاد ہونا

نہیں لکھا فضول ہے معلوم ہوا کہ گو فعل
منجانب اللہ ہر عضو کے واسطے مقرر ہیں

پر اہل تصوف کے بیان سے معلوم
ہوا کہ اوپاشنا کی خواہش کافی نہ سمجھو

بلکہ گیان کو ہی شامل کرو کہ جس سے
شہر مندگی نہو۔

واکثری میں فعل ہر عضو کے واسطے
مخصوص ہیں جسکو اکشن کہتے ہیں مثلاً

معدہ کام چکی کا کرتا ہے۔ گردہ کام چھلکا
یعنی مائیت اور کثافت کو خون سے

علیحدہ کرتے جو قابل اخراج ہے پھیپڑا
کام سوپ کا کہ ہوا صاف کر کے دنگو

دیتا ہے۔ شائد کام حوض کا کرتا ہے
لبکہ کام عصا رکہ کا۔ شرآئین اور رگ

کام نہر وغیبہ کا۔ اعصاب کام تار برت کا
حقیرہ باجہ ہے۔ لہجہ کام فونو گراف کا

کرتی ہے۔ دل دریا ہے۔ دماغ

سوال - موسم گرما میں چا کا استعمال
 ہوا میں کو مفید ہے یا نہیں مخصوص اگر
 بلغمی مزاج والے نوش کرنا چاہیں
 تو اس میں اور کونسی چیزیں شریک کریں
جواب عرض یہ کہ ہمیشہ کے
 استعمال کرنے والوں کو تو ہر موسم میں
 ہے لیکن جو عادی نہیں ہیں ان کو خاص
 ملک مثل سرد ملک اور ترائی کے
 رہنے والوں ہر مزاج کے آدمی کو مفید ہوگا
 باقی مقاموں میں بلغمی مزاج والے
 اگر نصف حصہ دودھ ملا دیں تو میری
 دانت میں نقصان نہ کریگی۔

سوال - دوران سر جو بسبب
 کمزوری ہوتا ہوا دوسکا مجرب نسخہ -
جواب - جب تک مریض کے
 حالات گذشتہ سے چیکم کو سبب
 مرض سے اطمینان نہ ہو جاوے
 نسخہ نہیں لکھ سکتا ہے میں نے اپنے
 تجربے سے یہ خیال نہ بہت مفید پایا ہے
 نسخہ - چربیتہ دو آثار کو نصف آثار
 پانی میں شب کو بھگو رکھیں صبح کو ملکر
 چھان لین اور اوسمیں سفوف چھلکے دیکھو
 بمقدار آدھ پاؤ اُس خساندہ میں ملا کر
 جوش دیں جب وہ پانی نصف رہ جاوے
 پھر ملکر چھان لین اور اوسمیں دو تولہ الیچون

کے بیج ڈالکر خوب گھاڑہ کریں اس
 گھاڑے کئے ہوئے خساندہ میں سے
 دس دن گرہن صبح اور شام کو دین
 یہ نسخہ مجھے ایک ڈاکٹر صاحب نے
 عطا فرمایا تھا میں نے اسکو مفید جانکر درج
 رسالہ کر دیا۔
 کھنکھورہ کے کالیٹے ہوئے کی دوا
 جس موقعہ پر اس حیوان نے کانا ہوا
 اس جگہ سرکہ اور نمک و روغن ملا کر ملنا چاہیے
 فالغور آرام ہوتا ہے۔

سفوف عشم - واسطے آتشکے مجرب
 عشم مغربی - پوسٹ رز دہر دکا - صندل
 سٹیکے کوٹ چھانکے سفوف تیار کریں اور
 ہر روز سات ماٹھ نیم گرم پانی کے ساتھ
 کھائیں - پرہیز ترشی و میوہ وغیرہ -
سفوف واسطے گاربا کر کے منی کے
 مجرب ہے - گوند بول - طباشیر - کثیرا
 نشاستہ - خصیۃ الشعلب - دارچینی -
 الابی خورو - مغز بادام - مغز نارگیل -
 گوند و رخت بطم - مغز چغوزہ - مصطکی
 بنات - سب دوائیوں کو کوٹ چھانکر
 سفوف بنا کر ایک ایک تولہ کی پوریا
 بنائیں ہر روز بوقت صبح بکریکے کتے
 دودھ کھائیں - منی خواہ کیسی یقین ہوئے
 اسکے استعمال سے گاربا ہی ہو جاتی ہے۔



معالم

انے تعلیم یافتہ کا صفحہ

ہند سے - علم حساب میں اعداد کو
لکھنے کیو اسطے جو شکلیں مقرر کی گئی ہیں
انکو ہند سے کہتے ہیں وہ نو شکلیں ہیں
اور آخری دسویں شکل صفر (۰) ہے
جسکی کچھ قیمت نہیں ہوتی وہ شکلیں
بیم ہیں - ایک - دو - تین - چار -
پانچ - چھ - سات - آٹھ - نو -
صفر ان شکلوں کے نام ہند سے ہیں
اور ہند سے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اہل عرب
یہ شکلیں ہندیوں سے سیکھی تھیں اسطے
انکا نام ارقام ہندیہ رکھا - اول تو ارقام
کا لفظ استعمال سے اڑا پھر ہندیہ کا ہندیہ
ہوا اور ہندیہ کا کثرت استعمال سے ہندیہ
گنتی - چیزوں کے اندازہ کرنے اور
جانچنے کو گنتی کہتے ہیں - ان ہندسوں
میں سے کوئی ہندسہ لکھا جائے تو اس سے
اسکی اپنی قیمت سمجھی جاتی ہے جیسے
کہ آٹھ اس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ چھتر
گنتی میں سات ہیں لیکن جب اس کے اول

میں کوئی ہندسہ اور لکھا جائیگا تو اسکی
قیمت دس گنا علاوہ اس ہندسہ کے
زیادتی کے سمجھی جائیگی - جیسے ۵۰
تو یہ دس گنا ۵ سے ہے اور ۵۰۰ اور
۵۰۰۰ زیادہ ہیں - اور اگر دو ہندسے پہلے
زیادہ کریں گے تو قیمت میں وہ عدد ۱۰۰
گنا پہلے سے ہو جائیگا اور ان دو ہندسوں
سے جو عدد بنے گا وہ زیادتی رہیگی جیسے
۵۵۰ تو ۵۰۰ قیمت میں ۵ سے ۵۰۰ گنا
اور ۵۰ زیادہ ہیں - اسی طرح تین ہندسوں
کی زیادتی سے قیمت ہزار گنا اور چار
ہندسوں کی زیادتی سے قیمت دس ہزار گنا
ہو جائیگی - اور ان اعداد سے جو رقم
پیدا ہوگی وہ زیادتی ہوگی - اس سے
ثابت ہے کہ کسی عدد کے پہلے جتنے
ہندسے زیادہ کرتے جائیں اتنی ہی
دائیان اُس کی قیمت بڑھتی جائیگی
اور اس طرح سے رقموں کی ترتیب بہت
دور تک پہنچ جائیگی -

۱) علیٰ تعلیم یا فتونکا صفحہ ۱۰

(۱) وہ طالب علم جو پنجاب یونیورسٹی کے امتحان انٹرنس میں ۱۸۸۹ء

کو کامیاب ہوئے سے دوسریوں کی صورت میں رکھے جاسکتے ہیں یعنی

ایک مربع کی پہلی صف میں دوسرے مربع کی پہلی صف سے دو چند لڑکے

ہوں۔ جن طالب علموں نے اپنی فیس داخلہ بھیجی ہوئی تھی مگر بیماری وغیرہ

کی وجہ سے شمولیت سے رہ گئے تھے تعداد میں چھوٹے مربع کے برابر تھے

اگر اول درجہ میں ایک اور طالب علم پاس ہو جاتا تو غیر حاضر وکی تعداد سے ہر

ایک مربع بن جاتا اور ان میں بڑے مربع کی پہلی صف کی نسبت ایک زیادہ ہوتا

اگر دویم درجہ میں ایک اور پاس ہوتا اور ایک اور نا کام میاب ہوتا تو دوسرے

درجہ کے آدمی معہ نا کام میاب شدہ آدمیوں ایک مربع بناتے جسکی پہلی صف میں

اول درجہ کے مربع کی پہلی صف سے چھ آدمی اور زیادہ ہوتے۔ اور دوسرے

درجہ کے طالب علموں کی تعداد نا کام میاب شدہ آدمیوں کی نسبت رکھتی ہے جو تین کو

دو سے ہے ہر ایک درجہ میں کتنے کامیاب ہوئے۔

(۲) ایک دیوالیہ کے تین قرض خواہ تھے جسین سے زید نے عمرو سے یا بکر سے

ایک شتنگ پونڈ میں زیادہ لیا اس طرح زید کو سو پونڈ عمر سے اور عمر کو سو پونڈ بکر سے

کم لے کل قرضہ دو ہزار چھ سو پونڈ تھا اور جائیداد بارہ سو پونڈ ہر ایک کی اصل

رقم کیا تھی۔ (۳) ایک خاندان کا بیٹا جب چانول کا

۷۰ سیر قصاب ہو کر رہتا تھا جب چانول ۲۵ سیر ہو گئے مالک نے بیٹے کو

اگر چانول ۳۰ سیر ہو جاوے تو بیٹے کو بیٹا ہو گا (۴) ایک تین ہندسہ کا عدد اپنے

ہندسوں کے مجموعہ سے ۲۶ گنا زیادہ ہے اگر یہ ہندسہ سلسلہ حسابیہ میں ہوں اور

۳۹۶ عدد کے ساتھ اور ملائے جائیں تو ہندسہ بالکل بدل جائیں گے۔

(۵) جمع سلسلہ حسابیہ کا کیا قاعدہ ہے اور نامعلوم تعداد تک جمع کرو۔

$1 + 4 + 9 + 16 + 25 + 36 + 49 + 64 + 81 + 100 + \dots$

(۶) یہ مساوات حل کرو۔ (۱) $\frac{1}{1} + \frac{1}{4} + \frac{1}{9} + \frac{1}{16} + \frac{1}{25} + \frac{1}{36} + \frac{1}{49} + \frac{1}{64} + \frac{1}{81} + \frac{1}{100} + \dots$

(ب) $\frac{1}{1} + \frac{1}{4} + \frac{1}{9} + \frac{1}{16} + \frac{1}{25} + \frac{1}{36} + \frac{1}{49} + \frac{1}{64} + \frac{1}{81} + \frac{1}{100} + \dots$

(ج) $\frac{1}{1} + \frac{1}{4} + \frac{1}{9} + \frac{1}{16} + \frac{1}{25} + \frac{1}{36} + \frac{1}{49} + \frac{1}{64} + \frac{1}{81} + \frac{1}{100} + \dots$

۲ (۱۱) ۲ + ۳ + ۵ + ۷ + ۹ + ۱۱ -
(۷) اعشاریہ کی تقسیم اور ضرب کے قاعدے

کیا ہیں -
عرفی جی سوانح عمری

از
جناب میر کرامت الدین صاحب امرتسر

پیدائش ۱۲۵۵ھ وفات ۱۳۵۸ھ

اس شخص کے تخلص نے جس قدر شہرت حاصل کی ہے اسکے نام نے نہیں کی بلکہ پورے نام کی نادانیت کے باعث ہی تذکرہ نویسوں نے جو چاہے اپنی رائے کے مطابق لکھ مارا ہے کوئی جمال الدین کہتا ہے اور کوئی محمد جمال کسی نے شیخ جمال لکھا ہے اور کسی نے جمال احمد -

مشہور اساتذہ کا بہرہ ہی ایک قاعدہ تھا کہ جو تخلص رکھنا کسی خاص وجہ سے رکھنا چنانچہ باپ کے باغبان ہونیکے باعث فردوسی اور ابو بکر سعد کے زمانہ میں پیدائش کے باعث سعدی تخلص ہوئے اسی طرح عرفی کا تخلص بھی باپ کے عہدہ عرف پر ممتاز ہونیکے باعث تھا یہ بات سچ ہے کہ ولی کی اپنے ملک

نوٹ - اعلیٰ تعلیم یافتہ کے ایک بڑے سوانح کے جو آپ کے بعد کے دوسرے نمبر میں ہوا

بلکہ شہر میں عزت نہیں ہوتی اس لئے ہمارے عرفی کو بو وطن کی بقتدری نے شیراز کی فرحت افزا ہوا کے ساتھ ہی اس کو کنار آب - رکنا باد - اور گلگشت مصلے سے محروم رکھ کے ہندوستان کے سفر پر آمادہ کیا -

آئے ہی سنا کہ اکبر کے نورتن فقیہوں میں ہیں - او دہری راہ لی شیخ فیضی تنک علم و فضل نے پہنچا یا - مگر تھوڑے ہی عرصہ کے اندر دونوں میں ہوا بگڑ گئی -

اسکی خوش نصیبی سے حکیم ابو الفتح کے ساتھ صورت آشنائی ہو چکی تھی اسنے اونکی تعریف میں چند ایک قصیدوں کے اندر اشارہ اپنا حال بیان کیا - اوس زمانہ میں علم والوں کی قدر تھی کچھ دن تنک

کو حکیم صاحب نے اپنے پاس رکھا پھر موقع دیکھ کر خانخانان تنک رسائی کرادی ایک ایسی زبردست سپارش دوسری ذاتی لیاقت - خانخانان

کے ولین گھر کر لیا - اب وہ زمانہ آگیا تھا کہ عرفی کی شہرت اور بھگت چنانچہ جب او سنے کچھ طبیعت پروردہ دیکھے وہ قصیدہ کہا جسکے صلہ میں

خانخانان نے اُسے ستر ہزار روپہ دیا تھا تو ہزاروں طرح کی تحسین کے ساتھ

شیخ کمال کے قبرستان میں لاہور کے
۱۰ نذر دفن کیا گیا تھا۔ ایک شخص نے
سہواً اسکی ہڈیاں نجف اشرف میں پہنچا دیں
ملا روٹھی بہدانی نے اس واقعہ کی تاریخ
یہ کہدی۔

بکاوش خثرہ ازہند تا نجف آمد
اسکے متعلق چند ایک لطیفہ بن جو خصوصاً
فیضی کی شکر رنجی کے بعد کے ہیں
جنہیں سے دو ایک لکھے جاتے ہیں
(۱) ایک دن فیضی کے مان آیا وہ ایک
کتیا لے تھا اسنے پوچھا صاحبزادہ چہ
نام دارو اسنے کہا ہیں عرفی ست۔
اسنے فوراً جواب میں کہا خوب مبارک
(مبارک فیضی کے باپ کا نام تھا)
(۲) عرفی قریب المرگ تھا فیضی اور
ابوالفضل عیادت کے لئے آئے
انہوں نے کہا کہ مالکیان نیم، عرفی
جہٹ بول اہما کہ مرغ روحم ورپروا
حاجت مالکیان تدارو۔

عرفی کے مرنے کی تاریخ حاسدوں نے
یہ لکھی ہے (عرفی جو انان مرگ شد)

زمانے کی دلچسپیاں

جناب مولوی عبدالحلیم صاحب شر

حسد ہی بڑھ گیا مگر اسنے حکمت علی سے
خانخاناں کے سارے سارے حاشیہ
نشینوں کو ایک توخو و سحر زدہ کر رکھا
تھا دوسرے وہ جانتے تھے کہ یہ خانخاناں
کی موچہ کا بال ہو رہا ہے اور جو خانفت
کیرن کے تو خانفت کچھ کام نہیں آنے
کی اسلئے اٹتے بیٹتے عرفی ہی کا کلمہ
پہرتے تھے اسطرح سے اسکا ایسا
جادو چل نکلا کہ کسی حاسد کی ایک بھی
نہ چلی اور اسکی چاندی ہی چاندی ہو گئی
عرفی نے کوئی علی کتاب ہمارے
لئے نہیں لکھی اکثر تذکرہ نویس تو یہ کہتے
ہیں کہ اسنے نشر کو چھوٹا تک نہیں۔ مان
جو کچھ اسکی عمر بھر کی کمائی ہے وہ شعور
کے سوا اور کچھ نہیں۔ اور انین سے بھی
مثنوی پس پس ہے۔ غزلیں معمولی بڑ
اور قصیدے جو اسکی عام مشہوری کا
باعث ہو رہے ہیں وہ بھی درمیانہ
ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ صرف چھتیس ہسکی
عمر میں یہ اور کسہ ہی کیا سکتا تھا یہ بھی قیمت
ہے کہ قصیدے اسکا نام آج تک لکھے جاتے
ہیں۔ اسنے ایک قصیدہ ترجمہ الشوق
میں یہ شعر لکھا ہے۔ کہ

بکاوش خثرہ ادگو رتا نجف بروم
اگر ہند بگورم کنی دگر بہتار

زہرنی کرنیوالی قومونکا کھنکا ایسا تھا کہ انکی کبھی جمو توں ہی آنکھ نہ لگی۔ یہ سب تو تھا ہی مگر کسی پہاڑ کے واس میں جہان آبادیکا سیکڑوں میل پتہ تھا اس سراپا غم عورت کے درد و شہرہ ہوا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ گواسکا حسن و جمال بمثل تھا مگر ایسے مقام پر پیدا ہوئی تھی کہ اُن پریشان حال مسافروں پر اور مصیبت پر لگی۔ ایسے وقت میں اولاد کا ہونا بھی ستم دھا دیا کرتا ہے۔ باپ حیران کہ یا اکہی اب کیا کروں۔ کہاں جاؤں۔ کس سے مدد مانگوں منزلوں آدم زاد کا نام و نشان نہیں۔ اس سے بڑھ کر مصیبت اوس بیکیس عورت پر تھی کہ دو قدم چلنے کی ہمت کرے تو جاکس جاتا ہے۔ کسی نے کیا ٹھیک بات کہی کہ غم دالم میں اولاد بھی اجیرن ہو جایا کرتی ہے۔ پھر ایشیا کے خیالات۔ مان نے کہا یہ لڑکی ہماری مصیبت میں پیدا ہوئی ہے بڑی منحوس ہے اسکا ساتھ رکھنا ٹھیک نہیں۔ باپ کو بھی اپنی ہمدردی بی کی یہ صلاح بہت پسند آئی دونوں نے جی کر اکر کے لڑکی کو کسی چٹان پر لٹا دیا اور آگے بڑھے

ایک غریب الوطن بادید گرد مسافر جسے تنگ حالی اور پریشان روزگاری کے ہاتھوں وطن مالوف چھوڑ کر کوہ و بیابان کی راہ لی تھی اپنی غریب دکھیا مگر حور ووش بی بی کے ساتھ کسی پہاڑ پر چلا جاتا تھا جہان خارتانی زمین اون دونوں دروندوں کا پھونا تھی اور سنگ خارا کی لمبی سلیں سریرحت تھیں۔ پتھروں کے ٹکے تھے اور چرخ جفا کار کا شامیانہ ہر وقت کھنکا رہتا تھا۔ مایوسیان ہمسفر تھیں جسے کبھی کبھی بائین کرینے کا موقع ملجا یا کرتا تھا۔ حسرتیں پیاری انیس تھیں جسے دونوں پروردولوں کی اوجڑی ہوئی منزلیں آباد نہ کرتی تھیں۔ قاعدہ کہ کہ سفر میں دور سے کسی دوسرے صحرا نور کی صورت نظر پڑتی ہے تو دو گہری دل ہی بہل جاتا ہے مگر یہ آوارہ بخت ایسے تھے کہ انہیں اون کڑی منزلوں میں جو صورت نظر پڑی وہ خوف کی تھی جس سے اوس ناشاد عورت کا کلیجا جو اپنے شوہر کے سفر غربت کی شریک تھی اور یہی دہڑکنے لگا تھا۔ مصیبت میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان لیٹا اور نیند آگئی مگر پہاڑی

گو زمانہ بہت آگے بڑھ آیا تھا مگر ان صحیفہ
الاعتقاد اور آوارہ گرد مسافروں کی
اس حرکت نے زمانہ جاہلیت کی وہ رسم
یا دولاٹی جبکہ لڑکیاں زندہ دفن کر دیکھایا
کرتی تھیں۔ یہ دونوں حسرت مند میان
بی بی عجیب ریخ والہ اور آوارگی کی
حالت میں تھے مگر اب اس لڑکی سے
بڑھ کر بیکس و بے بس کوئی نہیں جسے
مان باپ کے ایسے رحم دل سرپرستوں
کے ہاتھ سے یہ ظلم ہسنا پڑا۔ مان باپ نے
اگرچہ ایک فوری تکلیف کے ہجوم سے گھرا
کر یہ کارروائی کی تھی مگر وہ فطری محبت
کہیں جاسکتی ہے۔ تھوڑی دور بڑھے
ہونے کے مان سے نہ مان گیا۔ بیتا بے گئی
بے اختیار طبیعت بہرائی کہ خدا جانے
ہماری پیاری لخت جگر لڑکی پر کیا گذر
ہوگی۔ یہ فکر ایسی بڑھتی گئی کہ باپ
جسے سفر کی مصیبتوں کے ہاتھوں
مجبور ہو کر اس سنگدلی کو گوارا کیا تھا
اوتا پھرا۔ دیکھا کہ لڑکی زندہ ہے اور
اوسی چٹان پر پڑی ہاتھ پاؤں مار
رہی ہے۔ بے اختیار محبت سے گود
میں اٹھا لیا۔ اور بی بی کے پاس
لے آیا۔ آخر یہ راسے ٹھہری کہ جی طرح
ہو سکے اس لڑکی کو ساتھ لیتے چلیں۔

مگر جن لوگوں نے اس لڑکی کی ابتدا
حالت سنی ہوگی اگر اسکی سوانح عمری
کا پچھلا حصہ ملاحظہ کریں تو پر وہ زمانہ کی
آئسے ایک عجیب و غریب دلچسپی نظر
پڑے گی جسکو دیکھ کر سب نقش حیرت
ہو جائیں گے۔ یہ لڑکی اپنے شباب کے
زمانے میں اپنے پھل بہادر شوہر کے مار
ڈالے جانے کے بعد ہندوستان کے
ایک اولوالعزم شاہنشاہ کی ایسی
معتوقہ بی بی تھی کہ سکتہ تک میں اسکا نام
پڑ گیا۔ یہ نور جہاں بیگم تھی جسے
جہانگیر بادشاہ کے پہلو میں بیٹھ کر ملک پر
حکومت کی۔ سمندر کی مدد و جزیرہ راون
لوگوں کو جنہوں نے کبھی سمندر کی صورت
نہیں دیکھی ہے نہایت تعجب معلوم ہوتا تھا
مگر زمانے کا مدد و جزیرہ سے معمولاً وہ اپنی
آنکھوں سے اکثر دیکھا کرتے ہیں اوس
سے کہیں بڑھا چڑھا ہوا ہے۔
قومی شکایتیں بہت سنی جاتی ہیں۔ جن قبو کو
زمانے نے کیس وقت باغ عالم کی دلچسپیاں
بڑی عیش و عشرت کے ساتھ دکھلا دی تھیں اول
سے بڑی دلسوزی کے ساتھ صدائے نالہ و فریاد
بلند ہو رہی ہے۔ مگر یہ کوئی تعجب کی بات
نہیں زمانہ کی رفتار پر اگر غور کریں تو اذکی
بڑی تسکین ہو جائیگی۔



فلاسفہ

فزیالوجی یعنی فلسفہ عقلیہ پر ایک نوٹ

دیتے ہیں اور جو کچھ انہی تصانیف کی
تہئیں ہوتی ہے وہ کسی دیکسی دولت مند
کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ خدا کی قدرت

سے انہیں بھی جہتیں کا شہزادہ
سی۔ وی۔ منہر پنچ ملکیت جتنے
اپنے حسن انتظام سے ان دونوں
علم و عقل کے پتلون کی تصانیف چھوڑ
کل یورپ کیا بلکہ دنیا بھر کے لئے
چشمہ فیض جاری کر دیا۔

ڈاکٹر گال کا بیان ہے کہ ایک دن میں
مدرسہ میں جا کے سبق لے رہا تھا کہ
ایک ایک میرے دل میں یہ سوال اٹھا کہ
باوجودیکہ ہر ایک انسان کے ماتھے پاؤں
کان ناک اور دیگر اعضا برابر یکساں
ہیں تو پھر کیوں کسی کو حساب کی کیکو
کتاب کی کیکو تحریر کی کیکو تقریر کی
زیادہ رغبت ہوتی ہے۔ ؟

تعریف۔ فلسفہ عقلیہ وہ علم ہے جس میں
قوائے و اعضا سے بنی نوع انسان کا
بیان ہو۔ اور ان کے صادر ہونے کی وجہ
دکھائی جائیں۔

تاریخ۔ اگرچہ اس علم کا موجد فلاسفس
جو زنگال تھا مگر جتنی ترقی اسکی
اشاعت میں ہوئی وہ جان کس پر
مسپر زبیر کی بدولت ہوئی۔ انہی

بہادروں نے وائنا کو صرف اس عرض
سے چھوڑا کہ جو من۔ سویدن۔
ڈنمارک وغیرہ فرنگستان کے ملکوں
میں جا بجا اپنے اصولوں پر لکھ دیں۔

مگر جب لکھ دیتے دیتے تھک گئے اور
عام لکھروں سے کچھ ترقی میں فائدہ
نہ لیکھتا تو فلاسفس کے دارالخلا فیہ میں

میں قیام کیا۔ یہ سچ ہے کہ مولف یا مصنف
تو کچھ لکھنے کے گناہی کی حالت میں رہے

نوٹ۔ ڈاکٹر گال درم برگر کے اندر ۱۸۵۹ء
کو پیدا ہوا اور پیرس میں ۱۸۲۸ء کو مر گیا۔

اس سوال کے بعد اس نے خود ہی جواب کی
تفانی پھلا حصہ اسے یہ معلوم ہوا کہ
جنکی اوٹھی ہوئی آنکھیں ہون وہ سبق
جلدی یاد کر سکتے ہیں جسکو دوسری عین
میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ اوٹھی قوت
حافظہ زیادہ ہوگی۔

جب یہ جواب کا حصہ علامت ظاہری اور
باطنی کے رشتہ کو بخوبی مشاہدہ سے
ثابت کر چکا تو ڈاکٹر کمال نے یہ خیال کیا
کہ جس طرح قوت حافظہ کی ظاہری علامت
یہ نکلی ہے اسی طرح دوسری قوت کی
بھی کوئی نہ کوئی ضرور ہوگی ؟

اگر اس بات کا جواب مجھے مل گیا تو میں
جانو گا جس طرح کوئٹس نے دنیا کا دنیا
حصہ دریافت کیا تھا میں بھی اس علم
دنیا میں ایک نیا علم دریافت کر لوں گا۔
رفتہ رفتہ اس نے ایک کمزور ملے کر لی
یعنی اس نے معلوم کر لیا کہ جنکے سروں میں
ایک خاص جگہ بہت اوٹھی ہوئی ہو
اونین قوت فیصلہ زیادہ ہے۔

اس بات کے دریافت ہوتے ہی قوت
اخلاقی کے لئے بھی سرونین علامتیں
تلاش کرنے کی سوچی لیکن مشاہدہ کرتے

نوٹ۔ سپریم کی ولادت ۱۸۳۳ء اور وفات ۱۸۳۳ء

کرتے یہ امر اسکی سمجھ میں نہ آیا کہ
آدمی کے سطح سر پر جو اونچا ویاچھا وہ
وہی مختلف لیا قوتوں اور قوائے دماغی
کے کم یا زیادہ ہونے کا باعث ہے
اگرچہ ہمارے ڈاکٹر کے مشاہدہ میں مشق
بڑھتی گئی مگر اسے ہر ایک امر کے پائید
ثبوت تک پہنچانے کے لئے اتنی وقت
پیش آئی کہ مسٹر برق کو دارن ہسٹنگز
پر اعتراضات جمانے میں نہ آئے ہتے
کیونکہ وہ فزیا لوجسٹ یا سائنس
الاعضا کے جاننے والوں کی اون ریلوں
سے بالکل بے بہرہ تھا جو دماغ کے بارہ
میں تھیں۔ یہ تو خیر ایک مشکل بات تھی
مگر وہ تو یہ بھی نہ جانتا تھا کہ کہیں فلاسفوں
نے قوائے روحانی کی نسبت بھی
اپنی رائے دی ہے یا نہیں۔

جب یہاں تک اس نے صرف مشاہدہ
سے کام نکالا تو پیرانی کتاب میں دیکھنی
شرع کیں اون میں کوئی مسئلہ اسے
دکھلائی نہ دیا جس سے مشاہدہ بزر
ولیشن کی تصدیق ہوتی بلکہ اختلاف
نے اس کے ذاتی تجربہ میں بھی مغالطہ
ڈال دیا۔ سب سے بہاری بات یہ
اس کے شک کا باعث تھی۔ کہ وہ
قوائے روحانی کی جگہ صدر دشم میں

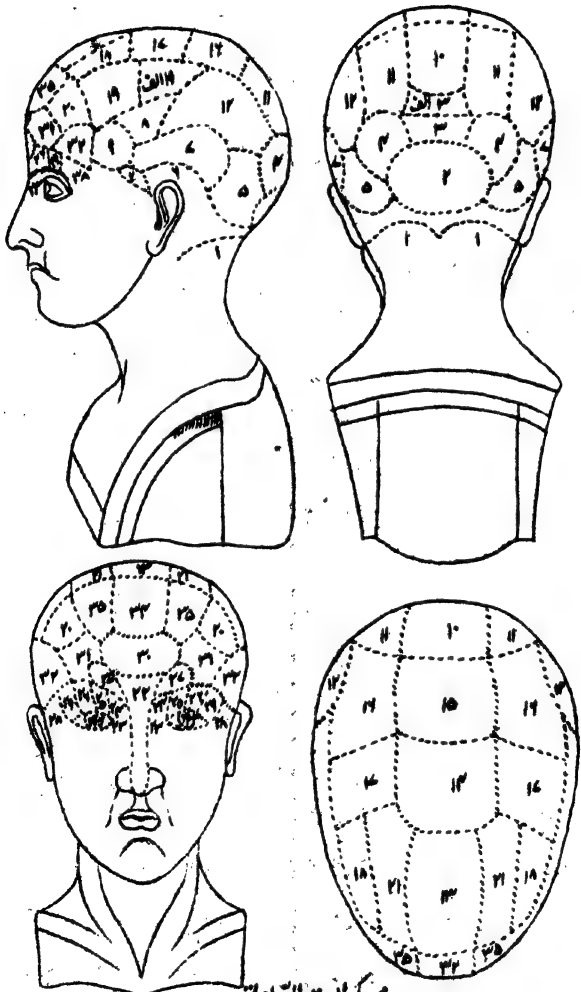
پاکھون کے سر کو مشاہدہ کیا۔ جیٹھانے پہلک ہو س۔ کافی ہو س۔ قھوٹل کوئی جگہ نہ تھی جہاں اس کے تجربہ کی ترقی ہوئی ہو۔ جسکا مختصر طور پر یہ نتیجہ نکالا کہ فزیالوجی۔ اور اناٹومی کا چونی دامن کا ساتھ ہونا چاہئے پس اب کیا تھا۔ ڈاکٹر گال نی ہی جویندہ یا بیندہ کی طرح آخر دریافت کر لیا۔ کہ (۱) عضو عقلی ایک مادی آلہ ہی جسکے ذریعہ سے اس عالم میں عقل مختلف حالتوں کو قبول کرتی ہے خواہ فاعلی حالت ہو خواہ مفعولی۔

(۲) حکما عقل یا روح کو جو ہر مجر د کہتے ہیں اور اسکی ماہیت اور حقیقت سے لاعلمی ظاہر کرتے ہیں حالانکہ اوسمیت ہر طرح کی قابلیتیں بالذات ہیں چنانچہ حکیم مطلق نے مختلف احساء و داعی میں مختلف قابلیتیں رکھی ہیں۔

جو مختلف حالتوں کے قبول کرنے میں کام آتی ہیں۔ مثلاً روح اعصاب بصارت و سمیع کی مدد سے دیکھتی اور سنتی ہے اور کاتیشنس کے ذریعہ سے ادبہ خوف کا اثر نمایاں ہوتا ہے اور عضو تربیب یا کان ذیلے نی کے وسیلہ سے وہ ہر ایک چیز کے سبب کے دریافت کرنے میں کام آتا ہے۔

خیال کرتا تھا حالانکہ سب کے سب فزیالوجسٹ اس بات میں ہمزبان ہیں کہ دماغ ہے اور روح کی جگہ تو ہر ایک نے بجائے دماغ کے پچھلے حصہ میں بیان کی ہے۔ حالانکہ اوکی رائے مشاہدہ کے برخلاف ہے۔ اسنے اسوقت سے پرانی لیکچر کا فقیر بننا چھوڑ دیا مگر اپنے مشاہدہ کو کام میں لانے سے اس پرید کو پالیا کہ انسان کی مزاج اور لیاقت میں فطرت یا نیچر سے ہی اختلاف ہے تو اسنے قوائے عقلیہ کے لئے ظاہر علماتوں کو دریافت کرنا چاہا اور جو کچھ عام قوائے عقلیہ کی نسبت اسے معلوم ہوا وہ اسنے پانچ حصوں میں بیان کیا اور انکے نام وہی رکھے جو ہم مدت سے سنتے آئے ہیں یعنی۔ حس مشترکہ۔ واپہر حافظہ۔ تخیلہ۔ اور لقرکہ۔ مگر جب اسنے انکی تحقیقات اور صحت پرائے اصول پر کرنے کی کوشش کی تو اسے دمبدم و شوار گزار گہائیاں پیش آئیں بلکہ پریشانی پر پریشانی سے اکثر اسکی ہمت ٹوٹ بھی جاتی مگر اسکا شوق اور حوصلہ اسکو منزل مقصود پر پہنچانے سے نہ چوکا ایک دوست کی معرفت و ایٹنا کے پاکھناہ میں جا کے سب

اب ہم بیان فرمائے گا لوجی کے متعلق انسان کی نصف تصویریں
جنہیں قوائے دماغی کے متعلق مختلف مقامات دئے گئے ہیں
بیان لکھتے ہیں



میر کریم الدین امرتسر

کیمسٹری

بجلی کا بیان

قدرتی بجلی بادلون اور کسی کسی

چھلیوں میں ہوتی ہے۔ اور مصنوعی

بجلی جو انسان اجسام میں سے نکالتا ہے

کئی ترکیب سے پیدا کی جاتی ہے۔ پہلے

دو جسموں کو رگڑے سے۔ دوسرے دو

دھاتوں کو تیزاب وغیرہ پائیمیں رکھنے

سے۔ تیسرے گرمی سے۔

رگڑے سے بجلی پیدا کرنے کا بیان

دفعہ ۳۔ ایک کانچ کے ٹکڑے کو اون

یا ماتہ پر رگڑو اور اسکو کسی ہلکے جسم

مثلاً پر یا بال کے پاس لاؤ وہ جسم

اوس سے کچھ جھٹ جائیگا اس سے ظاہر ہے

کہ کانچ کے سطح پر رگڑے سے بجلی پیدا ہوئی

جس سے اوس ہلکے جسم کو اپنی طرف کھینچ لیا

اس طرح لاکھ کی تہی کو ماتہ یا اون پر

رگڑنے سے بجلی پیدا ہو کر اپنا خواص

ظاہر کرتی ہے۔

دفعہ ۴۔ جیسے ہوا پر دھول اور پانی پر

کشتی چلتی ہے ایسے ہی بہت اجسام پر

بجلی ہی چلتی ہے اور ایک جگہ سے

از جناب خان بہادر عارف باللہ

حضرت ذیل النور علی صاحب

(رئیس رہنمائی و عالی گستر اسٹنٹ کشتی)

امریکین

جاننا چاہئے کہ بجلی ایک قوت ہے

جو ہر ایک جسم میں ہوتی ہے۔ اگر یہ بات

تو اتنا کسی فی نہیں جانی کہ بجلی کی ماہیت

کیا ہے مگر اوس کے خواص ظاہر ہوئے ہیں

جس سے اوسکا پیدا ہونا جانا جاتا ہے۔

اس کے خواص یہ ہیں۔ پہلے اسکا دو قسم

میں ظاہر ہونا۔ دوسرے اور جسموں کو کھینچنا

تیسرے جسموں کو ہٹانا۔ چوتھے چھٹکا

دینا۔ پانچویں چھٹکا پر ہی بنانا۔

چھٹا یا گڑھنا۔ ساتویں الگ لگانا۔

آہوین جلد چلنا۔ نوین لوہو کو مقناطیس

بنانا۔ دسویں مرکب چیزوں کی اجزا کو

الگ الگ کرنا۔

دفعہ ۲۔ یہ بجلی قدرتی یا مصنوعی ہوتی ہے

دوسری جگہ جلد پوچھ جاتی ہے۔ بجلی کے موصل اجسام یعنی لے چلنے والے یہ اجسام ہیں۔ پتلے دانت - دوسرے کو بلکہ تیسرے تیزاب - چوتھے پانی - پانچویں نکین پانی - چھٹے پانی - ساتویں مرطوب ہوا - آٹھویں ہرادرخت - نویں حیوان - دسویں زمین - دہاتون میں چاندی (۱۲۰) تانبہ (۱۲۰) سونا (۸۰) جست (۴۰) لوہا (۴۰) اور پلاٹینم اور رانگ (۲۰) سیسہ (۱۲) درجہ لپچلنے والا ہے۔ اور اجسام غیر موصل یعنی بجلی کے روکنے والے اور زمین سے بجلی نہیں چلتی وہ یہ ہیں - پتلے گندہ پرم - دوسرے رال - تیسرے گندہ بک - چوتھے موم - پانچویں لاکھ چھٹے کانچ - ساتویں پتھر - آٹھویں ریشم نویں بال - دسویں ادن - گیارہویں سوت - بارہویں کاغذ - تیرہویں چمڑا چودھویں خشک ہوا - پندرہویں لکڑی سولہویں چونا - سترہویں راکھ - اٹھارہویں تیل - اویسویں دانت - بیسویں ہڈی دفعہ ۵ - جو اجسام بجلی کو روکنے والے ہیں وہی رگڑ سے بجلی کو ظاہر کرتے ہیں کیونکہ رگڑ سے جتنی بجلی اونپر پیدا ہوتی ہے وہ جلد دوسری جگہ میں نہیں جا سکتی

اور جو جسم کہ بجلی کے لپچلنے والے ہیں اونکو جب تک کسی دوسرے پاس کے موصل سے کسی اور غیر موصل یعنی رگڑ کے جسم کے ذریعے سے الگ نہیں کرتے تب تک اونکے رگڑنے سے بجلی پیدا نہیں ہوتی۔ جیسے کسی دہات کے ٹکڑے کو ہاتھ میں پکڑ کر اون پر رگڑتے ہیں تو بجلی کا کچھ نشان ظاہر نہیں ہوتا کیونکہ جتنی بجلی رگڑ سے دہات پر پیدا ہوتی ہے وہ ہاتھ کے راستہ سے جو موصل یعنی بجلی کا لپچلنے والا ہے زمین میں ایسی جلدی چلی جاتی ہے کہ دہات پر اسکا کچھ نشان ہی ظاہر نہیں ہوتا ہے مگر جب دہات کو کسی کانچ کے موٹیہ سے جو غیر موصل یعنی بجلی کا روکنے والا ہے پکڑ کر اون پر رگڑتے ہیں تو بجلی اوپر پیدا ہو جاتی ہے ہاتھ میں نہیں جاتی اسی جگہ رہتی ہے - باقی آئندہ

اشفاق

ہماری دوکان میں جمع علوم و فنون کی کتابیں بربان الگرتزی عربی فارسی گجراتی اردو مرہٹی واسطے فروخت کے موجود ہیں - عبدالشکور بن قاضی عبداللطیف صاحب تاجرتب بکری ہندی بازار -

تیل - اویسویں دانت - بیسویں ہڈی دفعہ ۵ - جو اجسام بجلی کو روکنے والے ہیں وہی رگڑ سے بجلی کو ظاہر کرتے ہیں کیونکہ رگڑ سے جتنی بجلی اونپر پیدا ہوتی ہے وہ جلد دوسری جگہ میں نہیں جا سکتی

کیمیائی (ایمپریک) نمبر ۲
جلد ۱
نمبر ۲
۳۲
یکم نومبر ۱۸۸۹ء (جلد ۱)



مختار خیابان خیال

مندرجہ ذیل پوری غزل کا ترجمہ خواہ کسی زبان میں ہو
جو صاحب بہت جلد - خوشخط - بصیف پڑا - خط کی پرت سے الگ لکیر
بنام

حضور مسان اللہ محمود اختر ٹاچناب نواب جی محمد رضوان الغلیانی صاحب ہمدرد قیام
نفس اعظم مراد آباد (مسئلہ بارہ درسی سرائے بیگم)
میں بھیجیں گے وہ ایک جلد مفت پانچ گز جگہ وہ ایک لکے رنگت واسطے مقرر کیا گیا
پہلی جلد اسکی کرے یہ خیابان خیال ہے جو صاحب خریدیں ۵۰ کے غلط بھیجیں
پیرہ دوسری جلد خیابان خیال ختم نو برنگ ملے گی اسکی قیمت ۸ روپے معمولی
غزل خمس طلب

ششما و غلام قد و لچوئے محمد
گر جلوہ نکر دے تیروئے محمد
بے سایہ نہاں قد و لچوئے محمد
یک سلسلہ با حلقہ آگئے بے محمد
اسے دامن میرا بن خوشبوئے محمد
زدشعلہ بجان سوز غم دے محمد
شہ یونے گل آوارہ خوشبوئے محمد
درکشتی ایمانے دوا بر دے محمد
گر شربت دہار دہد دے محمد
ان تالہ شمشید قد و لچوئے محمد
دہ آتش مشوق من نیکوئے محمد

سنبھل بہو اداری کیسوئے محمد
پر نور ششے شب سراج رسالت
ہر رنگ خواہ اندر چین و ہر نور و
کافیت پلے غم سلیہ کار ازل را
یک جنبش بر غفلت مستان محبت
اسے دیدہ تر آب بر زن آب بجا غم
گل کرد قبا پارہ پر عشق لب رنگیں
انگشت طوفان ملا سچ نباشد
زیر آب اجل ہر غش پر گنہ نہاد
بیدار کن غمٹہ خوابیدہ محمد
سہرت کش دیار تپاشت یوسفاب

اشعار

چلتا ہوا چین رنگیں مزا ہو مکو مبارک ہو
زبان کو ہر افشاں نے ہزاروں متوجہ کیا

مکھڑے رنگ رنگ سے ہے نیت حسن
اسے ذوق اس جہان کو ہے نیت خلافت

لا امید و بکی امید - غزوہ کا غوار - حسرت زدہ کا ہمہ گیس - حرمان نیبو کا انیس -
دست و پاشک تنوکی آرزو - مایوس کی تمنا - نیچرل نظم کا خزانہ - ملی نون کا عطر مجموعہ
قوم کا مرثیہ - سپرد و احدا کا زیور ہیں

دلدادگان کلمی ناز نعت احمدی کے اشتیاق کی دوسو تصویر ہیں - اوسو حوالہ کے
ذریعہ سے ماضی کا جمال حسن سہمی کے دل و جوش کی جاگزا تحریروں پر - - -

اسکو دیکھئے
کیا ایک ناقہ بین دین اور ایک بین دریا پکڑ کے خود کہہ دینے والا ہے

مین وہ مجون مرکب ہوں جو ہر ایک موسم اور مزاج کے واسطے منید ہوں - یوں تو یہ صرف
نیر رسالہ کے نام سے اشاعت پاتا ہے مگر فہم کے طور پر ایشیائی شاعر کا یہی حصہ ہے
اور ستورات کے لب و لہجہ میں ہی غزلین ہیں - مردہ دل کے جلانے کی واسطے قومی نوے
بھی ہیں - اور ہر غزل اور وقت کے مطابق عطر مجموعہ ہیں

جنا کو شرد سخن کا نالہ نہیں دہی - آخر معدود ذیل میں سے تو کوئی کوئی حصہ آپ کی
طبیعت کے مطابق ہوگا

طبیعت - یہ حصہ طب و نانی - جبرک - ڈاکٹری کے مختلف نسخے مختلف امراض کے معویہ
مزدوری امور کے ہر محکم کے متعلق ظاہر کرے گا - اور ضرورت کے مطابق مواضع کے علاج ہی
معلم - اس میں مشاہیر میں سے کسی ایک کی سوانح عمری - نیچرل کائناتیں - ایک نہ ایک
امضی کے متعلق ذمہ دہر و داعی درجہ تعلیم یا فہم کے لئے آچھر ضروری سہولت

خلا سفر - اس حصہ کے نیچے بلند خیال اہل فلسفہ کے قلم جو اہر رقم کے نیچے ہوں منظر فلسفہ
کیسٹری - اس کے ضرور میں جتنی قوم اور ملک کے لئے ہیں وہ کچھ اذنین سے بچنے والے ہیں
مین ہم اور حدیث کے لئے میر کہتے ہر نہ چین - بالفضل جناب خاں بہادر جناب ذہنی الزود صاحب
کا رسالہ کلمی سلسلہ دار چینا شروع ہوا ہے - قیمت عام سے بچا اہل سے بچا ہے
اور نعت کے لئے خود رسالہ دار چین نعت کا نام ہے - اس کا نام ہے - اس کا نام ہے - اس کا نام ہے

قدسیاں ببر افلاک خنیں میگویند + ابر نیساں چل ازا پر سخن میگرد



کس کس منز سے صلئے ہائے جان + رنگین جہاں محمد کو نور سے

والجواب على القاب حسان الهند محمود اختر خست نواب حامی
محمد رضا علی خان صاحب بہادر میں اعظم مراد آباد

منہجہ ذیل قطعہ تا یہ اپنی نکلک جو اس پر ملک کی نگہ کے عنایت فرمایا ہے

یحییٰ بن یسار فقه ابو مخنف
 برکات حکیم و دانش وره او کتابها
 در زبان و نگارش که در خزائن
 مضامین کا پهلوی بهایه چین
 برتر نفیس مزاجان سرستاد

ما به تمام
کلیه شیخ غلام علی الدین بنده
پیر ایشرو و زینبیر ابر معنی

مطبع مصطفى

قابل دید کتابیں

گنجینہ نعت

اللہ تعالیٰ - پیغمبر صاحب - ہر سہار مجاہد کیا رہا -
خاتونِ جنت حضرت - علی مرتضیٰ - پیغمبر اللہ
ہر ایک کے نوادہ نام سے منسوب جو ایک ایک کی
کے دیکھ نہ کسی نے سنے ہوئے ہمارے ان گنت

قیمت فی جلد ۴۴ مرآت خیال

ایشیائی شاعری - مرآت خیال - آفتاب الشرق اور
ملا الوجود حسن شعر کا کلام چھپائی لکھائی کا عمدہ
تقطیع کے اعتبار سے بھی کیلئے حسن و تقصیر کو
تعمیل کے سبب نوجوانوں کا کلام بھی پسند آدنی
کرتے تو اسے اذکیا کے لئے فائیت و درجہ بہ درجہ قیمت

نقد کفر المحمود

حالات غانہ ان نقشبندیہ - نام کسی کو رہا ہے کہ
کس قسم کی کتاب ہوگی تہذیب محمدی صوفی ازم و سنی
کے لکھ کے خاکسار کو حق تعالیٰ و دیانت قیمت

نقشہ اخلاق

نفس کے لذات حسی اور مشہوات نفسانی کی بیان
ہر ایک آدمی اپنے تعلیم کے کمرہ میں ضرور رکھنا چاہیے
اسکے چاہنے کی اجازت بھی ہوسکتی ہو مگر یہ قیمت
سے خاکسار کو سے قیمت فی نسخہ ساڑھے ساٹھ روپے
دس نقشہ کے خریدار کو محصول معاف - نقد

سلسلہ تحفہ

تعلیم ہدایت حر و قریب
خط حسن سیرت و حسن صورت النساء کے جو خیال
کے لئے ہیں حسن خط بھی ایک تیسری چیز ہے
ورنہ وہی صورت ہوتی ہے کہ لکے ہوئے اور
پڑھتے نہ ا - عربی - فارسی - انگریزی - حسن
مضمون کے متعلق ضرورت ہو تعلیم مگلوں کے کو
خاکسار اہل مضمون کی نظر میں سنانہ صفت انگریز
کی ترقی دینے کے لئے ان کے ہاتھ میں دیکھو کہ
قیمت فی نقشہ (۱) ۱۲ روپے کے لئے ۱۲ -

و نیز ہر روز ان کتابیں دیکھیں ان کے دیکھ کر
قرآن مجید و احادیث سے متعلق کلام
ایشیائی و غریبی سے متعلق کلام
اصول اسلامی
نقصان لایا جائے

دیوید قواعد مطالعہ

(۱) ابن کھن برہمنی کی پہلی کو شائع ہوا
اس کا حساب خرداروں سے قری شمال کا ہے
(۲) ہر ایک غزل (بشرطیکہ اجرتی ہو) کیا رہے
درج ہوگی - انتخاب کا اختیار انجمن شہزادوں سے -

(۳) ہر غزل علیحدہ علیحدہ کاغذ پر خوش خط
و نیز خطبات ہر جیسے کی ۵۰ تا ۱۰۰ تک چھپنا چاہیے
(۴) ہر غزل علیحدہ خواہت بھی ان کے خطبات کی
میں روانہ کیا جائے بغیر تلواری سے اطلالیہ لایا
ورنہ نام مستقل خرداروں میں مشہور ہوگا -

(۵) ہر غزری جو آگے لے آدھ آنہ کالکت یا جلالی
کار و بھجنا چاہیے ورنہ جواب سے صاف جواب -
(۶) ہر قیمت و ہر قسم کی تحریر حکم شیخ غلام محمد الہی
و دیگران کے نام چھپنا چاہیے قیمت و پیشگی
عام سے - اہل شہر سے - طلباء سے - خورشت سے

روکنا جو کہ منظر الطاف مرحمت فرما دیں احانت
قیمت مابعد المضاف لہذا یہی محصول معاف -
(۷) قیمت ہر زلیعہ منی آرڈر آنا چاہیے ورنہ تلف
ہوئے ہر قسم ذمہ دار نہیں -

(۸) اشتہارات دو ایک مرتبہ کے لئے فی سطر کالم
ایک آنہ زیادہ کے واسطے ہر زلیعہ تحریر فیصلہ ہو سکتا
و نیز چھپے ہوئے اشتہار (۱۲) ما فیصد می ہر نسخہ
ہو سکتے ہیں ابتر ہر حال میں پیشگی لہذا یہی -

(۹) جو صاحب خوش غزل و شعر و نظم و نثر و
فرمان یا کسی اشتاد و مہر کو دیکھ کر چاہیں کہ قیمت
وقت ہو غزل کی پیشگی پر نام و لقب و مخلص نام آستان
ہر کوئی خوش خط تحریر کریں - اگر کوئی صاحب
یہ چاہیں کہ ان کی منزل کی اصلاح ہمارے ذریعہ
کے ہو تو وہ بھی قبول ہوگی -

(۱۰) ہمیشہ ایک سرحد و حد دستور ان کے ہر
بھی ہوا اگرچہ ناگ خیال اور بھی ضرور فراموش
کا دستورات بھی اس نعمت سے محروم نہیں -
العبد علی شیخ غلام محمد الہی و دیگران
کے بھی کلمہ غالی - و ہر قسم کی

نقصان لایا جائے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جلد (۱)

نمبر

رضوان

گلدستہ بر سرِ سخن

امرتشری

مثل مشہور پڑھتے ہیں دیوالیہ بیاباں میں

اخگر جناب منشی غلام احمد صاحب امرتشری

کہ ہوا شمس اور والیل روئے زلف کی تھامیں
پڑا تھا جہاں کا غلغلہ سب حور و غلاماں میں
مدواے حامی عجبے میں ڈوبا بحر عیا میں
نمایاں داغ ہے پھٹنے کا اب تک ماہ تابا میں
جنوں الفت کعبے خور ہیر بیاباں میں
جھے بھاتا ہے پہر ناینب و بطحا کے میدا میں
جور و زحشر تو لیں گے میرے اعمال میرا میں
کہ رہ جاتا ہوں پیچھے کار و اس کے میں بیابا میں
بچا بیگا گہنگا رو کو وہ محشر کے میدا میں
تزلزل سا کچھ آجاتا ہر صحن سنبستا میں

بیاں حسن محمد کی صفت ایسی پڑھیں
شب معراج حضرت جب گرتے باغ رضا میں
سد مصروف ہے دل مشتاق دنیا کے ساما میں
جنہیں انکار ہے شق القمر سے آنکھ و کہلا دو
قدم ابلیس ملعون کا رکاوٹ سر کے کیونکر
نہیں ہوں عاشق لیلے کہ چہانوں نجد کی مٹی
شفاعت سے محمد کے جھکے گا پلہ نیکی
کیا شہر مدینہ کی جدائی نے ضعیف ایسا
خطاب رحمتہ اللعالمین جسکو ویا حق نے
کسی محفل میں ذکر گیسوے اعدا جو ہوتا ہے

تمہارے دلیں گر عشق رخ احمد ہواے اخگر
صفت لکھا کرواوسکی خط گلزار ویکال میں

احمد جناب احمد حسین خاں صاحب فرزند جناب خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین
خاں صاحب رئیس اعظم و انسر بری مجسٹریٹ لاہور معاون امیر مہاجر

کوئی پیر نہ ہو شاید وصف حضرت کا گستاخ
کبھی آنسو بہاتا ہوں جو یاد روئے تاباں میں
یہ آنسو ہیں میری آنکھوں میں یاد روئے تاباں
نشاں تک داغ گھیاں کا نہیں چھوڑا ہوا تاباں
تعالیٰ اللہ کیا جلوہ ہے نور داغ بھراں میں
شرف حیر البشر کے واسطے بخشا ہے خالق نے
جمال احمد کیا گئے شہرہ حضرت یوسف
تہمارا ہم اعظم گرنہ کہہ دانا نگینہ
یہ لازم ہے کہ مرقد پر ترے سایہ نشینوں کے
ترا گر نام لے لیتا تو بینا پل میں ہو جاتا
میں دیوانا ہوں حضرت کا زور اور پسے کہہ دو
یہ کیا جلوہ آنکھوں میں نبی کے محویت کی
کہاں تک انکو سودا ہے نبی کی زلف مشکیں کا
نبی کی یاد و دماں میں چاہیں آج ہم آنسو
کہہ انیں نام احمد ہم انکو شعی کے لیکنہ
پے تعظیم حضرت پلٹ ختم سب انبیاء یوں ہیں
ہمیں عشق کیسے نہیں ہے زلیخا سے بچنے ہم
تھے میں اشک کے قطرے ہنک کر چشم خونی
نہایت رحم آتا ہے صدف در کی تیشی پر
ارسطو صورت آئینہ اک حیرت میں پڑ جائے
جناب خضر دیوانہ سے حضرت کے نہ مل جائیں
جنوں دیوانگی کا لطف ہے قبر انور پر
یقین ہے حور و غلاں ہی جنت سرا جائیں

چہ پیا کیسے غنچے نے منہ اپنے گریباں میں
عوض اشکوں کے جگنو دیکھتا ہوں اینودامیں
کہ پانی بہ گیا ہے چشمہ مہر درخشاں میں
چہ ہے ہیں سیکڑوں جو بہ ہمارے چشم گریباں
بچھا یا فرش زریں کو چہ چاک گریباں میں
لگے تھے ورنہ کیا سرخاب کے پر نوع انسا میں
کبھی چہ تھے زندا میں کبھی تھے چاہ کنگاں میں
تو رہتا مورنگ باقی نہ سر کار سلیمان میں
جلے خون ہمارو غن کجا سر و چہراں میں
رہا کیوں انتظار پیر بن پیر پیر کنگاں میں
کریں تار نفس سے وہ رفو میرے گریباں میں
سکندر بلکہ شیشہ رو رہا ہے آب جواں میں
زرا سا چہر کر دیکھے کوئی قلب سماں میں
بہلا دیکھیں تو کیا جو بہ ہیں دست ابر نیسا میں
سنا ہے اسم کندہ تھا کوئی مہر سلیمان میں
کہ شاخ بارور جسے جھکی ہو باغ رضواں میں
کئی یوسف گدا ہیں کو چہ خاک گریباں میں
جنیں سب لعل رمانی بناتے ہیں بخشا میں
چہ پاتا اسٹے ہوں اشک کو داماں مہر کا میں
اگر ہمار حضرت کو کوئی لیجاے لیوناں میں
نصیب دشمنان سکتہ نہ ہو جائے بیاباں میں
مری تار گریباں کا ہور شستہ شمع سوزا میں
پڑ ہو یہ لغت کے اشعار اگر احمد کلک تار میں

امداد جناب منشی امداد حسین خان صاحب مراد آباد شاگرد حضور جمال النہاس

شب اسرے جو گزرے آپ جنت کو گلتائیں
جو کہولیں کچھ زباں وصف شہنشاہ ہولائیں
ٹٹا خواں تا او سے تشبیہ دیں روئے منور سے
یہی موقع میجانی کالس اے بحر جنت سے
بہلا جنت سے مطلب کیا ہے ہم حقیقی مزاج کو
ڈرایا کرتا ہے واعظ بحث مہر قیامت سے
ترے امداد کی کشتی نہ ڈوبے گی نہ ڈوبی گی

بند کترین حکیم شیخ غلام محی الدین پیر و پیر ایسر ابن سحر امرتسر

نر کہا کا فردوں نے فرق جب کچھ نہروایا میں
ہم اپنے لالہ زار فرقت احمد سے فرجاں میں
فراق صاحب لولاک میں آنسو جو بہتے ہیں
سیہ کار ان امت سرخرو ہوں گوشا سے
وہ حسن احمدی تھا اللہ اللہ ہر توہ افکن
نہ دیکھے گا خدا کو وہ یہ دیکھیں گے ضرور اسکو
بند مانے گا نہیں معلوم کس یوسف کو سر ہرا
جنوں وہ رنگ لایکا کہ حویریں بھی تناسے
عجائب لطف عشق مصطفیٰ سوجہ سربندہ نے

جمل جناب منشی سید بھگل حسین صاحب جلالپوری شاگرد حضرت تالیب

ہمیں کیوں وحشی صحرائے طیب ہم گلتائیں
ہمیں گستاخ دعوے وصف کا ادلو کریں کیے
پس مردن ہی دکھلا دو کہیں دیدار یا حضرت
تصور جیتے ہے اس منظر انوار یزدان کا

خستہ جناب یومی نور احمد صاحب بن مدرس المکرذرا اسکول امرتسر

کہاں یا رہے وصف احمد محمد رانسان میں
خدا تعالیٰ جبکی آپ فرمانا ہے قرآن میں

۴۱ ہنسی دے روانی اور اپنی چشم گریاں میں
لکھی تفسیر مصحف حاشیہ پر دست قدرت نے
چہ زمزم میں ہم سجے کہ اتر اسے ہلال کر
بلو لوں جو دیکھا سب تہ اپنے لشکر و حش
کریگا خاک و دعو چاند آکر روئے حضرت سے
نہ کیوں ہو رات دن کا فرق خستہ رو و کیوں
کہ تاحسین کے غم میں پیروں رو تا بیا باں میں
زیادہ کیوں نہ خوبی ہوئے خط سہ روئے تا بیاں
تمہارا خال مشکیں دیکھ کر دیکھ کر چاہ زخمائیں
ستادہ کر دئے لاکھوں ہی خیم کیا بیا بیا میں
ذرا تو ڈال کر دیکھ وہ اپنا منہ گریباں میں
کہ ورت صاف ہم پاتے ہیں کافر و مسلمانیں

ذائق جناب منشی محمد عبدالعزیز صاحب فرخ آبادی شاکر و حضرت نابا
رہے حسرت نہ باقی پھر کوئی میر بھول و جا میں
پے گلگشت آتے ہیں فلک سحر رات دن قہری
منور ہو گیا ہے خانہ دل لوزو ایماں سے
جو ہو جائے میرا مسکن مدینے کے بیا بیاں میں
فضائے جاں فراوہ سے مدینہ کے بیا بیاں میں
ہوئے مصروف جب سے ہم خیال رو تو تا بیاں میں

رضوان عالیجناب حضرت حسان الہند محمود اختر نواب حاجی محمد ضوالعلی صاحب
رہیں اعظم مراد آباد شاکر و حضرت غالب دہلوی و معزز مری البختر مراد آباد

سیم نعت احمد جب چلی بزم سعداں میں
کہ ادری زندگانی فخل و صعب ملک و دنا میں
مضامین ثنا کا جوش ہے قلب ثنا خوا میں
ہوا محو تصور یہ ترے روئے منور کا
لب احمد سے گر نسبت ندینے صاحب جوہر
ہجوم عرشیاں میں غل تھا رقص جو حنت کا
یہ تیرے پر توہ رخسار کی ورہ نوازی ہے
کہلایا نختہ بخت ترے رنگ تصور نے
ہر اک ورہ چراغ طور ہے او کو مزاد و نکا
لئے افشاں نچے حزن گل کے روی و نق پر
فراق روخہ رشک چنانہیں جان نکلی ہے

طاحی جناب حکیم محمد عبدالرحیم صاحب متوطن بہار و ضلع کجرات
چمک ہو جو جہی کے علاض پیر نور تا بیاں میں
کہاں وہ روشنی ہے ماہ میں مہر و شش میں

لب نعلین حضرت کو وہ سرخی حق نوشی ہے
گہر کو پانی پانی کر دیا صلے دم میں
ہر اک تھو میں ہر اک ذرہ میں تیرا نور تباں
نکل جاوے گا دم گہر بند میں مجھوں کے بس کا
پڑنا جا باغیں وصف رخ گل رنگ ای ظامی

عزیز جناب عزیز الرحمن صاحب طالب علم ایچ آر سکول بہاولپور ۱۰

لعلی اللہ یہ جلوہ ہے وصف روئے تاباں
مطلبے یک قلم مضمون جمال روئے تاباں میں
تشریتا ہوں پڑا فرقت میں ایسی رنگ موسیٰ کے
ذرا دیکھو تو میرے لغت کو دیوان کا شیر ارہ
خارا اسے جنوں تو ہی عرب کو دشت کو لے چل

فضا جناب میر حسین شاہ صاحب امرتسری شاگرد میر سلیم القدر ۱۱

ہو اول باغ باغ اپنا یہ عشق شاہ دورا میں
گل افشاں ہو رہا تھا جب لب لعل بہیر سے
شہید تیج ناز الفت ام الكتاب اکدن
شفاعت ہو گی ہم عصا شعاروں کو یہی پلہ پر
پس از مردوں رسالت کی گواہی تفتہ دل دینے
عرب کے دشت کا امی رب بنا دے باد یہ پیا
فضا خیر البشر کا وصف سن لیتی زلیخا گر

فروع جناب منشی خداج بخش صاحب ملتان فی حال مقیم بہاولپور ۱۲

گل خوش رنگ احمد ہے نبوت و گلستاں میں
دکھاتا ہے جھک اپنی اسے حضرت نور عالم کو
نہ خواہش جنت اعلیٰ نہ طوبیٰ کی ہوس دلیں
سناؤں و روغم کس کو نہ حامی اور نہ ہدم ہے
چہنا گہر بار سب اپنا - نہ سپو بچا تیرے کو چتک

زہت عظمت کہ ہو بیدادہ ناشم کے خیاباں
ترے روئے نور کا رخ خورشید تاباں میں
فقط ہے آرزو اپنی رہوں تیرے گلستاں میں
تمہیں حامی ہو میرے کا مشکل اور آساں میں
فروع ناتواں حیراں ہے جنگل اویسیاں میں

<p>مجید جناب منشی محمد عبد المجید صاحب کن قصہ کرتے تو ضلع بجنور طارم فوجدار علی علیہ السلام ۱۳</p>	<p>کجاؤں کا اگر لیجئے کوئی باغ رضوان میں خیال روئے رشک گل میں احمد کے جو دیباچوں</p>
<p>مرہ جنت کا آنا ہے مدینہ کے بیاباں میں ہیں آنسو گل جنت بہر میں میرے دامان میں چراغ مہر کی ہے روشنی میرے شہستا میں بجائے تاری تاری نفس میرے گریہاں میں ابھی کسکا جلوہ ہے یہ میری چشم حیراں میں لگیں پاؤں میں کالے جو شرب کر بیاباں میں</p>	<p>نصو رہے جو ہر دم دلیں رضا محمد کا عجب اعجاز ہے کچھ وحشت عشق محمد میں نظر آتا ہے جھکوا مثل مو سے طور کا عالم مجید اس ہرزہ گردی سے یلگی جھکوا لاش</p>
<p>محضی جناب منشی محمد ابراہیم صاحب متوطن بہار وچ ضلع کجرات ۱۴</p>	<p>یہی مجید کے دھاکر تاجوں احمد محبوب یزدان میں مدد کر یا نبی اللہ دم مشکل کشائی ہے ہے کسکی آمد آمد کا اسے رضواں اسجگہ چھا بجنا نا حشر کے دن یا نبی جھکوا پئے خالق</p>
<p>کہ دیکھوں مجھے جی جا کر مدینہ کا گلستا میں کھڑی ہے آنکر کشتی میری عصیاں کھڑی فرشتے جوم لے تیں اور خوشی ہے حور و غلاماں میں نہایت کتریں محضی لد اسے بوجہ عصا میں</p>	<p>یہی مجید کے دھاکر تاجوں احمد محبوب یزدان میں مدد کر یا نبی اللہ دم مشکل کشائی ہے ہے کسکی آمد آمد کا اسے رضواں اسجگہ چھا بجنا نا حشر کے دن یا نبی جھکوا پئے خالق</p>
<p>مسکین جناب مومی غلام نبی صاحب سکونت بہار وچ ضلع کجرات ۱۵</p>	<p>عبت پہر تائیں میں ناصحا ظہر و بیاباں میں نہو گا کوئی پید ا مثل حضرت خلق انساں میں شہید عشق احمد ہے صبا لیجا کے دفنا نا خبر لو جلا اگر اپنے بیمار محبت کی</p>
<p>کہا سیر وانی الارض جا بجا خالق افراس میں ہے انساں کیا پری حور و ملائک میں غلاماں میں میرے بلبل دلو مدینہ کے گلستاں میں نکل جائے نہ دم رشک مسیحا در و بچاں میں شفق پہو لی نہیں یہ تھا نہاں گردوں کو داماں میں کہاں یہ تاب تھی پہلے رخ مہر و رخشاں میں سیماں کی حقیقت ہو میرے تن کی ہر ستاں میں ہیں تو بار تھا کسکو بھلا قدرت کساں میں یہ دیکھو کس کے لاف تخطو آتا ہے قرآن میں</p>	<p>نشاں خون شہید کر بلا ہے غافل و دیکھو تمہارے نور سے اسکو غرور جن ہے ورنہ پے ملک اماں ہر دم پری بکر اڑاتا ہے نبی کے نور سے جلوہ خدائی کا دکھایا ہے امید حضرت دیکھو بس اب مسکین نہ کرے او</p>
<p>ہمشویر جناب منشی غلام حسین صاحب متوطن بہار وچ ضلع کجرات ۱۵</p>	<p>ظہر وانی صول اللہ خالق جب ہو قراں میں ہو کل مخلوق خالق یہاں دراح احمد پیر</p>
<p>لوکب اوصاف کی اس کے ہوا لکھ کر اس میں دشمنہ ہو بیان اسے ہر دواں شاہ کی شاں میں</p>	<p>ظہر وانی صول اللہ خالق جب ہو قراں میں ہو کل مخلوق خالق یہاں دراح احمد پیر</p>

شکھیا و دیوئے زلف عنبریں چمکے رسول اللہ
 فراق احمد مرسل میں لاغوشل کہہ ہوں میں
 عجب ہجر محمد میں ہے حالت بندہ کمتر گئی
 پہنسا ہے یہ دل مضطر تھامی زلف ہیچا میں
 اڑا کر اسے صبا لچا مدینہ کے بیاباں میں
 نہ بستی میں ہے دل لگتا نہ کہہ صحیح کلتا میں

غزلیات غیر طرح

احمد جناب کیم سید احمد علی صاحب قادر می سکے برودہ ۱۶

جبکہ سید ابرہہ راہ ہدایت ہو گیا
 گرچہ تہا بدکار و عاصی میں ولیکن ہدمو
 تہا میں عرق بحر عصیاں پیکہ نہ تہیں مجھ کو امید
 غل چچکا اہل محشر میں کہ لو اسے مجرمو
 آپکا آنا جہاں میں اسے شہ فخر اعم
 کیوں نہ ہو بزم سخن میں تجھ کو اسے احمد فخر
 خلق سے باطل رواج شرک بدعت ہو گیا
 خاتمہ بالخیر احمد کی بدولت ہو گیا
 خاتمہ بالخیر احمد کی بدولت ہو گیا
 احمد مختار کو اذن شفاعت ہو گیا
 فخر دنیا فخر دین فخر رسالت ہو گیا
 نور سائناد جب بہر حایت ہو گیا

گھنا جناب حو میاں صاحب ڈاکٹر متوطن شہر سورت ۱۷

کون تجھ سے اختر برج سعادت ہو گیا
 مہر تاباں کو ہوئی ہے جسکے پر تو سے ضیا
 سرخرو ہو کر ہو نگا حشر کے میداں میں
 فکر کیسی اسے تمنا اور بہشت کیا تجھے
 کون تجھ سے اختر برج سعادت ہو گیا
 او سکا سایہ ہم گنہگاروں پر رحمت ہو گیا
 خاتمہ بالخیر احمد کی بدولت ہو گیا
 جسکے حامی شافع روز قیامت ہو گیا

نور جناب سید نور الدین صاحب سجادہ نشین خاندان فاعیہ ۱۸

عالم آرا آفتاب چرخ وحدت ہو گیا
 پر تو افکن جب مہر برج رسالت ہو گیا
 تو ہی بیشک باعث ایجاد خلقت ہو گیا
 بے تکلف تو گیا ایسے مقام قرب میں
 طالب و مطلوب وہ تو ہیں مل گئے سجا بہم
 لہن ترائی ہے خطاب موسیٰ عمرانی وے
 نور اس نور خدا کے ہر نو پر نور ہے
 ماسبق کا کل چلے غ دین و ملت ہو گیا
 نور ایماں سے منور برزم کثرت ہو گیا
 تو ہی بیشک موجب اظہار قدرت ہو گیا
 طاہر سدرہ جہاں بے تاب و طاقت ہو گیا
 بہیہ او اوحی سے ظاہر از ظوت ہو گیا
 قدر امی سے بس عیاں اعجاز حضرت ہو گیا
 دل تجلی گاہ الوار جہیت ہو گیا



کلبین ناز

مصرع طرح

مجھ کو بستر مراد ایچائے

آفت جناب نعل النساء بیگم صلیہ لکھنؤ ۱۹ نشر مر جناب نور جہاں بیگم صلیہ علی ۲۲

گو مدینہ میں پیچھوں جیتے جی مر جاہر کے کھسایا چائے
کیوں نہ صدق ہو میرا دل پیر ماں جو بستر کو اسے بولایا
وہیں مٹی میں فریہ ہو جاؤں مجھ کو بستر مراد ایچائے
کوئی ہوگی وہ گہری آفت جب پیا کی ہوا اڑایا چائے

بیگل جناب غیرت النساء بیگم صلیہ انور ۲۰ شعلہ بیچ جہنمی پردہ دار پردہ دار مر ۲۱

جز خدا کو نہ مردو ایچائے یا تہ اشوق ہی لو ایچائے
یاں تلک زار ہوں جدا ہی سے کیا عجب گر ہوا اڑایا چائے
کیا سے دولت سرسبز پی کا آسے دربر گرد آید ایچائے
کیا صفا ہے فی دین اتم میں دل کہ ورت بہر صفا ایچائے
کیوں نہ آئے دیا مدینہ کو فوج بوا آتھے خدا ایچائے
جوئے گی تنگی دہن آج مہر میں کل پشت پالیا چائے
آج کل کل نہیں ہے بیگل کو مجھ کو بستر مراد ایچائے

دلی جناب بزم آرا بیگم صاحبہ علی ۲۱ حیا جہنا بانی صاحبہ قیصر باغ دہلوی

راتن ہے یہی دھامیری مجھ کو بستر مراد ایچائے
بہنو میری خراب حال ہے وہ حبیب خدا بلا ایچائے
اب تو مہینا بھی ہو گیا دھڑ شوق بستر جناب کا ایچائے
وہ زہر ہے تو میں بھی زمینیں مجھ سے کیا پیش مردو ایچائے
بات کر نہیں ڈرے کیا باجی نہیں بولیں تو کوئی کیا ایچائے
اوس لیر کا کیا علاج دوا آنکھوں آنکھوں میں لاج ایچائے
ایسا قافل میں کوئی دیکھتا خوں بہا کر جو خوں بھلا ایچائے
اے حیا جہنا آرزو کہ اجل مجھ کو دنیا سے باحیا ایچائے



آصف جناب مولوی الہی بخش صاحب مدرس مشن سکول مرٹسر ۲۵

جنوں نے ہاتھ مارا ہے ادھر اپنے گریہا میں
کہاں ایسے مزے دیکھ کسی نے وصل جانائیں
ہوا ہوں اسقدر نالاں خیال زلف بیچاں میں
اوٹھا کر رکھ لیا پہلو میں اپنے چاک سینہ سے
چلیں گے ہم ہی تیرے ساتھ جلدی اسقدر کیا ہے
مصیبت تم پہ آجائیکے ورنہ جلد تر آو
گرا کہہ کر کے ایسا کرتے ہی غوطے لگا کہانے
مرے دل جگڑے ہیں او کی یاد میں شاید
اڑا دیتے دھویں اس چرخ کے پر کیا کریں آصف

اولچتے ہیں او دہر خاریاں اپنے دام میں
حلاوت پہنے جو پائی دلا تلچے ہجر اں میں
کہ حلقے پڑ گئے ہیں روتے روتے چشم گریا میں
گڑا جو لنت دل پلکو نے رچے اپنے دام میں
جو جگمگو غم جانے کھلے ایدل کوئے جانا میں
گرا یا عشق کے جذبہ نے یوسف چاہ کنال میں
نہ تیرا ایک دم بھی دل مرا چاہ زرخاں میں
کہ گل کو دیکھ کر کہہ کر رہا ہے سیرستا میں
اثر باقی نہیں ہرگز ہماری آہ سوزاں میں

اسد جناب ملٹنی برکت علی صاحب شاکر و جناب برق امرتسری ۲۶

بسانِ قیس آبادی کہیں صحرا کے داماں میں
جگر میں ہے چہبا انکے نگاہ یار کا کانشا
دم کشتن ہی تھا قاتل ہیں پاس وفا اپنا
ہوں وہ بلبل کہ مرے پیر مرے گل بہن پہاڑ میں
دکھانے ہو کر کرسر مکیں آنکھوں سے کیوں آنسو

مثل مشہور ہے رہتے ہیں دیوانے بیابا میں
ہزاروں لوٹنے کانٹوں پہ میدان ہیں بیابا میں
خراب ہونے نہ پائے آستیں خون شہیدا میں
پچھے پیر فرش ماتم کا لکبیوں صحن گلستا میں
یہ مانا ہیں دیر ابلق تہا رہے چشم گریاں میں

برق جناب ملٹنی محمد سردار خان صاحب امرتسری ۲۷

ہوا یہ طلبہ سودا خیال زلف بیچاں میں
بشر کیا ہیں ملک بھی دیکھ کر مفتون ہو جائیں
دم گریہ رخ آتش فشاں گریہ باد آ جاوے
قدح بوسی کی حسرت میں یہ جاں پرانی لب پر

شب یلد اگزرتی ہے چمچے خواب پر لٹائیں
بناک جاوے بلبل ہے سر نہ چشم فتاں میں
بسانِ روض گل اشک بہر گئے چشم گریا میں
مری میت کو دفنا نا زمین کوئے جانا میں

لکھوں پروانہ دل کا جو شب کو عالم سوزش پیری پیکر کاہوں طالب نہ بہاگوں شہر کی کوکھ فرشتوں کو کرے وجہ شہر کیوں قتل گرد نشیلا جناب ملنشی رام رچھپال	تفاوت کچھ نہوگی کلک میں شمع فروزاں میں مثل مشہور ہے رہتے ہیں دیوانے بیا بائیں شہادت تیغ کی مانند ہے ہرق درخشاں میں جناب دہلوی حال ولوقا فر و زام تر
ہے بیچینی سے بیچینی خیال تیر مرگاں میں کر یا ختم کرو ڈالی ہے اس گل نے دستا میں کیا گو سالہ دل نذر طفل برہمن ہم نے کیا ہے قتل مجھ کو تیغ چشم سرمہ آگیاں نے موحد ہوں کیوں اے نظر دلدار کا جلوہ جنوں کیوں پر داو ہے کیوں گریبا چاکیر کا بنا یا ہے ولی بیدارے شبہا کے نچراں نے تہار می سر و مہری سے جگر میں شعلے اٹھتے ہیں نہیں یہ آبلے پاؤں کے خضر راہ ہیں شہیدا سجھاتے ہیں چلو آنکھوں سے الفت کو بیا بائیں	کہ جیسے کوئی لشتر سا چھو تاتے رگ جا میں بہار اب بلبل شیراز کی آلی گلستاں میں ترحم کم نظر آیا دل طفل مسلمان میں مناسب ہے کہ لاشہ دفن ہو میرا صفا نا میں جگر میں آنکھ میں پہلو میں دلیں جسم مر جا میں ورام نہ ڈالکے دیکھیں تو وہ اپنے گریبا میں سمجھتے ہیں مجھے سب زمرہ شب زندہ داراں میں مزا دکھلا رہا ہے کیا ہی تابستاں رستا میں نہیں یہ آبلے پاؤں کے خضر راہ ہیں شہیدا سجھاتے ہیں چلو آنکھوں سے الفت کو بیا بائیں

ضمو جناب محمد افضل علی صاحب مالک گلہ تہہ ہالیوں وسعدی الاخبار دیوالی ۲۹

مجھے دو رخ سے کیا پہوننگا فورا باغ وضو میں سبب پوچھیں وہ مجلس میں جلسیں اغیار حشرتے نہ پوچھو کچھ وہیں نشو و نما ہے ہم تحیفوں کی دکھاتی ہیں تاتے پر تاشہ پتلیاں مجھ کو دناں بھی ادکا جلوہ ہی یہاں بھی ادکا جلوہ ہے نرمی گالی سے قاتل جان تازہ پائے نہیں سہل چہا یا جس قدر اسکو ہوا یہ اسقدر ظاہر حنائی انگلیوں پر ناخنوں کی کیا بہا ریں میں نظر آتا ہے ایضو جلوہ خوشید کو سوں سے	بدن جاں نکلے فقط شوق خراساں میں یہی تاثیر ہو شاہد بہاری آہ سوزاں میں یہ کانٹے اوگ رہیں گلہ تہہ کے کوئے جا میں زمانیکی ہے نیرنگی تہا رسی چشم فتاں میں نہ حویں باغ جنت میں نہ پریاں ہیں رستا میں مگر تیغ ہلال لب بھی ہے آب حیاں میں عیاں ہے حسن خواب کا تکلف عشق پہنا میں یہ صانع نے لگائے تیغ کے پہل شاعریاں میں بیاض صبح صادق ہے سوا کوئے جا میں
---	--

عکراف جناب کشن سنگھ صاحب تاجرتب امرتسر ۳۰

بشر کو اسے خوش ہو رہا تو قصداً یوں میں
یہ گل چن چن کے گلچیں ایک دم میں توڑ ڈالینگا
بظاہر جان ہی تو روح ہی ہے جملہ حیواں میں
غم دنیا کی کیا پرواہ ہو گریں کا طالب ہے
یہ گل روستے بستے بھی عجب بجلی گراتے ہیں
کلیسا میں وہی بستا ہی جو مندر میں رہتا ہے
فنا فی اللہ کا سیکھو سبق مجھوں سے عارف

عزیز جناب عزیز الرحمن صاحب
ہوئے یہ رنگ گلشن بر قیوس۔ جل گشتا بیز
لہو ہر شہادت جوش کہا نا ہے شہیدوں کا
شکایت آسمان کی شکوہ اغیار لا حاصل
یہ میرے دھم دھم دل منہ تک رہی میں تیرا حسرت
لشال باقی جو کچھ ہے شاید نازک خیالی کا

فرحت جناب منشی عبد الرحیم صاحب محرم رجسٹری تحصیل سمٹھا ضلع راولپور
نہیں انسو مرے جاری کیسی یاد دہاں میں
نہ کیوں ہو میرے وحشت خذہ زن مجھ کو کی وحشت
خلش ہی خلش ظالم ہی تیرے حال مرگیاں میں
قسم تیرے ہی سر کی اسے جنوں بڑھو لہو پریلا
تمہارے عارض پر نور سے تشبیہ میں دیتا
صفت دانو تن کی لکبہ کہہ لکھو تنکا دھنک پوٹھو تنکا
جما کر پونہ پہ لاکھا کہا اس شوخ نے دیکھو
کیا جوش جنوں میں ضعف کی بدنام فرحت کو
اوپلہ کرنا ہنہ دونوں رہ گئے تار گریباں میں



شعری

۳۳ | جناب خواجہ محمد شاہ صاحب از عظیم آباد پٹنہ

ہر دے میں بسیو سے نام تیارا | تم بن تلیت پران ہمارا
اوپیا پیارے جگ او بچارے | مگرے کارن ہیو سنا را
ناموے پیت نہ میت کو دستک | آس تیار و تمہارو سہارا
جل ہے اتھل ناپیں کو دکھو تیا | ناؤ پٹری منجھہ مارا
بیک کبھر لو شصت کی رہے
کاہیکو چیت سے بارا

۳۴ | فی قسم کا تھین بر غزل حافظ صاحب

در خارم سا قیا برخیز و دروہ جام را | شاد باش و خاک بر سر کن غم ایام را
لالہ رویا سا غرمے برگم نہ تاز سر | زیر پائیت بر کشم این دل ق از ق فلم
ور فرقت دو آہ سینہ نالان من | چوں بر آمد سوخت این فیر وہ گان غم
عشق بازی گرچہ بدنامیت نزد اقلان | شد دل از کف مانجھو ایتم سنگ و نام را
تا تو اندنک و دیگر بسر و اندر چمن | جلوہ فرماہر کہ دید آں سر ویم اندام را
در زمانہ باد لار اسے مرا خاطر خوشست | کز سرم ہوشش از دم یکبار برد آں رام را
ہمچو شعری صبر کن حافظ بخن روز و شب | از لب او عاقبت روزی بیابی کام را

تاریخ | ار محال جناب مولوی ابوالشیر عبد العلی صاحب قاری فیلوجناپ
یونیورسٹی و مینوسٹیل ٹیچر امرتسر

قطعہ تاریخ مرقومہ جناب میر کریم الدین صاحب فرزند جناب میر اسد الدین صاحب لکھنؤ
رفت عبد العلی چو از دنیا
بسر و پاشدہ زمر کش میر
دل من شد ز فرقتش مغموم
ز بد و تقوے دور و خلق و علوم



تمنا جناب منشی رام سہا کے صاحبزادے پیر اخبار لظم ۳۵

عقل سے بڑھکے نہیں بیش بہا کوئی چیز
اس سے بڑھکر نہیں مقبول خدا کوئی چیز
بہتر اس سے نہوئی اور عطا کوئی چیز

جس قدر اسکی صفت یکجہ کم ہے بیشک
اسکا ثانی بھی زمانہ میں عدم ہے بیشک

ویکے ہر علم ضرور یکو زمانہ میں رواج
دلت عقل کا جو کوئی ہوا ہے محتاج
عقل نے سوچ لیا ہے مرض و لکا علاج
کل بھی تہی او کو نہ کل لطف کی صورت پہنچ

دل کیا تازہ اسی عقل نے انسانوں کا
حال کیا ہے کبھی عقل سے حیوانوں کا

دیکھی تاثیر نباتات و جمادات بھی ہے
عقل کو فکر جوابات و سوالات بھی ہے
جھیلی گرمی بھی ہے سردی بھی بے برسات بھی
داخل لطف سخن عقل کی ہر بات بھی ہے

جتنے دنیا کے گوشے ہیں سمجھ لیتی ہے عقل
اصل کو اصل بنا دیتی ہے اور نقل کو نقل

عقل اصلی کا دماغوں میں جو ہوتا نہ گذر
ہوئی بنیا و جو مضبوط تو قائم ہوا گہر
کچھ نہ ممکن تھا ترقی کا ذرا اسمیں اثر
اب ترقی کے وسایل بھی ہوئے پیش نظر

علم کو اسکی ترقی کا وسیلہ سمجھا
تیزے طبع کو تحقیق کا حیلہ سمجھا

قدرت عقل نے دکھائے جہان کے نیرنگ
بنلایا کوئی ارسطو کوئی دانائے فرنگ

ایسی چیزیں ہوئیں ایجا دکہ خود عقل ہو دکہ	یارہ موم بھی انجن سے بنا پارہ سنگ
واہ واصل علی عقل کی کیا وہوم ہوئی	
سب کو قدر اس دُرست ہوا کی معلوم تھی	
مشکل سخت بھی بیشک ہوئی آساں اس سے	آشکارا ہوا ہر گوشہ پنہاں اس سے
بس میں انساں کے ہوا شیعہ پستان اس سے	بنگے غیرت گلزاریاں اس سے
چل گئی رحمت خالق سے جو سب عقل کو کھیل	
تار ترقی کہیں چمکا کہیں جاری ہوئی پیل	
عقل سے ہو گئے ایجا دزمانے کے علوم	ہوئے جغرافیہ سے حال جہاں کے معلوم
کیوں نہ ہو علم ریاضی کی بھی فاقی مدین ہوم	عقل کے نور سے پر نور ہوا انجم نجوم
مشکل جو آگے سمجھ میں نہ ہمارے آئی	
سانے آنکھوں کے اسوقت وہ بارہی آئی	
شکل دنیا نظر آنے لگی نقشہ میں ہمیں	عقل ہر چیز دکھانے لگی نقشہ میں ہمیں
عقل ہر راز بتانے لگی نقشہ میں ہمیں	سیر ہر شہر کی بھانے لگی نقشہ میں ہمیں
عقل نے نقشہ اسرار جہاں پیش کیا	
اچھا سا ماں یہ پے پر وجواں پیش کیا	
نام ایجا داسی عقل نے ایجا دکہ	اسی اوستا دے شاکر کو اوستا دکہ
حسنہ کچہ شکر یہ عقل خدا داد کیا	اوستے کچہ صنعت ایجا دکہ آباد کیا
عقل ہی شانِ سلاطین نکو نام بنی	
عقل ہی باعث آرایش و آرام بنی	
دولت عقل سے خالی ہے اگر داسن دل	پہر تو ہے منزل مقصد پہ رسائی مشکل
ہونہ انساں کو اگر عقل کا حصہ حاصل	مثل جیواں کے وہ رہ جائے جہانیں حاصل
عقل سے صرف ہے انساں میں کما ہر وجود	
یونہی تو جاندار بہت سے ہیں جہانیں موجود	
پڑھنا لکھنا ہی اسی عقل نے بتلایا ہمیں	لقب اشرف مخلوقات بھی دلویا ہمیں
عقل حکمت دانش میں جو بٹھلایا ہمیں	فیض صحبت سے وقوف بشری آیا ہمیں

	عقل ہوتی نہ اگر۔ کچھ نہ ترقی ہوتی آدمیت کی نہ انسان میں یہ شیخی ہوتی	
فخر انسان کو جو ہے آج وہ سب عقل سے ہے آدمیت کا ملا ہمو لقب عقل سے سے	سب پہ آوازہ اخلاق و ادب عقل سے ہے شوکت و حشمت و عزت کا سبب عقل سے ہی	
	ہے کمی عقل کی جہیں۔ ہو وہی خوار و ذلیل بیخبر جو ہے نہو علم و ہنر اس کا کفیل	
عقل کہتی ہے کہ ہمت کو نہ انسان مارے عقل سے ہوتے ہیں ہر روز جو وارے نیارے	فکر سے چلتے ہیں دنیا کے یہ دہندے سارے لوگ پڑھتے ہیں یہی شعر خوشی کے مارے	
	دل سے ماح بس اسے عقل ہے دنیا تیری کون دل ہے کہ نہیں جس میں تمنا تیری	
تیرے ہی فیض سے اے عقل وفا باقی ہے تیرے ہی دم سے نشان شرف باقی ہے	مہر و لطف و کرم جو دستخا باقی ہے نام و علم و ادب علم و حیا باقی ہے	
	تو جو باقی ہے تو باقی ہے بیاں کا نقشہ تو جو قائم ہے تو قائم ہے جہاں کا نقشہ	
یونٹو ہر شخص کو دعویٰ ہے کہ مافل میں ہوں عمل دانش و ادراک کا عامل میں ہوں	کرم عقل سے آفاق میں کامل میں ہوں زمرہ نکتہ پسنداں میں بھی شامل میں ہوں	
	ہاں اگر غور کرو عقل کے انداز ہیں اور اسکے کرتب جو نہ لے ہیں تو اعجاز ہیں اور	
اس ن مانے میں بھی ہیں عقل کے قابل جزو کل آج کل صنعتِ یورپ کا ہے آفاق میں غل	کون کہتا ہے جہالت کا ہو دورہ بالکل ہند کی صنعت ماضی کی مگر شمع ہے گل	
	جسکو شک اس میں ہو بجا دو کہا ہے اپنی کوئی بھی بات نئی ہو کہو بتائے اپنی	
کہئے تو آپنے خود کوئی بھی کل کی ایجاد ہوتی قائم جو اگر علم و ہنر کی بنیاد	کل نہیں پڑتی ہے کیوں دیکھو ذرا ہوا نشان نام لکھوا لے نہ شاگرد و دیں ہو کرا وستان	
	دولت عقل سے کیوں کرو یا کیسہ خالی	

	اب فضول آپکار و ناپے جناب عالی	
عقل کے ضعف نے بھی آکے کیا پیدا ضعف	باعث ذلت و خواری ہے فرست کا ضعف	ہو گیا ہے بدن ہند میں کچھ ایسا ضعف
	مدرسے صنعت و حرفت کی کرسے قائم کون	فکر تحصیل علوم آکے کرسے دایم کون
پہر و صبی رنگ ہو کر علم کی سب چاہ کریں	آپ آگاہ ہوں اور ونگو بھی آگاہ کریں	ہم کو یہ وہ جو اشغال نہ گمراہ کریں
	علم پہر عقل کا بازار کرے کرم ابھی	سب کو عیسوں سے بچانے لگے خود خرم بھی
سچ ہے اس عقل سے بڑھ کر نہیں انسان کا رفیق	مہرباں - دوست ولی - ابل و فا - یار شفیق	عقل سے کام جو لینے کی ہو سب کو توفیق
	الغرض عقل رسائی جو میسر ہو مدد	جتنی نہائی بلائیں ہیں وہ ہوں باقیں مدد
مدد عقل سے ہو شاہ گدا دم بصر میں	اثر عقل سے ملتا ہے خدا دم بصر میں	کرم عقل سے ہوتا ہے بھلا دم بصر میں
	عقل کے جسکو طلعات نظر آکے ہیں	وہی واقف ہیں کہ حکمت گے یہ سہا پہن
عقل انسان کے تاشوں کا عجیبہ احوال	وہ کئے کام کہ گفتیش کا عاجز ہے خیال	کار انسان کو جو انسان ہی سمجھتا ہے محال
	جب یہ ہے حال تو اس عقل کو سب تیز کریں	جام دانش کو ملے علم سے لبریز کریں
تو ہے بل عقل گناہ گے کچھ دہیان نہیں	عقل کی ہو جو صفت بات یہ آسان نہیں	جو نصیحت نہ میں عقل کی وہ کان نہیں
	عقل کا ذکر نہیں ہے یہ نصیحت کے میں بند	قدر داں اسکے وہی ہو گئے جو ہیں دانشمند

طیب

ستہ ضروریہ

شکر سے رحم سے عنایت سے
تندرستی ہزار نعمت سے

جسم انسان کے واسطے صحت بڑی نعمت ہے اگر صحت نہ ہو تو سب بے سود ہے پس ایسی نعمت کا قایم رکھنا بڑی بہود ہے اسباب مختلفہ اس حالت کو بگاڑتے اور باعث مرض اور تکلیف کے ہوتے ہیں خالق کی مخلوقات میں سے ہر شے میں قانون قدرت ظاہر ہے ایسے ہی صحت قایم رکھنے کی واسطے چند چیز اور قواعد اس صانع بیچوں نے مقرر کئے جنے واقف ہو کر پابند رہنا صحت کا قایم اور اونسے انحراف یا تجاوز کرنا بیماریا کا باعث ہے مرض بے سبب پیدا نہیں ہوتا جسکے دریافت کرنے میں طیب کو بڑی دقت ہوتی ہے بعض صاحب فرماتے ہیں کہ مرض کا روکنا انسان کے اختیار میں نہیں جو کچھ ہوتا

پر البد سے ہوتا ہے پر البد کے معنی سنسکرت میں ہیں پچھلے کئے ہوئے کا پانا۔ تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر انسان غفلت اور ایسی بے اعتدالیاں کرتا ہے تو پر البد بشکل و کمہ حاصل ہوتی ہے اور اگر قواعد صحت پر عمل کرتا ہے تب پر البد بشکل سکھہ پراپت ہوتی ہے لو اب صمد وہ قواعد بتاتے ہیں یعنی ستہ ضروریہ کا حال سناتے ہیں چھ سبب معتدل باعث صحت بدن انسان کے ضروری ہیں اگر خلاف انکے لاحق ہوں تو موجب تکلیف مرض ہیں وہ یہ ہیں + صواء طبعی + اکل و شرب حرکت بڑی + حرکت و سکون نفسانی خواب و بیداری + استغفر و احتیاس حیوان سب سے زیادہ محتاج ہوا کا ہے جو ہر وقت واسطے تعویل اور ترقی و روج ضرور ہے۔

ہوا جس قدر بخار غلیظ اور دھان سے

پاک ہو واسطے بقائے صحت کے بہتر
گنجان اور تنگ مکانوں کی ہو اس لئے
غلط سٹ اس مہر یوں یا جانوروں کے
بول و براز کے ملنے سے جو خرابی واقع
ہوتی ہے وہ صحت جسم کے واسطے
مضر ہے کیونکہ فرسودہ اجزاء جسم کے جنکا
تنفس سے خارج ہونا ضرور تھا وہ بلکہ اور
بھی اس ہوا کے خراب اجزاء جسم میں
جمع ہو کر بد ہضمی - درد سر - کمی اشتہا
متلی - یا بخار وغیرہ پیدا کرتے ہیں اور
ان مکافوں کی ہوا استغنی اس امر کی
مقتضی نہیں کہ مرض صحت پیدا کرے بلکہ
پشمرودہ اور سست یعنی ضعیف القوی
ضعیف المزاج زوال عمر کردیتی ہے
خراب ہوا کے سو گھنے یا ریاضت و ورزش
کرنے سے بسا اوقات بد عادات
مثل شراب خواری مدک چنڈو و یا
اور مسکرات کے عادی ہو جاتے ہیں
یعنی جب کوئی آدمی اپنی طبیعت کو
مضمحل پاتا ہے بدترغیب دیگر یا خود اپنے
سرور کے دوچار بیٹھے یا دوچار گلاس
برانڈمی اوڑھتا ہے آخر کار عادی اوکا
ہو جاتا ہے سینٹری رپورٹ ملاحظہ
کرو تو ایسے گنجان شہر مثل بمبئی
بنارس - دہلی - لاہور وغیرہ کے

فی ہزار آبادی قوتی انھائیں سے
اڑتیس تنگ پاؤں کے اگر ان کے دیہات کے
قوتی ملاحظہ کرو تو فی ہزار آبادی
پندرہ سے اٹھارہ تنگ پاؤں کے تو گویا
تعداد اموات نصف کے قریب ہے
اور یہ بھی ظاہر ہو گا کہ ایسے شہروں میں
زیادہ قوتی کا باعث بخار اسہان بخش
اور ہیضہ ہے - گنجان اور تنگ مکانوں کی
ہوا تنفس سے بھی خراب ہو جاتی ہے
یعنی علم ڈاکٹری سے ایسا تحقیق ہوا کہ
فرسودہ اجزاء جسم کے جو سانس سے باہر
جاتے ہیں ایک گھنٹہ میں کاربن نامی
ہوا نو سو گھنٹہ تک انچ مکسر اور ساڑھے
سات تولہ پانی بشکل بخار بنکر جلد اور
پھیپھڑوں سے خارج ہو کر ہوا میں مل جاتی
ہیں جو پھیپھڑوں میں آتی ہیں بعض شخص
جو لب فرش پانی پینے میں بچار کرتے وہ
سکر جیران ہونگے جہاں آدمی جمع ہو جاتی
ہیں تو فی گھنٹہ فی آدمی سے اس قدر
عفوئیں جو جسم انسان سے خارج ہوتی ہیں
ہمارے تنفس میں آتی ہیں +
اب سنئے کہ مزاج ہوا کا ہر فصل میں ملتا
اور نر و اہل فصلیں چار ہیں - صیف
خریف - رتبع - شتاء - زمانہ رتبع اور
خریف کا ڈیڑہ ڈیڑہ جیسے اور زمانہ صیف

یعنی گرمی کا۔ اور شتا یعنی جاڑے کا سانسے چار چار چیتے سے۔ ریح میں مزاج ہوا کا گرم تر۔ اور صیف میں گرم شتا میں سرد تر۔ خریف میں سرد خشک پربیدگ میں چھ فصلیں جنکو رت کہتے ہیں قمار پانی جکا نقشہ ذیل میں تحریر ہے۔

سیسر رت	بست رت	گریم رت
ماگھ	پھالگن	چیت
برکھارت	سرد رت	سیون رت
ساون	بھادوا	اکتوبر

پھر مشہور فصلیں ہیں جاڑا گرمی برسات چھنا چھ گرمی پھالگن سے شروع ہوتی ہے رات کی صبح تک سردی اور دوپہر سے گرمی اس مہینہ میں سردی گرمی سے احسرا نہ چاہئے تاکہ بدن دروازہ اور اخلاک محفوظ رہے۔ اور موسم گرما میں غذا کم کھائی جاتی ہے کیونکہ زیادہ پانی پینے سے خصوصاً سرد پانی سے ماضی ضعیف ہو جاتا ہے۔ اور برسات کا شروع اسلحہ سے ہے جب پانی برستا ہی ہوا سرد اور جب نہیں برستا ہے ہو اگر کم جس میں بخار اور دقان نباتات کے سرنے سے مل جاتے ہیں۔ حال ہشت میں اختلاف ہے آب و ہوا اگر کم سردی بدن ردی رہتا ہے اور جاڑیکا شروع

کاتک سے سے اس فصل میں ہضم قوی ہوتا ہے کیونکہ باطن میں گرمی رہتی ہے یہ فصل ماضی کے واسطے سب فصلوں سے بہتر ہے۔

اکل شرب۔ جو غذا خون رقیق پیدا کرے اور اسے غذا لطیف کہتے ہیں اور جس سے

خون غلیظ پیدا ہوا اسے کثیف کہتے ہیں جو غذا خون صالح پیدا کرے وہ محمود

الکیموس ہے اور جو خون غیر صالح پیدا وہ ردی الکیموس ہے جس غذا سے

خون بہت حاصل ہوا اسے کثیر غذا کہتے ہیں برخلاف اس کے قلیل غذا ہے

جو چینس بشر کے کھانے میں آتی ہیں بقاعدہ ڈاکٹری وہ موالیہ مثلاً ہیں

مثلاً نباتات سے گیہوں۔ جو۔ چنا۔ مولی۔ گوبھی۔ پیاز وغیرہ اور حیوانات

سے دودھ۔ دھی۔ بالائی۔ گھی۔ گوشت۔ انڈا۔ مرغی۔ بطور وغیرہ اور

معدنی اشیا ان دونوں میں مثلاً لوہا گیموں اور گوشت میں گندھک پیاز

اور انڈے میں ایسے ہی اور بہت سے ارضی اجزاء ہیں اگر یہ اجزاء غذا میں نہیں

تو انسان تندرستی نہیں پاتا ڈاکٹر واسطے بحال رکھنے قوت کے ہر ایک آدمی کو بمقدار اپنے میسوں حصہ وزن کے

نقشہ مذکور یہ ہے					کھانا کھانے کو لکھتے چونکہ اوسط وزن ہم
نام	جنس	آبی حصہ	ایبیس	چربی	لوگ ہندوستانیوں کے جسم کا ایک
کندم	۱۴۶۰	۱۴۶۴	۱۶۳	۶۸۶۴	تیرہ سیر بارہ چھٹا تک سے تو بیواں
جو	۱۵۶۵	۱۱۶۹	۲۶۲	۶۹۱۱	حصہ وزن کا دوسیر بارہ چھٹا تک ہوا بھر
باجو	۱۱۶۸	۴۶۱۳	۴۶۲۲	۲۶۴۴۲۸۵	رات و نین پونے تین سیر کھانا چاہیے
چانول	۱۰۶	۵۶۵	۱۸	۸۳۶۲	اسوجہ سے بحالی قوت کی مقدم جانتے ہیں
دالیش	۱۲۶۴۲	۴۶۶۳	۱۶۳۶	۲۶۱۵۵۸۳	بلکہ بحالت مرض غذا سبک اور سیرجہ الغم
وال جوگ	۱۶۶۵	۳۶۶۴	۱۶۲	۵۶۶	بار بار دینا بہتر جانتے ہیں فاقد یا لنگھن
سگودھ	۱۵	۱۶۵	۶	۵۶۶۵	کرانا ممنوع ہے اس سے ہر ایک عنصر کا
گوشت	۶۶۶	۲۶۶	۳۶۸	۱۶۲	جزوا اس عنصر کی کمی نہیں ہونے دیتا
چھلی	۶۶۶	۱۶۶	۱۶	۱	جو جسم کے واسطے ضروری ہیں پس جو
شیر	۹۰۶۱	۳۶۵	۲۶۵	۳۶۹	غذائیں واسطے پرورش کے چیزیں ہیں
بالائی	۹۲۱	..	۴۶۵	..	اونکا ایک نقشہ بقاعدہ ڈاکٹری بناتا ہوں
جھڑات	۹۱۶۹	۴۶۹۱	۱۶۹	۱۵	پر دو نکتہ طب کے عمدہ بتاتا ہوں اول تو
روغن	۸۶۶	۱۶۳	۹۱۶	۳۶۹	زود ہضم غذا کو ویر ہضم غذا کے ساتھ
نند	۶۶۶	۱۶۶	۴۶۵	۱۶۵	نکھانا چاہیے۔ جیسے دال مسور کو موہلی
چا	۹۶۶۵	۶۶	..	۱۶۳	چھلی کے ساتھ یا چھلی کو گوشت مرغ
چینی برتنوں کے جوڑ	یا شیر کے ساتھ یا شیر کو گھی کے ساتھ
آہنگ آب نارسیدہ کو شرمہ کے موافق	یا گھی کو سرکہ کے ساتھ یا سرکہ کو ماش
پس کر بیضہ مرغ کی سفید میں ملاویں	مسور چانول کے ساتھ یا دھی کو موہلیکے
اور ٹوٹے ہوئے نمزدور لگا کر باہم ملاکر	ساتھ ایسے ہی اور بھی بہت ہیں۔
دھوپ میں رکھ دیں اس ترکیب سے	دوسرے یہ کہ بالکل آسودہ ہو کر کھاد
جوڑ بہت مضبوط ہو جائیگا۔	پھر بھوک رہے کھانا بڑھاوے اور بعد
..	غذا کچھ غلہ اشیوں یا شیرینی کھاوے
..	پھر شکر جناب باری بکالاوے۔



ابتدائی تعلیم یا فتوں کا صفحہ

مثبت قائم الزاویہ کے صحیح ضلع اور مثبت مثلاً ایک عدد ۶ سے یہ ایک ضلع ہے
قاعدہ اول - کوئی طاق عدد فرض کر کے

اوسکو ایک ضلع سمجھو اس عدد کے مربع سے
ایک تفریق کرو حاصل تفریق کا نصف

دوسرا ضلع ہوگا - اس عدد کے مربع
میں جمع کرو حاصل جمع کا نصف تیسرا

ضلع ہوگا - مثلاً کوئی عدد ۱۱ سے طرح قاعدہ
یہ پہلا ضلع ہوگا -

ان اعداد کی حاصل تفریق کا نصف
دوسرا ضلع ہوگا - اس حاصل تفریق

تصنیف کو چھوٹے عدد پر زیادہ کرنے سے
تیسرا عدد پیدا ہوگا - مثلاً ۳۲ و ۲ و عدد

جفت ہیں جنکا حاصل ضرب ۶۴ یعنی ۸ ہے پس
ایک ضلع ۸ ہوگا اور ۳۲ = ۲ + ۱۵ دوسرا ضلع

۱۵ = ۲ + ۱۳ تیسرا ضلع ہے
مثبت - ۸ + ۲ (۱۵) = ۲۵ + ۶۴ = ۸۹

مثلاً دوم - فرض کرو ۲۴ و ۳ و
طاق عدد ہیں جنکا حاصل ضرب ۸۱ = ۲ (۹)

تو ایک ضلع ۹ ہوگا - ۲۴ = ۲ + ۱۲ دوسرا ضلع
زیادہ کرو یہ تیسرا ضلع ہوگا -

۲ (۱۵) = ۲۵ = (۲۴ + ۸) = ۳۲ + ۲ (۹) = ۸۱ + ۱۲ = ۹۳

$$۲ (۱۱) = ۱۲ = ۱۲ = ۱۲$$

$$۲ (۱۱) = ۱۲ = ۱۲ = ۱۲$$

$$۲ (۱۱) + ۲ (۶۰) = ۲۲ + ۱۲۰ = ۱۴۲$$

$$۳۶۰۰ + ۱۲۱ = ۳۷۲۱$$

$$۲ (۶۱) = ۱۲۲$$

قاعدہ دوم - کوئی جنت فرض کر کے
اوسکو ایک ضلع سمجھو - نصف عدد کے مربع

ایک تفریق کرو دوسرا ضلع ہوگا
نصف عدد کے عدد کے مربع پر ایک

زیادہ کرو یہ تیسرا ضلع ہوگا -

(۱) اعلیٰ تعلیم یافتہ کا صفہ

(۱) مثلث کی مساحت کے اس قاعدہ کو ثبوت کرو (۱) تینوں ضلعوں کے مجموعہ کا نصف لیکے ہر ایک ضلع کو فرداً فرداً منہا کرو (ب) نصف مجموعہ اضلاع کو ہر باقیوئیں ضرب دیکے جذر لو

(۲) اگر پانچویں شکل میں خط مستقیم ب ع اور ح ف نقطہ ل پر تقاطع کریں اور ا ل ملایا جاوے تو زاویہ ب ا ج تنصیف کر دیگا (ثبوت ۶ شکل سے نہ بڑھے)

(۳) میول متبادلہ کی تعریف کرو اور جزو لا ینجزی کی کیفیت لکھو (۴) محنت بار آور اور غیر بار آور میں کیا فرق ہے۔

صرف بار آور اور صرف غیر بار آور کیا ہیں

$$\begin{aligned} (۵) \quad & \begin{cases} ۳۶ = ۳ + ۳ + ۳ + ۳ + ۳ + ۳ + ۳ + ۳ \\ ۱۴ = ۱ + ۱ + ۱ + ۱ + ۱ + ۱ + ۱ + ۱ + ۱ + ۱ \\ ۶ = ۱ + ۱ + ۱ + ۱ + ۱ + ۱ \end{cases} \end{aligned}$$

(۶) مثلث مساوی الاضلاع کے اندر مربع بناؤ۔

$$(۷) \quad ۵ - ۵ = ۲ + ۲ = ۰$$

(۸) قطر و محیط میں ۷ و ۲۲ کی تقریبی نسبت کطرح ثابت ہوگی۔

(۹) رومی - قافیہ - سبب - تجنیس -

ایہام - رکن - عروض - بحر - وزن - تقطیع - شعر - بیت کی تعریف کرو -

(۱۰) فارسی نظم کی مختصر کیفیت لکھو

(۱۱) سیلا کے عہد میں سلطنت روم کب سے میل کیا اصلاح ہوئی تھی -

(۱۲) متنی کا حال لکھو

(۱۳) کیا وجہ ہے کہ جب موم بتی جلتی ہے تو اس کا ایک جز بھی معدوم نہیں ہوتا

(۱۴) اخلاق جلالی اور اخلاق ناصری میں کیا فرق ہے -

(۱۵) وہ کون سے دو عدد ہیں جس کے مربعوں کے مجموعہ کو اونکے حاصل ضرب

میں ضرب دینے سے ہمیں حاصل ہوتے ہیں اور اگر اونکے مربعوں کے

مجموعہ کو اونکے مجموعہ میں ضرب دیں تو حاصل ضرب پندرہ ہو -

(۱۶) ہندوستان کی گذشتہ - موجودہ - اور آئندہ حالت کو مالی - تجارتی - طریق

معاش و معاوی - زراعتی - اور تعلیمی حوالہ

میں اس بیج سے مقابلہ کر کے دکھاؤ کہ کسی قسم کے قصب کی یا مذہبی لگاؤ کی

کی بونہ پائی جائے -

الوارسیلی کے تصنیف تالیف اور ترجموں کا مختصر

مرقومہ جناب میر کریم الدین صاحب
فرزند جناب میر اسد اللہ صاحب خیر بخاری
کرامت سر

ہندوستان کیا بلکہ دنیا بھر کے مختلف زبانوں کی
سنسکرت ہے۔ اور جو کچھ علوم

مروجہ ہیں اصل میں سنسکرت سے ہی

ماخوذ ہیں۔ الوارسیلی کا بھی اصل

میں یہ نام نہ تھا بلکہ اصلی کتاب پنج متن

سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کے

ایک مشہور و معروف پنڈت و شنوسر

نی پانلی پوترا کے راجہ سدراشن

کے بیٹوں کی تشریف کے لئے ایک پانچ بابوں کی

کتاب پنج متن کے نام سے لکھی۔

متن (۱) متر بہید (دوستوں کی لڑائی جھگڑا کرنا)

متن (۲) متر پاتی (دوستی پیدا کرنا)

متن (۳) سہری اوادگرہ (صلح و جنگ

وغیرہ سلطنت کے متعلق تقریریں)

متن (۴) لہدہ پرشوم (اشیا حاصل شدہ کا کو بیٹنا

متن (۵) اپیکشا کرتم (تجربہ کے سوا کیکام کو کرنا)

اسی پنج متن کی نقل ہت اپک لینش میں

اوتاری گئی۔ فارسی۔ عربی۔ مترجموں نے

ذرا اتنا تصرف سے کام لیا کہ وشنوسر ہا کو

پیل یا بید یا بید (پو + امی = بیدونکے

فائدہ کا محافظ) اور راجہ سدراشن کا نام

والشلیم (راجہ بزرگ) لکھا۔ انگریزوں نے

ہر ایک چیز کی اصلیت دریافت کرنے میں

زمین و آسمان کے قلابے ملائے ہیں مگر ہر ایک

امریں عربوں کی تقلید پر چلتے ہیں۔ اس جگہ

بھی نہ جو کہ۔ چنانچہ وشنوسر ہا کی جگہ

بید یا امی لکھا۔ اس امر کی تحقیق کہ بید یا

والشلیم عربوں یا فارسیوں کا تصرف ہے

اول کتابوں سے معلوم ہوتا ہے جو دوسری

زبانوں میں اصلی کتاب سے ترجمہ ہوئیں۔

جو کہ اہل فارسی کی باتیں مبالغہ اور استعاروں کے

زور سے ہوا پر قلوبہ بنائے کی تصدیق کرتی ہیں

اس لئے وہ تعبیر خواب جس کے رو سے راجہ کو ایک

خزانہ مع ہوشنگ کی سیالی میں لکھی ہوئی

چوہہ نصیحتوں کے ماہرہ لگا۔ اصل مطلب

کی طرف سے یہ دلیلین ڈالتی ہے کہ ضرور

مبالغہ ہے۔ سب سے پہلے اس کتاب کا ترجمہ

نوشیروانی عہد کی نشانی ہے جس کے

حکم سے پیرزویہ حکیم نے ہندوستانی پنڈتوں

کی بدولت پھلوسی لباس پہنا کے نوشیروانی کے

دربار میں پیش کیا۔ اور جب پادشاہ حتی الملک

عطا کرنے لگا تو اس نے سر پہرے کے عوض کی قبول

میرے لئے بھی انعام کافی ہے کہ مجھے اس کتاب کے

ساتھ ایک اور باب بڑھانے کی اجازت دی جائے

اور خواست کے قبول ہونے پر اس نے ترجمہ

میں اپنی فصل کے سبز چھپرہ کو دیا۔ جس نے

پہر زویہ والے باب کو اول رکبہ کے کل کتاب کا نام حکایات بیدیا رکھا جو مختلف زبانوں میں بہا یوں نامہ - جاودان خسرو اور وصیت نامہ پوشنک کے نام سے مشہور ہوا ہے -

بعد ازیں جب پھر کتاب پہنچی تو خلیفہ ابو الجعفر منصور نے امام ابو الحسن عبداللہ ابن متیغ کو عربی میں لائے کا حکم دیا - اسے ترجمہ کر کے نام کلیلہ ومنہ رکھا -

بعض کا خیال ہے کہ سکندر اعظم سے تین سو برس پہلے ہی یہ کتاب سنسکرت سے بغیر کسی قسم کی فارسی کی مداخلت کے عربی کے نامہ لکھی تھی - کچھ کہتے ہیں کہ جہاں خلیفہ مامون الرشید کے عہد میں

کتب یونانی نے عربی کا لباس پہنا تھا وہاں حسن ابن سہیل نے پنج تنقیر بھی پہلوئیں ترجمہ کی تھی - اسی سہیل کے لفظ نے ڈاکٹر ہسٹ کو اتنی بڑی غلطی میں ڈالا کہ وہ اس کو مترجم نہ جانے لگے - حالانکہ ماحسین واعظ کاشفی صفی تخلص ممبر پیر پیر کے کہہ رہا ہے کہ میں نے اس کتاب کو امیر شیخ احمد ملقب بہ سہیلی کے حکم سے لکھ کے انوار سہیلی نام رکھا ہے - زیادہ تر ترجمہ لگانے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو الحسن نصر بن احمد سامانی کے وزیر ابو الفضل کے حکم سے فارسی

ہوئی پہر رو کی نے نشر سے اسی شہزادہ کے فرمان سے نظم کیا - بہرام شاہ غزنوی نے عبداللہ متیغ کے نسخہ کو نصر اللہ سے فارسی میں ترجمہ کرا کے کلیلہ ومنہ مشہور کیا -

پندرہویں صدی میں کاشفی نے اسے متروک محاورات کو نکال کے نیا بیس بدلایا - اکبر می دربار میں ابو الفضل نے سلاست اور فصاحت کی چاشنی دیکے عیسا دالانش نام رکھا -

مولوی حفیظ الدین احمد پیر فیروز ٹولیم کالج کلکتہ نے مارکوٹس آف ولزلی کے عہد میں کے اندر اردو ترجمہ کر کے ہستان حکمت نام رکھا

ہت اپدیش ملائی - بنگالی - برجز بہاشا میں بھی ہو گئی ہے - نشر میں ملا علی کلپی ابن صالح نے سلیمان ثانی کے وقت میں نظم میں ملا جمال نے ترکوئی تربیت کے لے کیا

سی میو سینٹس نے یونانی میں حبلم الیکزنی اس کامنٹیس کے ترجمہ کیا

عباراتی نہیں معلوم کس عہد میں اسے لکھتے تھے البتہ پندرہویں صدی کے اخیر میں اس

عباراتی ترجمہ سے ایک شخص جان نامی فیلاطینی میں ترجمہ کر کے ڈاکٹر نوریم نام رکھا جبکہ نقل شدہ میں انگریز میں مولی سعدی کی گلستان کے بعد پتہ ترقی پنج تنقیر کے ہوئے ہیں اتنے اور کسی کے نہیں ہوئے یورپ میں اسکا بالکل

مسٹر گلینڈ مترجم الف لیلہ کے وقت تک
چرچا نہ تھا اس نے ملا علی گلی کے ترکی
ترجمہ کے چار باب انگریزی میں کئے تھے
جسکا باقی حصہ پروفیسر کارڈونی
نے کیا۔ ایک اور انگریزی ترجمہ
ان سٹوکنولینڈان ٹرنٹے سٹاک آف پاپا
یا پچ دفعہ چپ چکا ہے۔ پھر کسی فرانسیسی
ترجمہ کا انگریزی کیا گیا ہے جو فارسی کلیہ دہنہ
سے تالیف ہو کر ۱۹۰۹ء میں شایع ہوا تھا۔
ان سب سے علاوہ ہٹ اپڈیشن کے
وہ ترجمے بھی شمار ہوتے چاہئے جو وقتاً فوقتاً
موجودہ زمانہ میں چارلس ولکنسن
اور سر ولیم جان نے انگریزی میں کئے۔
کہتے ہیں پنجابی میں بھی کسی نے ترجمہ کیا ہے
اور کسی اور شخص نے پشتو کا لباس پہنایا ہے
مگر یہ دونوں ترجمے دیکھنے میں نہیں آئے نہ ان کے
مصنفوں کے نام ہی ملے۔

سولخ نامہ چارچ سٹی فن سن

۱۸۷۱ء - ۱۸۷۸ء

ریل گاڑی پر آپ ہمیشہ سوار ہوتے ہیں
مگر آپ نے شاید ہی اس کے بنانے والوں کا خیال
کیا ہو گا۔ یہ شخص نہ کسی امیر کے گہر کا چرخ تھا
نہ کسی بادشاہ کا شاہزادہ مگر ایک غریب لکھی

کا نہیں آگ جلانے والی کا بیٹا تھا۔ جس طرح
ایک غریب کے گہرائے میں اولاد کی تعلیم
یا تربیت نامکمل رہ جاتی ہے اسی طرح اسے
بھی سب کچھ کا خیال چوڑے کے ایک گالیوں کے
گلہ کی نگاہ بانی میں ملازم رہنا پڑا اس وقت
اسکی یہ حالت تھی کہ گالیاں تو او دھڑک رہی
چرتی ہیں اور آپ مٹی کے چوڑے چوڑے
انجن بناتا ہے۔ چودھویں سال تک باپ کے
ساتھ کام کرنے لگا۔ گلاس اٹھنا بھی اپنا
چہٹی کا وقت وہ جبرئیل کی اون مشکلات
پر حادی ہوئی لگا تا جو وقتاً فوقتاً کوئی دیکھی
کانیں واقعہ ہوتی تھیں دیکھو تو اس کا چہرہ
بڑھ گیا مگر رانگو ایک بڑے طوطے کی طرح نایک
میں نہیں کر کے چلا۔ بیس برس کی عمر تک
تو یہی حالت رہی پھر دیکھو جو وقت لو کر کے
بعد ملتا بوٹ بنانے۔ کپڑے قطع کرنے
اور گہریا لوٹنے صاف کرنے میں ضیع کرتا
اس اٹھنا اسکی شادی ہو چکی تھی اور
۱۸۷۱ء میں ایک لڑکا بھی پیدا ہو چکا تھا
دبوت کی پیدائش کے بعد جا بچ کی
بیوی مر گئی۔ او دھڑک ۱۸۷۵ء میں ایک انجن
کی مرمت کیواسے بولٹن کمپنی نے مونٹرو
بلوایا۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن -
بچے کو ایک اور عورت کے حوالہ پرورش کے
لے کیا اور خود او دھڑک روانہ ہوا ۱۸۷۸ء میں

جس نے اس کے نام پر بقائے دوام کا سہرا باندھا۔ اس کے تھوڑے عرصہ بعد جب تجربہ صداقت کر دی تو انگلنڈ کے اس سرے سے اس سرے تک لوہے کی پیدیاں ریل گاڑی کے لئے بچھائی گئیں۔

اس کو سلسلہ کوہ پلے رتی تینک ایک بلوی کی سڑک کیوا سٹے بلا کی پیمائش پر لگایا گیا تھا۔ اس نے ایک چراغ بھی ایجاد کیا تھا جس سے کان کن کو کان کے اندر کام کرتے وقت کافی روشنی پہنچ سکتی تھی لکھا ہے سو اسی عرصہ میں سرسھم فرے ڈیلوٹ نے بھی ویسا ہی چراغ نکالا تھا بعد میں ڈیلوٹ صاحب والا چراغ تو با مراد ہوا مگر اس کے چراغ کو کامیابی نہ ہوئی۔ یہ بات سنکے شاید تعجب ہو گا کہ جب کسراج کا بیٹا سراوٹ کالج میں ریاضی یا جیٹیکل علم سیکھتا تھا تو وہ بھی اس کے ساتھ گہر میں مشغول کیا کرتا تھا۔

الکریزی سیاحی کی ترکیب

ماجیٹل ۶ چٹانک ۱۲ اونس - ٹینڈا پانی ۳ ہیرا کیس ۳ چٹانک ۱۶ اونس - گوند کیلک ۳ چٹانک ۱۶ اونس - ۵ یا ۶ قطرے کریو سوٹ - ترکیب پٹے ماجیٹل کو کیلک پانی میں ایک ہفتہ تک ہنگا رہیں پھر چائے اور میں تمام دوسرے اجزاء شامل کریں۔

کل انجن کا مہتمم اپنے ہی کارخانہ میں مقرر ہوا اب یہ وہ وقت آگیا جس سے جارج کی سوانح عمری میں ایک بھاری تغیر واقع ہو نا ہے۔ مختلف آدمیوں کا یہ خیال تھا کہ ایک بار کش انجن بنائیں جس سے گہنٹیں ہزاروں آدمی ایک جگہ سے دوسری جگہ باسانی بغیر کسی گہوڑے وغیرہ کی مدد سے جا سکے۔ لوگوں نے اپنے اپنے حوصلہ کے مطابق بہت کچھ کیا مگر ناکامیاب رہے۔ اس نے بھی تین دفعہ قسمت آزمائی کی مگر ناکام چورہا تو لوگوں نے اس کے کھایا رجب ضبط ہو گیا ہے ایسی بات کرتے ہو کہ خدا کی خدائی میں نہ سنی نہ دیکھی۔ جانے تیس کو آگ لگانے جاتے ہو۔

اس نے جواب میں کہا جس بات کا آپ افسوس کر رہے ہیں اور مجھے میری ناکامیابی کے باعث اپنے سہی کا آملج گاہ ہمارے آپ تسلی رکھیں میں ضرور کامیاب ہو گا اور یہ جو ناکامیابی تھی یہی آپ کے خیال میں ناکامیابی ہے۔ مگر میری عقل میں یہ کامیابی سے دوسرے درجہ پر ہے۔ اب میں نے اپنی غلطی دریافت کر لی۔ دیکھو خدا کرتا ہے کیا۔ چنانچہ ۵ اکتوبر ۱۸۳۳ کو لورپول اور مان چسٹر کے درمیان پہلا انجن تین گاڑیوں کے ساتھ چلا یا



پولی ٹی کل کانومی یعنی سیاستِ مدن

چیزیں کچھ ایسی ہیں کہ ان پر ہماری زندگی کا مدار ہے۔ اور پھر دولت میں داخل نہیں ہوا ہر جگہ پہلی پولی سے اودفت مل سکتی ہے اور پانی بھی بہت مل سکتا ہے۔ یاد کرنا چاہئے کہ کسی چیز کا مفہوم دولت میں داخل ہونے کا مدار اسکی ماہیت اور خاصیت پر نہیں۔ بلکہ اس کے مقدار کے محدود ہونے پر اور ان حالتوں پر سے جن میں وہ پائی جائے اس معاملہ میں انسان کی طبیعت اور احتیاج کو بھی دخل ہے کیونکہ یہ بھی ہمیشہ بدلتی رہتی ہے۔ بعض حالتوں میں پھر ہوا اور پانی بھی قیمتی ہوتے ہیں۔ اوسوقت اودنکو دولت میں شمار کرنا چاہیے۔ مثلاً بیکانیر میں گرمی کی موسم میں جو کچھ بکس خشک ہو جاتے ہیں اگر وہاں نہر بنائیں یا نل کے ذریعہ سے پانی پینچا یا جاوے تو اوسکی مقدار محدود ہوگی۔ اسی طرح اگر ہوا بکس مصنوعی وسائل سے پینچائی جائے تو اوسکا بڑھتی قیمت ملنا مشکل سے رہے گا۔ روپے پیسہ وغیرہ کیا چیز سے بدلتی ہے تو میں جب چاہتی ہیں تو ایک چیز کے بدلے

(تعریف) علم انتظامِ مدن وہ علم ہے جس میں دولت کی ماہیت اور ان اصول سے بحث کی جائے جو اسکی تحصیل و تقسیم و تبادلہ سے متعلق ہوں۔

(دولت) اس لفظ سے وہ اشیاء مفہوم ہوتی ہیں جو مبادلہ کی استعداد اور قیمت رکھتی ہوں (دولتمند اس شخص کو کہتے ہیں جس کے پاس بہت سا ذخیرہ ایسی اشیاء کا ہو جسکے مبادلہ میں لوگ خوشی سے جو چیز اودکو مطلوب ہو دیں)

اشیاء کی مفہوم دولت میں داخل ہونیکا مدار کن باتوں پر ہے۔ بعض چیزیں باوجودیکہ نہایت کارآمد اور مفید ہوتی ہیں مگر کچھ ایسی ہوتی ہیں کہ اودکے عوض میں کوئی چیز نہیں مل سکتی۔ اسلئے وہ اس مفہوم سے خارج ہیں۔ مثلاً ہوا اور پانی۔ یہ دونوں

مورکن ٹائیل سسٹم (طریق تجارت) سوہا
 ذکر ہے کہ ایسے ہی خیالات کے باعث انگلند
 کے بعض ممبروں کی یہ رائے تھی کہ
 جہاننگ ہو سکے نقد روپہ۔ چاندی۔ سونا
 کہینا جائے۔ چنانچہ ایسی ایسی تجویزیں
 کیں جن سے روپہ باہر نکالنے پاتا۔ دساکو
 مال پر ہر بڑا محصول نہو پا۔ تاکہ قیمت کی زیادتی
 اوسکی ضروری کم کر دے۔ اس امر کو
 علامہ فرانس کی شراب اور ریشم پر استعمال
 یہ کہلے کہ ریشم اور شراب کی گرم بازاری
 انگلستان کا سارا روپہ فرانس میں لیجا لگی
 جس سے انگلند کی دولت میں کمی ہوگی۔
 برخلاف اسکے تاجر و کمو جنکا یہ روزگار
 تھا کہ انگلستان کا مال دوسرے شہروں
 میں لیجا کر فروخت کرتے تھے ترغیب اور
 ہدایت کی گئی کہ جہاننگ ممکن ہو مال کے
 بیچنے سے اپنے ملک میں روپہ لائیں۔
 مدت تک یہ طریقہ جاری رہا۔ پھر ایک اور
 ممبر اد مسمتہ نے شکایت میں اپنی
 کتاب اقوام دولت کے اندر اس قص
 کا بیان کیا۔ جس کے مطالع سے عوام اندر
 کو روپہ اور دولت کا فرق معلوم ہوا۔
 مختلف دلیلیں تھیں جن سے معلوم ہوتا
 تھا کہ دساکو کے مال پر جو قیدیں لگا رہی
 ہیں اگر دور کر دی جائیں تو ملکی دولت میں

دوسری چیز دیتے ہیں اونکے ہاں کوئی سک
 نہیں چلتا۔ لیکن وہ بھی اس ضرورت کو تسلیم
 کرتے ہوں گے کہ اجناس کی قیمت اندازہ
 اونکا کوئی ذریعہ ہو۔ تاکہ اپنی چیز کا پورا پورا
 معاوضہ حاصل کر سکیں۔ اقوام کی وحشت
 سے شایستگی کو پہنچنے کا ایک اثنا متعال
 سکے۔ شایستگی قوموں میں اجناسکی
 قیمت کا تخمینہ ذر نقد سے ہوتا ہے۔ اسی
 ذریعہ سے سب طرح کا لین دین ہوتا ہے۔
 اگر دنیا میں روپہ کا رواج نہ ہوتا تو کوئی آدمی
 اپنی اپنی چیز کا پورا پورا معاوضہ حاصل کر سکتا
 بلکہ ہمیشہ ایک قسم کی وقت میں رہتا۔
 اشیاء کی قیمت کا اندازہ کرنے کے واسطے
 روپہ کے علاوہ اور چیزوں سے بھی ہو سکتا
 ہے۔ ایک وقت وہ تھا کہ ہندوستان کو پڑی
 بھی چینی روپہ کا کام چاؤ کے پاسوں سے پتے
 تھے۔ نئی دنیا والے بعض جگہ پیسوں اور کوڑیوں
 سے۔ عرب مویشی سے۔ اہلی سینا والے نمک
 سے۔ اور مختلف چیزوں سے لوہے سے۔
 بڑے بڑے دانشمند غلطی کرتے ہیں
 جب وہ روپہ اور دولت کا ایک مفہوم خیال
 کرتے ہیں۔ بیویار روپہ سے چلتا ہے۔ لیکن
 روپہ صرف اوس چیز کی قیمت ہوتی ہے جو
 کسی شخص کے پاس موجود ہو۔ اصل چیز کو
 چھوڑ کر اوسکی قیمت کو دولت خیال کرنا غلط ہے

فرق نہ آئیگا۔ کیونکہ جو مال و سوار کو چاہیے اور اسکے عوض میں جو دسوار سے آتا ہے دونوں کا لیکھا دیورنا برابر بنتا ہے۔ اس کتاب کی بدولت ہر کن نایل مستم تو جہاں کہ گئی۔ مگر آزادانہ تجارت کا طریق جاری ہو گیا۔ اسوقت سے وہ قیاماتی رخصی جس سے دیدہ و آئندہ دسوار وری مال بھاری بھاری محصولوں کے نیچے دب جاتا تھا۔ ساتھ ہی اسکے اون لوگوں کو جو بھرتی بھر کر دوسرے ملکوں میں لیجاتے تھے ترغیب نہ دینے لگی جو مال کے عوض بیرونجات سے روپیہ نقد لاتے تھے بلکہ خود زمانہ نے سکھلا دیا کہ اب وہ زمانہ نہیں جس میں تجارت کے معاملہ میں دخل بجا کیا جائے بلکہ تجارت آپ جس ڈھنگ پر آجائے وہی بہتر ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ پیسہ کے سب جہاں میں نقش و نگین ہیں۔ بہت درست ہے۔ مگر یہی ایسا بھی اتفاق ہو جاتا ہے کہ روپیہ سے کچھ کام نہیں نکلتا۔ ماسوائے اسکے کئی ایک اور بھی ایسی چیزیں ہیں جنکا مفہوم دمی ہے جو روپیہ کا ہے مثلاً لوٹ اور ٹکٹ۔۔۔ لیکن ان میں بھی دمی قوت ہوتی ہے جو روپیہ میں۔ پس یہ کہنا کہ روپیہ یا لوٹ ہی مفہوم دولت ہے۔ کیونکہ

ٹیک ہے ۵ پھلا باب تحصیل دولت کو ضروری وسائل فصل اول در وسائل۔ محنت کے سوا دولت کا حاصل ہونا معلوم۔ حکیم مطلق نے اگرچہ اپنی قدرت کاملہ سے وہ سب مادی اسباب مہیا کر دئے ہیں جس سے اشیا بنتی ہے اور دولت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن جب تک انسان محنت سے اس مادہ کو اپنے کام میں نہ لائے اور مطلب کی چیزیں اس سے نہ بنائے۔ تب تک اسکی کچھ قیمت نہیں ہوتی۔ اور نہ دولت میں داخل ہو سکتی ہے۔ دیکھئے گلستان قدرت میں سب طرح کے پہل پہل اور درخت ہیں اگر ہم ناتھ ہا کر پھل نہ توڑیں تو باغبان کا کیا قصور!

علیٰ القیاس بہت سے نباتات۔ معدنیات اشیا وغیرہ ہیں جنکو انسان ذرا سی محنت کے ساتھ کام میں لا سکتا ہے۔ اور اگر وہ اصلی حالت میں رکھی جائیں تو نئی نئی چیزیں ہوں گی۔

مختلف ممالک کی حالت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو قدرتی اسباب دھانکے باشندہ و خطا ہوئے ہیں اونکو جس لیاقت اور خوش اسلوبی سے انہوں نے استعمال کیا ہے اسی ترقی اور بہبود کا ثبوت ہو گیا۔ اس سے

ثابت ہوا کہ محنت کے ساتھ قدرتی اشیاء
بھی چاہتے ہیں کہ محنت ہو۔ محنتی کے لئے
خوراک ہو۔ جب تک پہلے سے کچھ خوراک
جمع نہ کی ہو تب تک آئندہ گزارہ کیونکر ہو
پس تحصیل دولت کے لئے محنت کا کچھ بھرتا
موجود ہونا چاہئے جو آئندہ محنت کے ایام
میں اوقات بسر کیے کام آئے۔ اس کو کائی
کو سرمایہ کہتے ہیں۔ سرمایہ محنتی کی سہی اہل
اور محنت کا ثمرہ ہے۔ اور وقت موجود
یا آئندہ کی تحصیل میں کام آتا ہے۔

محنت۔ جسمانی ہوگی یا فغسانی۔ اور
اوسکے مفہوم میں ہر قسم کی کوشش یا حرکت
شامل ہے جو کسی مطلب کے حاصل کرنے
میں عدا کی جائے۔ جس قدر قدرتی مادہ سے اشیاء
بنتی ہیں وہ خدا نے ہیہا کر دیا۔ لیکن جب تک
اوسکو محنت کے ذریعہ سے کارآمد نہ کیا جائے
بے سود ہے محنت کی تاثیر سے قدرتی اشیاء
افادہ کے قابل ہو جاتے ہیں۔ تحصیل دولت
میں محنت بڑا فائدہ دیتی ہے کیونکہ اوسکے ذریعہ
سے اشیاء مناسب مقامات پر پہنچائی
جاتی ہیں جہاں اوسکی خواہش ہو۔
حالانکہ محنت کے سوا کس طرح کی دولت
پیدا نہیں ہو سکتی لیکن یہ ضرور نہیں کہ محنت
کا ثمرہ ہمیشہ دولت ہی ہو۔ اکثر محنت
اس قبیل کی ہوتی ہے کہ اوس سے لوگوں کو

فائدہ بہت ہوتا ہے مگر دولت نہیں حاصل
ہوتی۔ اسلئے محنت کے دو قسم ہیں با ثمر
و بے ثمر۔
محنت با ثمر۔ یا بار آور اور بے اسطہ یا بلا اسطہ
اشیاء مادی میں وہ صفات پیدا کرتی
ہیں جنکی بدولت وہ افادہ کے قابل ہوں
کار و دیگر۔ کاشتکاروں اور بلا ہوں
وغیرہ کی محنت اسی قسم کی ہے۔ دویم
جو لوگ تجارت کا مال ایک جگہ سے
دوسری جگہ لیجاتے ہیں اوسکی محنت بھی
با ثمر اور بار آور ہے۔ اگرچہ معلم کی وہ محنت
جو اہل حرفہ کے تعلیم دینے میں خرچ ہوتی ہے
اشیاء مادی بلا واسطہ افادہ کے قابل
ہیہا نہیں ہو سکتی لیکن جس شخص کو
وہ تعلیم دیتا ہے اوسکے ذریعہ سے اشیاء
مادی میں صلاحیت افادہ پیدا ہوتی ہے
اسلئے بار آور ہے۔
محنت بے ثمر۔ یا غیر بار آور۔ بالکل محنت
با ثمر کے برخلاف ہے کیونکہ اشیاء مادی میں
صلاحیت افادہ اوسکے ذریعہ سے نہیں ہوتی
مثلاً اگر کوئی کہنی امرت سے سر تیار کرے
شریوں کی سڑک بنانی شروع کرے اور
اوپر اور ہی چھوڑ دے اور جاری نہ ہو تو جتنی
محنت کہ اوس نے صرف ہوگی بے ثمر یا غیر بار آور
ہوگی۔

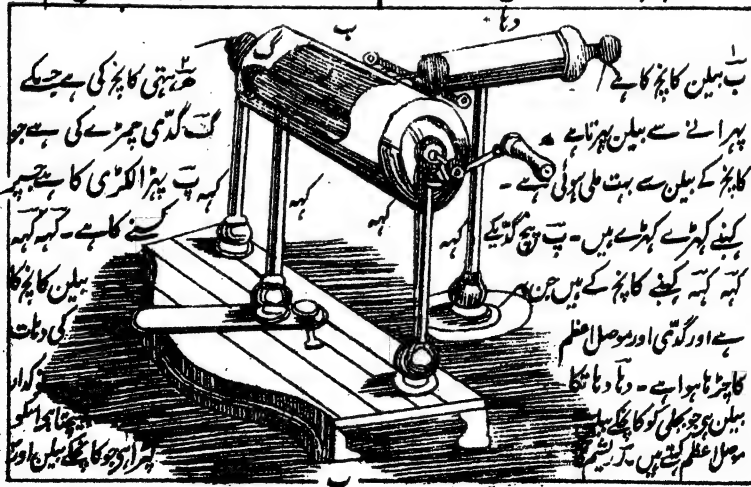
کیبٹری

ہوتی ہیں وہ رگڑ یا ظاہر کی ہوئی
بجلی کے اثر سے الگ الگ ہو جاتی ہیں
ایک قسم کی بجلی ایک طرف آتی ہے اور
دوسرے قسم کی بجلی دوسری طرف جاتی
اور ایک صاحب کا یہ قول ہے کہ بجلی ایک
جسم میں ایک صحنی قسم کے حالت نمود میں
ہوتی ہے جب اس جسم کو رگڑتے ہیں
یا کسی ظاہر کی ہوئی بجلی کے پاس لاتے ہیں
تو ایک طرف بجلی زیادہ اور ایک طرف کم
ظاہر ہوتی ہے۔ مقرر یعنی زیادہ بجلی کو
موجبہ یا کچھ بجلی اور قلیل یعنی تھوڑی
بجلی کو سالبہ یا لاکھ کی بجلی کہتے ہیں۔
پہچنے لگے ہوئے اجسام میں سے جو پہلے
جسم کو مابعد کے دوسرے جسم پر رگڑو گے
تو پہلا جسم رگڑ کی طرف کا بجلی اور دوسرے
طرف لاکھ کی بجلی۔ اور دوسرا جسم رگڑ کی طرف
لاکھ کی بجلی اور دوسری طرف کا بجلی ظاہر کریگا
(۱) مٹی کی بیٹھہ کے بال (۲) جھلا کا پتھر (۳)
اوٹکا کپڑا (۴) پیر (۵) لکڑی (۶) کاغذ
(۷) ریشم (۸) گٹا پیر (۹) بے جلا کا پتھر۔

اس آلہ کو شمالاً جنوباً رکھو اب اس
آلہ کے شمال کی طرف کا پتھر کی بجلی لاؤ
گو لیاں کہلایا دینگے پھر اس بجلی کو جنوب
کی طرف لاؤ گو لیاں ملجائیں گی اس سے
یہ بات ظاہر ہوگی کہ ایک قسم کی بجلی کے
اثر سے دوسرے قسم کی بجلی ہر ایک جسم پر پیدا
ہوتی ہے یعنی جسم کے مرکز ثقل سے
ایک قسم کی بجلی ایک طرف جاتی ہے اور
دوسرے قسم کی بجلی دوسری طرف اپنا
نشان دکھاتی ہے اس تجربہ میں۔
جب کا پتھر کی بجلی شمال کی طرف لاتے ہو
تو لاکھ کی بجلی جسکو کا پتھر کی بجلی کے ساتھ
کشش ہے بیلن کے مرکز ثقل سے شمال
کی طرف اور کا پتھر کی بجلی جنوب کی طرف
پیدا ہوتی ہے اور جنوب کی طرف کا پتھر
بجلی لاتے ہیں تو برعکس اس کے جنوب
کی طرف لاکھ کی اور شمال کی طرف کا پتھر
بجلی ظاہر ہوتی ہے۔ سبب اسکا ایک صاحب
نویسہ بیان کیا ہے کہ ہر ایک جسم میں جو
ملی ہوئی دو بجلیاں مختلف قسم کی مخفی

تجربہ۔ کا پچلی ایک تختی کو اودن پر رگڑ کر
مقیاس کے پاس اس وقت لاؤ جب اس کے
ورق کا پچی بجلی کی طاقت سے کیلے ہوئے
ہوں۔ جو رگڑا ہوا رخ پاس آئیگا تو ورق
زیادہ یعنی اور بھی کھل جائیگا اور جو دوسرے
طرف سے ملاؤ گے تو ورق مل جائیگا
اس سے یہ ظاہر ہے کہ کا پچ پر دونوں قسم کی
بجلیاں ظاہر ہوتی ہیں ایک طرف کا پچلی بجلی
دوسرے طرف لا کہہ کی بجلی۔ اسے بیٹری اور اجسام
وقعہ ۹۔ جو کہ کسی جسم کو مانتہ سے اودن
پر بار بار رگڑ کر بجلی کے پیدا کرنے میں ایک وقت
سے اسے عقلمندوں نے بجلی پیدا کرنے کی
کل بنائی ہے جس سے آسانی سے بجلی
پیدا ہوتی ہے اس کے بنانے کی یہ ترکیب ہے
کا پچ کا ایک بیلن لو اور اس کو کا پچ کے دو
کھنبوں پر چڑھاؤ اور اس کی ایک طرف

کا پچلی ہتھی لگا دیں پھر چھڑکی ایک گدی بنا کر
اوس میں اودن یا بال بھر وادرا و سپر ایک
ملغمہ دات جو رانگ ایک حصہ اور دوسرے
جست کو گھا کر اور اوس میں چھ حصہ پارہ ملا کر
بناتے ہیں چربی وغیرہ کے ذریعہ سے لگاؤ
اور اوس پر اور کا پچ کے بیلن پر کالے ریشم کا
پیرا ڈال دو پھر اس گدی کو ایک کا پچ کے بائیں
لگاؤ اور کا پچ کے بیلن سے اچھی طرح سے
ملا کر لکڑی کی پٹری پر چسپ وہ ہر محلے دونوں
کھنبے لگائے گئے ہیں پچ کے ذریعہ سے
جھاؤ اور تار کے وسیلے سے گدی کو زمین
ملاؤ اب جو کا پچلی ہتھی کو مانتہ سے پکڑ کر
گہماؤ گے تو کا پچ کا بیلن گدی سے رگڑ کر
بجلی پیدا کریگا اس بجلی کو کھینچنے کے لئے ایک مانتہ
نوکر اربیلن جو کا پچ کے کھنبے پر چڑھایا جاتا ہے پکڑ لے
بیلن کے پاس کہو اس پر زیکو موصل عظم کھینچ لیں



بیلن کا پچ کا ہے
پہلے سے بیلن پر تار ہے
کا پچ کے بیلن سے بہت ملی ہوئی ہے۔
کھنبے کھڑے کھڑے ہیں۔ پتہ چل گیا کہ
کہہ کہہ کھنبے کا پچ کے ہیں جن
ہے اور گدی اور موصل عظم
کا پچ نہا ہوا ہے۔ دیکھا گیا
بیلن پر جو بجلی کو کا پچ کے بیلن
موصل عظم ہے ہیں۔ دیکھا گیا

مختصر

ضروری کتب

ابو سنخ کے ناچیز نیچر نے یہ پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اگر کوئی صاحب بیرونیات میں سے کوئی چینی میں ارقسم پشیمہ و نامشی و انت وغیرہ وغیرہ یہاں کی ساخت سے ملگوانا چاہیں تو یہ کفایت پہنچی جاسکتی ہیں و نیز اشیائے ریلوی پارسل کا محصول بڑھانے کی اپنا چاہتا درجہ تکمیل نامعلوم۔

رد

ابو سنخ اپنے سوز و گم فرماؤں کے نام جنہوں نے زچہ سے افتخار کرتا ہے شکریہ کے ساتھ درج کرتا ہے تاکہ اور اصحاب بھی اس طرح اپنے الطاف کے بارے سے باز نہ رہیں۔ اور سب پر اپنی خوش معاشی کا بیکار عالیجناب معالی القاب ثواب جان میر خاں صاحب داس کے سپرد۔

جناب میاں شفا دین صاحب سدا گرام ستر صاحب منشی رحیم بخش صاحب سیکریٹری یونیورسٹی منشی علام محمد صاحب امرتسر خواجہ میر عبد اللہ صاحب حکاک جناب مرزا عصمت اللہ صاحبان پکرنی آباد غلام عزیز الرحمن صاحب طالب علم پرا ویدور

سوانح عمری اخبارات حصہ اول

ہفت تعلیم کے اردو۔ فارسی۔ عربی۔ اخبار انکی زندگی و تاریخ (۱۸۵۱) اخبارات و مطابع کا تفصیل کر کے کتب پختہ جاریہ المشہور۔ اختر الدولہ آنریری سیکریٹری و مالک اخبار اختر

مندرجہ ذیل کتب کا رفاہ نصرت المطابع دہلی سے باسانی و تیار ہو سکتی ہیں

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کتب مناظر مہمنہ حضرت امام تاریخ اودہ	۷	کتب مفیدہ	۷
نوید جاوید	۷	نصرت العلوم	۷
دولت فاروقی	۷	انشاء عربی مترجمہ	۷
میزان المیزان	۱۲	اردو۔ فارسی۔	۷
رقینۃ الوداد	۶	نصرت لغات	۷
استیصال	۵	نصرت الامثال	۷
معیار	۷	اردو۔ فارسی و انگریز	۷
عقیدۃ الضالین	۱۲	تعلیم بلا معلم	۷
لحن و اودوی	۳	الملقب بعلم السنہ	۷
انعام عام	۳		
الفيہم الفیام	۶		
مصلح الابرار	۴		
کلمۃ الحق	۳		
کلمۃ شاداب	۸		
تصحیح التناویل	۴		
ضیاء النورین	۴		
تحلیف الجلیل	۸		

کتب رو عفا بید نیچر
مترجم البیان پہلی سے
ایضاً چلے دو کم سے
قرا محمد جلی
مع لغات و آیات ہندو
و تو حضرت امام صاحب
اسیں ہر ایک کی نقلہ اجاڑ
صحیحین (۲) آیات کتب البانی
(۳) جو کچھ اسمیں جو فقط سلا
بلکہ تمام دنیا کی کمال عرب
میں تسلیم جاریہ میں ہر ایک
مالک نصرت المطابع دہلی

کتب تواضع

مرآۃ السلاطین ۷
مکملہ روستا ۷
قصیرہ ۷
تاریخ مالوہ ۷
الکثیر مبدوی نصرت علی

ابرسن کے معزز خریدار و نگو مزوہ

زبان کہاں جس سے شکریہ ادا ہو۔ اور طاقت کہاں جس سے اظہار مطلب کیا جا سکے۔ یکے ہمارے معزز ممبری ابرسن عالیجناب حضرت حسان الہند محمود اختر نواب حاجی محمد رضو العلیٰ صاحب نے ریس اعظم مراد آباد نے

ایک بڑا بہاری (۲۸) جلد ونکا ذخیرہ اپنے الطاف کریمانہ سے حق تصنیف عنایت کر دیا ہے اب سوائے ہمارے اور کوئی نہیں چھاپ سکتا۔ یہ ساری ساری کتابیں نعت میں ہیں اس سلسلہ کی پہلی کتاب حسن غلہ فصاحت۔ یعنی۔ لفظان شہرت چھپ رہی ہے جو صاحب خرید نا چاہیں فی جلد ۴ کے حساب سے خرید سکتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب ابرسن کے ہی خریدار ہوں اور ایک مٹ ۲۵ جلدیں خرید نا چاہیں گے تو محصول معاف ہوگا۔ اور اگر کوئی صاحب سود و سود یکٹ خریدیں گے اون سے خاص رعایت ہوگی۔ خاکشیر

ابرسن نہایت شکریہ کے ساتھ جناب کیم منشی محمد عبدالرحیم صاحب حنفی تخلص ظامی متوطن بہر صبح ضلع گجرات کی تاریخ ورج کرتا ہے

قری چمن غلہ دل جاں سے فدا ہے
وہ کہتا ہے کیا بارغ محمد کا کہلا ہے
ہر غنچہ شال دل عشاق کیلا ہے
وہ اسکا دل جاں سے مشتاق ہوا ہے
نایاب یہ نسخہ ہے گواہ اسکا خدا ہے
ہر نقطہ گلدستہ کی تار سے سی فیا ہے
جوں صل غلے چاند نی نے کہیت کیا ہے

سے ابرسن گلشن توصیف محمد
جو دیکھتا ہے اسکی تروتازہ ہساریں
جاری ہوا چشمہ فیض ابرسن کا
جس شخص نے اس ابرسن کی سنی تو
گلدستہ کہوں یا کہ ملائیک کا کہلو نا
روئے در مضمون ہیں توصیف نبی میں
ہر شہر میں ہے عارض پر نور کا پیر تو

یہ ہلم غیبی نے ندا دی مجھے ظامی
کہ۔ تو گلشن فیروں بجھا ہے

بندہ نواز

گویم مشکل و گرنگویم مشکل
شکر ہے کہ ابو سخن کا چوتھا نمبر آپ کے
مبارک ماتھوں پہنچنے کی عرت حاصل
کرنے لگا۔ عام خواہشوں کے مطابق
مضبوط ارادہ کر لیا گیا ہے کہ جہاں تک
مکن ہو قوم کی ضرورت کے مطابق کل
کار و بار بسر انجام دے جائیں اور اسکی
آمد سب اسکی ترقی میں لگے۔ اب صرف
بات اتنی عرض قابل ہے کہ اس کے سالانہ
چندہ سے۔

خاکسار شیخو کو ممنون فرمائیں
قاضی عبدالشکور بن قاضی عبداللطیف
(تاج کتب بلی ہمنہ می بازار کی دوکان)
بہری (۱۰۱) جیج علوم و فنون کی کتابیں انگریزی
عربی۔ فارسی۔ اردو۔ گجراتی۔ مرہٹی و اعلیٰ
فروخت کے موجود ہیں اور نہیں تو۔

زبدۃ الاسرار منتخب جیت الاسرار بن ناقب
جناب غوث الاعظم قیمت (۱۲) اور طرز جزوی
علم قرأت میں لغت (۸) ضرور ملگواؤ۔

جلیس فیض ساں

برکے شوق عرض محبتی جلوہ مشتاق نشتر
نقش ارژنگ خیالم محو ایں وراق ماند
دیکھتے کیا ہو یہ کوئی ایسی ویسی کتاب نہیں
عاشق صادق سید المرسلین نے اپنے
دلکے جوش کا فولو بجان التدریس انداز
بکچا ہے کہ بے اختیار ہی کہنا پڑتا ہے
کاغذ پر رکھ دیا ہو کلیجہ نکال کر
عالی جناب حسان الہند محمود اختر نواب حاجی
محمد رضوان علیخان صاحب بہادر رئیس اعظم مراد آباد
و معزز مربی البرص

کو نازک خیالی کا نتیجہ سو ڈیر سو جزو کا دیوان
طبع ہوئے لگا در حقیقت

ہر دم ازین باغ برے میرسد
تازہ تر از تازہ ترے میرسد
جو صاحب صہ سر دست ارسال کرینگے اونکو
۴ سے لیکے دس جزو تک ماہوار می بھیجی جائینگے
وہ لوگ جو بعد میں خریدار ہو گئے عہد ہے کم
ہر کتاب حاصل کر سکیں گے۔ حضور والا فرمائیے
الطاف کرنا کہ جو بھی کر دے جو چاہے تم نظر یا کتاب
مطابق شدہ اور تازہ سال مطبوعہ مطابق مشعل

طرحات

۱۵ جنوری ۱۹۰۷ء۔ روز عشر جب طوائف کا حساب
۱۵ فروری ۱۹۰۷ء۔ میری شمت کی دیکھا دی میری شمت
۱۵ مارچ ۱۹۰۷ء۔ پیرمیں ہونے والے صفے پیر درو

۱۵ جنوری ۱۹۰۷ء۔ آیا پناہ می میرے آگے تو لگ گیا
۱۵ فروری ۱۹۰۷ء۔ میری تقدیر میں لکھا تھا کہ سنہ ہونا
۱۵ مارچ ۱۹۰۷ء۔ حسن اترتا ہے خود دیکھ کہ صورت

کچھ لکھی نسبت !!!

دو دفعہ دراست کو باہم جو استراحت کریں
تو ہر کماں سے کہہ کر دماغ در دماغ کریں
خدا کے لطف سے اپنا صلب بوجھاری
بٹھا بہت خدا سے مگر علاج کریں

میں نے فائدہ اٹام کو دیکھ کر کہہ کے کہہ کر
امیر ترسیر کو لاہو سے جس میں عمو نامت علی ہوگا
مگر مدد چاہیے دو ایں جو ادن امراض کے مقابل میں
کسی میں جتنے دافعہ میں وہ کار آمد میں نہیں تاجیانی میں
انہی تشریف عام یا خاص میں اس عرض سے نہیں کرتا
کیونکہ میں خود ہی انکا بنائے والا ہوں در عوام انداز
ہنسی میں ازا میں گئے۔

یہ کہہ کے
مشکانت کہ خود ہو یہ نہ کہ خطا گوید

حب راحت۔ خون بہت عیض جس سے اگر کم
کلیف اوجھانی میں انکے استعمال سے بہت جلد خون بھر
ہوتا ہے۔ قیمت فی ذبیہ بھر
سفوف راحت۔ یہ سفوف اور اخون جیکو میں
روز کے استعمال سے ہند کر دیتا ہے خواہ کتنے ہی عرصہ
سے جاری ہو ایک ہفتہ کے لئے قیمت
لورا العین۔ یہ دو اہر ایک لہر اض چشم کے لئے عیض
چٹا کر سونیا جہ۔ غبار۔ ضعف لہر طب کوری
وغیرہ کے لئے حکم فائدہ مند سے قیمت فی تولہ جا
سفوف سوزاک۔ یہ دو اقدیم دھبہ سوزاک
کے لئے بہت سودمند ہے بار بار بھر ہو چکا ہے ایک ہفتہ
کے لئے قیمت جا

حب عقوی باہم۔ یہ گولیاں ۲۱ روز کے استعمال
کلی آرام ہو جاتا ہے کسی سیستی اور عدم رضی
کیوں ہو نہ کہ اسے تجربہ کیے قیمت
امساک حیرت نما۔ تمام مشرقیوں سے پاک
ملکہ طرہ بہر کہ عقوی اعصاب قیمت فی گولی (۱۲)
لیام محل۔ غبار سے کہ اس مرض کا ازالہ کوئی
اسان بات نہیں ہے مگر اگر اس دوا کے ہر روز
استعمال سے عمل قائم ہو جاتا ہے قیمت
سفوف انشک۔ اس سفوف کے استعمال سے

عارضہ انشک کیسا ہی کہہ کیوں ہو دوسرے کے علاج
بہت دن سے دور ہو جاتا ہے۔ قیمت
حب طحال۔ یہ گولیاں اس عارضہ کو مٹا دے
دور کرتی ہیں عارضت دویا تین ہفتہ تک دوا کا استعمال
کرنا پڑتا ہے قیمت فی ذبیہ (۱۲)

حب قمر۔ یہ گولیاں اسٹی قسم کے مختلف
عوارضات محل ہفتہ دور دیکھ کر وضع کعدہ وغیرہ
کو مفید ہیں ہر کمر میں انکار کرنا ضروریات سے
تو کیوں پرچہ ہر ملتا ہے قیمت فی ذبیہ بھر
مجموع مسبل۔ اکثر بار آزمائی میں سے فائدہ مند
اور مواد غلیظ کو نکالتی ہے اور پیشاب کو بھی جاری
کرتی ہے اور قبض کو اس پر کہہ کر کہہ کر قیمت بھر
مجموع حیات نمبر۔ قبض دائمی۔ درد مہ
دفعہ کو اس سے بڑھ کر اور کوئی دوا زود اثر ہوگی
قیمت فی ذبیہ بھر

مجموع حیات نمبر۔ دافع خفقان اور
بخشندہ جان۔ ضعف مہدہ اور عجز کو مفید۔ ریلج
غلیظ کو احتیاط سے تحلیل کرتی ہے قیمت فی ذبیہ بھر
مجموع فاو زمر۔ مغزی اعضا اور
ظاہر اور مخرج دل۔ آگہتا غذا کا پید کرنا اور
دور کرنا اسکا اذہ نام سے ملاحت اسکی حافظہ جسم
بلکہ طرح طرح کے عوارضات سے بچاتی ہے قیمت
مجموع عقیقہ۔ عوارضات غیبت پرانے
نے اور ناصور وغیرہ کو مفید۔ نا تہہ پاؤں جوڑنے
دروگو فائدہ کامل بخشی ہے۔ ذہنی اعضا متاثر کو

قوت دیتی ہے قیمت فی ذبیہ بھر
مجموع راحت۔ واسطے تب وقی اور دوسر
اور بار بار گرم کے نافع سے قیمت فی ذبیہ
منجن چہا نگیری۔ یہ منجن باتفاق چند
چہا نگیر بادشہ کے لئے تیار کیا گیا تھا اسکی شکل سے
وانت مقبوط اور مثل مرور یا کی جلا میں خوشبو دار
درو وغیرہ عوارضات اسان کو اول درجہ کا فائدہ
اور لکھو درد کا فورہ ہلتے دیکھو مقبوط کرنا اور خون
کھینچنے کو ہند کرنا اسکا کام سے قیمت فی تولہ بھر
زیادہ حالات فائدہ حاصل ہو سکتے ہیں
انکا نامہ راز عکس دیکھ کر علامہ محمد علی

اشہار

پہلا چھ لاکھ چھ ہجریں ہزار کو مہارنگ ہو
سخن ساز و کئی کثرت سے زبان کا کلام چھ
زبان گوہر افشاں سے ہزاروں صدقہ کی طرح یہ دفتر مصدق ہے

گلہائے رنگ رنگ سے ہے زینت چمن
اسے ذوق اس جہاں کو ہے زیبا خلعت

تا امیدوں کی امید غمزدہ کا غمزدہ حسرت زدہ کا جلیس حیران فیہ کا انیس - دست بکش تونکی
آرزو - مایوس کی تنہا - نیچرل نظم کا خزانہ - ملکی لٹریچر کا عطر چھو - قوم کا مرثیہ -
پہرہ و اشعار کا زیور ہیں

دلداد کان کمال نازنیت احمدی کے اشعار کی دلور تصویر بھی ہے - اور سحر حلال کے
ذریعہ سے عاشقانِ جمال حسن سرمدی کے دلی جوش کی ہانگنا تحریر بھی ہے

اسکو دیکھئے

کیا ایک ہاتھ میں دین اور ایک میں دنیا پکڑ کے خود کد پیٹنے والا ہے ؟

میں وہ مجنوں ملک ہوں جو ہر ایک موسم اور مزاج کے واسطے منید ہوں - یوں تو یہ صرف فقیرانہ
نام سے اشاعت پاسبان مگر میرے طور پر ایشیائی شاہکار کا بھی حصہ ہے اور مشقورات کے
لب و لہجہ میں بھی غزلیں ہیں - مردہ دلوں کے جلانے کے واسطے تو می لٹوت بھی ہیں
اور ہر وقت اور ہر مجلس کے مطابق
خط مجموعہ بھی

اگر

جنا بگوشت و سخن کا مذاق نہیں نہ سہی - آخر مندرجہ ذیل میں سے تو کوئی انگوٹی حشد بگی
خلیعت کے مطابق ہوگا

طبيب - یہ حصہ طب یونانی - بیدک - ڈاکٹری کے مختلف شعبے مختلف امر اس کے
معد و غیر ضروری امور کے ہر موسم کے متعلق ظاہر گرہا - اور ضرورت کے مطابق موشیوں کے علاج میں
مصلح - اس میں مشاہیر میں سے کسی ایک کی سوانح عمری - نیچرل کاسین - ایک - ایک
مضمون کے متعلق درجہ تعلیم یا قوت کے لئے اور لٹریچر یا قوت کے واسطے چند ضروری بات
خلاصہ - جس عنوان کے نتیجے بلکہ خیال اہل فلسفہ کے قلم جو اہر - رقم کے لکے ہوئے مضمون
فلسفہ عقلی اور فلسفہ الہیات وغیرہ ہو گئے -

ایک سسٹم - اس کی ضرورتیں جنہی قوم اور ملک کے لئے ہیں وہ کچھ اور کچھ ہے
جو یورپ میں ملے اور ملک کے لئے سیر کرتے پھر رہے ہیں - ہانغل خان بہادر جناب و جناب اور جناب
کار آمد لکچری اس کے واسطے مشرق و غربت تمام ہے - ان کے لئے ہے - طلباء کے لئے ہے - گورنمنٹ - امرا
و عنایت فراموش اعانت حاصل صاف - ان کا تاہد ان کا کار و کھلاں علم علی الدین پھر -

قدسیاں بر سر افلاک چنیں میگویند ابریں سان نخل از ابر سخن میگردود



مصطفیٰ امرتسر

AMRITSAR

مطبوعہ لامطبوع

ایک نظر پہلے اس طرف ہو جا

(۱) بھونہ غلاقہ و املن کا یہ رسالہ فقیر موسومہ یہ
ابھو سخن ہر انگریزی پیشینہ کی پہلی تاریخ کو اشاعت
پاکہ نور بخش افکارہ و ناظرین ہوئے۔

(۲) غریبات نعتیہ معروضہ کے پس انتخاب
کیا وہ شکرانہ درج ہوئے اور نعتیہ غزلوں کے
بعد شوقیہ غزلین درج ہوتی رہیں پہلی انتخاب
کا اختیار اچھیں شکر کو پہے کلام غیر طرح فی شعر
(۳) اجرت پر مبلوس ہو گا۔

(۴) قیمت عام سے دو روپہ چار آنہ اور اہل شہر سے
دو روپہ طلبا سے ایک روپہ بارہ آنہ گزشتہ
عالمیہ سے چار روپہ رو سا عالیشان سے
جو کہ بھجیاں استقامت نعت فضاہت ہو اسکی
مدد ہی نہیں ہونے کے لئے چار آنہ مقرر ہیں۔

(۵) یہ رسالہ اکثر بلاد خواست ہی اہل اسلام
کی خدمت میں روانہ ہوتا ہے غیر اقبال سے
اطلاع لازم ورنہ نام درج رجسٹر ہو گا مگر
اگر کوئی دل ہے جس میں قولا کی نعت حضرت
حبیب خدا نہ ہو۔

۱۱۱ جس تحریر کا جواب مطلوب ہو درج بلایں
سارہ پہنچ جائے یا آدہ آنہ مہاکٹ ورنہ
جو اب سے صاحب جواب۔

۱۱۲ اصل قیمت کے لئے منی آرڈر سے بہتر کوئی
ترتیب نہیں ورنہ تلف ہو جائے بڑھوتر ذمہ دار ہوتا
۱۱۳ غریبات معروضہ مطبوعہ علیحدہ علیحدہ کاغذ پر

۱۱۴ خوشخط کہہ کر ہر انگریزی پیشینہ کی ۱۵ تاریخ تک
بھینچا جائے۔

(۸) زر قیمت و ہر قسم کی تحریک حکیم شیخ غلام محمد علی الدین
پر ویر امیر مکتبہ ابرحق کے نام ہونا چاہئے۔

(۹) اشتہارات دو ایک مرتبہ کے واسطے فی سطر
زیادہ کے لئے بذریعہ تحریر فیصلہ ہو سکتا ہے
اجرت پیشگی لیجاوگی اور جیسے ہوئے اشتہار
۱۲ فیصلہ پر تقسیم ہو سکتے ہیں۔

(۱۰) جو شعرا معنون نظم و نثر باعتبار شاعر کے
محل تامل ہو گا یا جس میں طعن و تشنیع ہر گز
وہ درج نہ ہو گا۔

(۱۱) جو صاحب قلم غزل پسینہ امیر خود نظر ثانی
فرما کر یا کسی شادماہر کو دکھا کر بھیجا کرین کہ
گلدستہ کی وقت ہو غزل کی پیشانی پر نام
ولف و تخلص و نام اشتاد سکونت صاف
و خوشخط تحریر کریں۔ اگر کوئی صاحب یہ چاہے
کہ انکی قزل کی اصلاح ہمارے ذریعہ سے ہو تو وہ ہی
تعمیل ہو گی۔

التماس

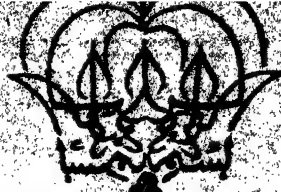
حضرت صاحبین آپ سے امید ہے کہ رسالہ
منظور فرما کر بار بار اجازت سے متبرک
مسودہ گزراہیں گے اور دو تین مہینہ بار اشتہار
مکتبہ ابرحق اپنے محبت گرامی کے کسی گوشہ میں
جگہ دیکر مفکروں اور بحال عدم منظوری پئے اطلاع
ایک پوسٹ کارڈ کا خون جائز فرمائیں۔
نقش حکیم شیخ غلام محمد علی الدین پر ویر امیر مکتبہ

اطلاع آئندہ نازک خیال ان معروضوں پر طبیعت ازما ہیں۔ بابت ماہ ذی قعدہ ۱۳۰۵ ہجری قمریہ تک کل اشتہار کا۔

یہ رسالہ ہر سال جاری ہو گا۔

جلد اول

شمار اول



آغاز کتاب امرت



احمد جناب احمد حنیف انصاحب مصنف آئینہ روزگار و فرزند
خانہ بہار و جناب ڈاکٹر محمد حنیف انصاحب نیری کی تجویض و پیش نظر

<p>تعالیٰ اللہ کیا جلوہ ہے اُس روئے منور کا نہ ہوتا غم نہ ہوتا غم کو زلفِ معنبر کا کس با محض لہ سینہ ہے سید ماہِ منور کا و کہا اسے جوشِ الفت شوق سے روضہِ منبر کا جو روزہ بہر بھی کہوں وصف میں روئے منبر کا غلط کہتے ہیں اسکو کہ شلاقِ نادان کیا تمہیں احمد کا یہ تو ہے یوں نمایاں روئے احمد میں وماغِ حلو و غیر میں یہ کیسی پوسانی ہے ہوئی حامل ہے حب سے جو لبت عشقِ نبی مجہ کو گردانی وہ منبر ہے مجھے عشقِ محمد میں</p>	<p>اک حیرت میں منہ مکتا ہے آئینہ سکندر کا سیہ جامہ تہ ہوتا مردمان دید کا تر کا اسے بھی عشق ہو گا خال رخسارِ ہمبیر کا بنادے پر مجھے جاروب بھی جبریل کے پر کا شعلہ مہر اور سے بنا لون تارِ مسطر کا عرقِ معراج میں ٹپکا ہے یہ اسبِ ہمبیر کا کہ جیسے فلسفہ میں مسئلہ ہے عرضِ دو جہر کا کہیں دہوون نہ ہو یہ آبِ کی زلفِ منبر کا نورِ فہوان سے لیا ٹپکا ہے منے ہر کوثر کا کہ کا سہ جی بنایا جو مومن فغفور کے اسد کا</p>
---	---

جسے اب عرف میں مشہور اسرافیل کو تے میں
 لشکتی خانہ کعبہ میں قند بلین نظر آئیں
 سوا ہے پاؤں میں چکر خبر لیجئے میری حضرت
 اگر جہم بانٹا تو واقفِ علم لدنی ہے
 بنا کیوں باغ میں ہر نخل انکشت شہادت ہر
 خدا جانے ٹھکانا پیر کمان ہو تیرہ سختی سے ۹
 صراطِ عشق ۱۰ احمد سے اگر پاؤں ذرا سر کا

بندہ کترین حکیم شیخ غلام محی الدین پیر و پرائیڈ پیٹر
 گلدستہ ابر سخن امرت

کوئی کیا لکھ سکیگا وصف اس روئے تنو کا
 مجھے اللہ اکبر عشق سے روئے سبب کا
 سوا تیرے شفاعت کے لئے کوئی نہیں کافی
 یہ بڑھ چڑھ کر رسولوں سے ہر تہہ سیر سرور کا
 ترا دنی سا یہ اعجاز ہے شقِ فقر والا -
 نہیں حکمت سے خالی دور اس چرخِ دور کا
 ابھی بس یہی تجھ سے دُعا ہے روزِ محشر میں
 کہ جس کے سامنے اندھا ہے مینہ سکندر کا
 اثرِ مجہ پر نہ کرنے پائیگا غورِ شید محشر کا
 بنایا تجھ کو خالق نے جو عدل اپنے منظر کا
 کہیں کیا بس شفیعِ عاصیان ہے روزِ محشر کا
 کوئی کیا لکھ سکے گا معجزہ میرے پیر کا
 طواف اسکو ہمیشہ ہے ترے روضہ تنو کا
 ترے بندہ کا جو ہے ناتھ اور دامن پیر کا

مجل اجاب حاجی سید مجمل حسین صاحب تخلص مجمل جلالپوری
 مقیم ممبئی تلمیذ حضرت ناظر شاہ جہانپوری

لکھا ہے وصف میں نے آئیے روئے تنو کا
 نہیں محتاج وہ ہرگز کسی شفاہ و تو نگر کا
 اذل سے سر میں ہے سودا میرے گیسوے سرور کا
 میرے اشعار میں سن ٹنکیر حضرت جو لکھتے ہیں
 کیا قربان جان تک واسطے نانا کی امت کے
 خدا کا خاص بندہ اور محمد کا وہ پیار ہے
 گمان مطلع یہ میرے کیوں ہو حورِ شید خاور کا
 جو ہے ادنیٰ گدایا سرورِ عالم ترے دیکھا
 نہیں ایک بال ہر ہے خوفِ مجہ کو روزِ محشر کا
 سبب یہ ہے کہ میں و اصف ہوں ابر و میکا
 بیان اوصاف کیا ہو حضرت شبیر و مشیر کا
 جو ہے شیدا البوکر و عمر عثمان و حیدر کا

خدا سے لنگا کر فروس میں یا قوت و گوہر کا
بڑا سواے خدا پاک اس چرخ سنگ کا
بنایا تجھ کو خالق نے ہے سعدی اپنے منظر کا
زمین پر سایہ کرتا کس طرح جسم منظر کا
سکندر کا نہ دار کا نہ تھا غفور قیصر کا
نیا ابر سخن گلدستہ نکل نعت سرور کا
تجمل شوق ہے تلو بہت نعت پیہر کا

سنا کر وصف دندانِ نبی کا روزِ محشر میں
مرینے لے نہیں چلتا جبے گردش دکھاتا ہے
نہیں پوشیدہ تجھ سے ہے ذرا رازِ خفی حق کا
سراپا نذر کے سانچے میں ڈھالا تھا مجھے حق نے
شرف حاصل تھے در کی گدائی میں ہر وہ جھکو
ہو شر وہ بلبانِ باغ احمد جیہا و اب
روانہ کیجئے ابر سخن میں ہی غزل اپنی

دیکھ

وہ عاشق اسکا یہ محبوب ہے خلاقِ اکبر کا
اکڑنا ہے گلستانِ میں عبث دیکھو منور کا
بہلا پر کس لئے ہو عاصیوں کو خوفِ محشر کا
چوڑا آیا عاصیوں کے دل سے دھڑکنا زور کا
کہ مشکل ہو گیا ہے اب مجھے چلنا قدم بہر کا
ہوا استاد ہوں سر یک بلاؤں کی سین نعل کا
رہانے نام باقی پر جہان میں کفر اور شر کا
نہیں ہو جبہ کہانا آسمان کا ہے یہ جگر کا
مقابل جسکے شرمندہ ہے آئینہ سکندر کا
نہ کیوں ہو فخر مجھ کو پہر بہلا میرے مقد کا
کردن سر کرکٹے ٹکڑے حوصلہ ہے یہ میر کا

تعالی اللہ ہے وہ مرتبہ میرے پیہر کا
کجا یہ اور کجا قامت تجمل میکہ سرور کا
شفیع المذنبین جب ہے لقب میرے پیہر کا
ہوا احسان یہ کیا دیکھئے میرے پیہر کا
ضعیف الیسا ہوں ہجر میں شاہِ دو عالم کے
ہوا ہوں جب سے شیدا آئی کی زلفِ سیہ کا میں
سجایا دین حق کا جبکہ لغارہ شدہ دین نے
طوافِ روضہ پر نور میں مصروف سے ہر دم
میرے مولا کی وہ نقش کف پا کی تجمل ہے
کیا ہوں طوفِ کعبہ اور مدینے ہی گیا ہوں میں
بلا و پہر جو اب کے ہے ارادہ شگ چو کہش پر

بہت سے مضطرب ہر خدا سے سرورِ عالم
تجمل کو دکھا دو اب تجمل روئے نور کا

۴

ثابت جناموہی حکیم خیر الدین تخلص ثابت امرتسر

الوکر و عمر عثمان ذوالنورین حیدر کا
نہیں ہے خوف کچھ دل میں ذرا ہی روزِ محشر کا

غلام دستِ بستہ ہوں جو سین ہر چادر سرور کا
نہیں ہے ٹکرو اندیشہ مجھے گردشِ سودور کا

ولے اسید بخشش ہے سہارا ہے سہیہ کا
شہنشاہوں سے ہے بہتر گدا اس غاہ کر کا
مقابلہ اسکے آسکتا نہیں خنجر سحر کا
نہ کر فکر و تردد کیہ اگر طالب ہے رہبر کا
مگر ذکر و تفلکے حق دیا وصف سہیہ کا
ہے جلتا آجک سینہ در و الماس و گوہر کا
بہار آئینگی اکدمین نہ کر غم باد صرصر کا

اگرچہ بار عصیان سے اٹھا سکتا نہیں گردن
اگر غرض کی خواہش ہے تنا خوان ہو محمد کا
بنا وہ بختین میں ہے جو کوئی صدق نبی سے
چلا جا راہ احمد پر یہ رستہ صاف و سید ہے
یہ دنیا اور مافیہا سمجھ لے لو کہ ہے ملعون
کہیں حضرت کے دوان کی چمک دیکھ جو بکے سے
عنان صبر اتھوں سے نہ دے ثابت قناعت

خورم میان عبد الرحیم صاحب خورم امرتسری ۵

میں ہوں شتاق دیدار شفیق روز محشر کا
تصور بانہ تباہوں دل میں جب اس رکاوٹ کا
کہ ہے خود پاک رب العالمین مدح سرور کا
نہ خواہش زر کی نے طالب ہوں میں بخت کند کا
نشان آدم کی پیشانی پہ تھا نور سہیہ کا
بناتا کس لئے ہے آپکو محتاج در و در کا
درشتوں نے کیا نعرہ بلند اللہ اکبر کا
تو کافی ہے ثبوت اسے مومنین وصف پیر کا
کہو پیر در ہے کیا خورم جہنم گرجی محشر کا

دل و جان سے تنا خوان ہوں میں ہر دم ہے پیر کا
نظر ظلمت کدہ میں نور آتا ہے مجھے اس دم
بہا شان نبی صلی علیہ وسلم سے بیان کب ہو
ہوئے اقبال یا در مصطفیٰ کمال گیا رہبر
چمکے ہر سجدہ پیش آدم سر ملاک نے
ولا سائل سدا رہو در فیض احمد پر
ہوئے نبی سرنگون یکدم ظہور ات احمد نے
پڑہیں گراپ لبہ مشکلم یوحی الی کو
امان پائے گئے مومن عرش کے سایہ میں سب کا

دلبر جناب بزم آرا بیک صاحب بزم دلشیں بکری ۶

میرا جنوب جب فتح رہے اللہ کے گھر کا
تہنیں صدقہ ابوبکر و عمر عثمان و حیدر کا

شفاعت کی نہ کیوں امید ہو میدان شہرین
رسول اللہ خدا سے بخشوانا اپنے دلبر کو

ملحق جناب شیخ محمد حسن صاحب سحر ہا پرسی خلف جناب منشی ۷

محمد مبارک علی صاحب تحصیلدار مکہ ہاسن
ضلع بکری

میں ہوں مزاج دل سے اس شہر لو لاک اکبر کا
کہ جسکے وز سے پہیکا ہے مونہ ہر نور کا

میری ہی التجا ہے آج اُس بحر سخاوت سے
زبان کو کب ہے طاقت وصف کی اُس شاہِ دلا کے
میرا کیوں نہ ہو سایہ سے عظیم حضرت والا -
مذہب ہے سنوڑ اور گدگد کو وہ عصمت ہے
خدا نے اکب کو ختمِ رسل و نبیا میں نسر مایا

عطا کوئی سبویا جام یا ساغر ہو کوثر کا
کلام پاک ہے شاہد ہے جسکی شان برتر کا
بنایا نور سے خاک خدا نے اُسکے پستیک کا
کہ شاہوں سے بھی بُرہ کہہ لگا جو ہے ترس کا
ہے شہرہ قاف سے قاف فیض ذاتِ اہلہ کا

پہن ہی فخر ہے اے شاعر اپنی نعت گوئی پر
یہ ہو کیوں آج رہا ہو کہ ہی رفوانِ سنوڑ کا

سرور جناب مفتی غلام سرور صاحب لاہوری شاکر دجناب لوی ۸
فرید الدین صاحب مرحوم فرید

جسے جلوہ ہو دلیر جلوہ گر لوبہ سبب کا
ہوئی تحریر جس دم سر نوشتِ عالم دُنیا
وہی زورِ غریبان ہے نصیب بے نصیبان ہے
یہ وہ در باد ہے کرتا ہے دارا جسکی در بانی
وہ عیسیٰ دم کرین کشتہ کو زندہ کو عجب کیا ہے
وہ منبعِ منہ عرفان وہ چشمہ چشمہ حیوان
الہی ہو جہانک خاندانِ اہلبیت آباد
اُشا دیوین رخ اوز سے گردہ نہربان پردہ

وہ روشنِ دل ہے اوج دین یہ سہ ماہ انور کا
قلم نے نام لکھا لوح پر اول سبب کا
وہی بس کس ہے بکس کا وہی بس پر ہی بے پر کا
غلامی مرتبہ ہے جسکی خدمت میں سکند کا
لگا دین ایک ہی دم میں وہ سرگزین بگے سر کا
وہ ابر رحمت رحمن وہ ساقی آب کوثر کا
پرے دہ گہر گہر بے گہر جو بد خواہ اس گہر کا
تو ہو پیر داغ سینہ رشک سے ماہِ سنوڑ کا

ہوا ہے موج گو اے سرور دنیا دین جبے
شناخا خون میں اُسکے سرور کے تہ سے سرور کا

شاکر جناب منشی شاکر محمد صاحب متخلص شاکر بنارسی مقیم ممبئی ۹
شاکر دجناب منشی محمد ناصر حسین صاحب تخلص ناصر شاکر ممبئی

لکھن مطلع میں گرین وصف اُس رو کو نور کا
غیم دوری نے تیرے اس طرح سے مجھ کو مارا ہے
ضیاء بہر ہی ہوتی چل ہے سامنے تیرے
بڑا مئی نعت احمد نے وہ دیکھو ابرو میری

فلک دے ہاتھ میں میرے درق چور شہرِ خاور کا
خبر لے جلداب سرور کہ ہوں مہمان دم بہر کا
ہوا ہوں جب سے خیدا میں ترے رو کو نور کا
کہ کہتے ہیں مجھے سب روح گو محبوبِ داود کا

کیا کرتے تھے درباری ملک ہر روز آ کر
نہیں دولت ملی ہے قیصر و فقیر کو ایسی
سچا لیکا تجھے محشر میں اسے شاکر عذابوں سے
عدوے مصطفیٰ پر شور محشر ہو گیا بر یا
ہوا خانہ خراب اسکا یقین ہے دونوں عالم میں
تعب میں سو موسیٰ و عیسیٰ نوح و آدم سب
نہ کون کر نشہ احدث کا و نا ہو تجھے شاکر

دیکھ

تعالیٰ اللہ وہ رتبہ ہے دربان پیہر کا
نظر و یامین آئینہ جمال پاک سرور کا
نبی و مرسلین اعلیٰ سے اعلیٰ سب ہو لیکن
فضا خلد برین کی بول جا بیگا تو سے رضوان
اگر مل جائے مجھ کو ایک قطرہ جاہ و مزہم کا
خراق احمد مرسل میں تہ میں کب تک یا رب
کلام اللہ اچھا کر اپنی آنکھوں سے لگا ہوں
نگاہ لطف ہو جائے کہیں مد نظر شایا
فرشتے قبر میں آتے ہی بجائے سودا ہی
کہیں آئے نظر ندان احمد کی جہلک والدہ
نیا و نگاہ میں جنت حشر میں کیا بات ہر شاکر

تھا خزان ہوں ازل سے میں حبیب رب اکبر

۱۰ شائق۔ جناب منشی شمس الدین صاحب مہتمم واکٹ شمس الدین
گور و اسپور شاکر و جناب شہزادہ عبدالغنی صاحب شہ گورگانی

گنہگار سی میں ازل شوق تھا ہر پیہر کا
درا سا دیکھ لے جلوہ اگر دے پیہر کا
کہوں تھوڑا سا میں گرو صف و ندان پیہر کا
فرستوں نے لیا مگر ہمارے دامن ترکا
تو آئینہ ہی کو سے نام لے لیکر سکند کا
بہا دون آج میں کاغذ یہ دریا آب گوہر کا

کہ جنت میں ہی بیٹا ہے ابھی تو جام کو ترک
 بہت آسان ہے قطرہ سے بچنا تو گو مر کا
 سچے اسے آئینہ کس نے سکھایا بیٹنا گھر کا
 تعالیٰ اللہ یہ کہولا صرف نے کل حال مصدک
 گمان ہے دیدہ بیدار پر ہی روزین در کا
 اڑ لگا ایک رخ کو نہ ہمارے دامن ترک
 مجھے چکھنا بنا کر دو کوئی جبریل کے پر کا
 تو رکھے سنگ زندہ نام عالم سنگ مر مر کا
 کہ آب تیرہ سے رتبہ بڑا آب مقطر کا
 جلا ہو جائے آئینہ ابھی طبع مکدر کا
 یتا ملتا نہیں کو سون عذاب حشر کے در کا
 کہ چشم غیر میں ایک تیرہ ہے تار اسکے بستر کا
 کہی محتاج نگہت کو نہیں دیکھا ہے رب کا
 کوئی دن اور ہرانا پڑ لگا روز محشر کا
 اگر آجائے ایک جو رکنا کہیں سے بادہ مر کا
 مر سے ہی واسطے گویا بنا ہے لفظ ششدر کا
 ہمیں کہہنا کہیں کچھ ہے عذاب حشر کے در کا
 نہیں شائق کو خوف مرگ لیکن یہ تہا ہے

کروں کیا جیتے جی زہر شراب ناب سے توبہ
 گنگا ری میں جلت ہے دلیل رحمت کامل
 دل صافی میں ہر دم شہید مقصد کا جلوہ ہے
 حصول مقصد تو خیر ہے ذات مبارک سے
 بڑھی ہے محویت اس درجہ دیدار محمد کی
 چکتا ہو گا اک رخ مہر احمد مرسل
 جنت ہی اوج پر ہے سوزش ہجر نبی ہدم
 ملے گریض پاک درگاہ معلے سے
 تملے ہیں گنہگاروں کے لفظ رحمت کے
 ملی جلے اگر خاک مینہ جوش حسرت سے
 شہ ہے رحمت اللعالمین کا نام جس دن سے
 عجب شوکت ہے بے سامان درگاہ معلی کی
 رسول پاک کو وصل عذاب وصل حاصل ہے
 اچھا بیگے فلک کو سر پہ جب آشفۃ الفت
 الہی بیہ تنہا ہے کہ جا پہنچوں مدینہ میں
 چڑھا پرتا ہوں شاہ شش جہت میں ہوئے چرا
 گناہ ہم نے کئے آخر کسی کے تو بہرہ پر

کہ وقت مرگ یارب نام جیتا ہو میر کا

شائق جبابو احمد اللہ صفا پوری شاگرد جناب میر کر امت اللہ ۱۱
 میر سلمہ القدر امیری

کوئی بڑھتا ہے شاہد وصف اس روئے منور کا
 گنہگار میں چشم لطف ہے ساتی کو شرف سے
 یہ کس کی آہ آتش باد ہے ہجر سمیر میں
 مسیحا کو عبث تہا ناز و مردہ جلانے کا
 سوانیزہ پہ سنتے آگیا خورشید محشر کا
 بجے کعبہ میں سجا وہ ہمارے دامن تر کا
 کہ اک جگنو لفظ آتا ہے شعلہ شمع حاد کا
 یہ تہا ناجیز سا اک معجزہ میرے پیبر کا

جناب آسا ہے سوز من سے بنے ایک دوسرا درد
خاک سے ابن مریم ہی چلے بیعت کو آئیں گے
تصدیق ہو رہا ہے مرغ دل پر اہل ایمان کا
وہ وہ آہ سوز ان سے خیال زلف حضرت
محبیب اللہ کی شایق شفاعت کا ہر وسالہ
بلا میرے کرے کہیں عذاب حشر کے در کا

شہید جناب میر حفیظ اللہ صاحب فرزند میر غیاث الدین صاحب ۱۲
جو دم و شاگرد جناب حضرت میر سلیم القدری امرتسری

۱۲ ادا از جسم جو عین قلم جبریل کے پر کا
یہ آئینہ ہے آئینہ سا تباخانہ نقشب سائے
دکھا دے اے تمنا ز دیارت تو سیغیر کو
سیا ہی نامہ اعمال کی پر کیوں نہ ڈھل جائے
میری کیا کیا نہ دل کی خواہشیں اور ترسین لکھن
نگاہ لطف سے شیدا کو جنت ہو کر گئے

صابر جناب غنشی ما و مہو پر شا و صاحب مخلص صابر لکھنؤ ۱۳
الحمد جو دیش تحصیل نگہ اس فضل کے

بنایا سنجہ کو خالق نے جو معدن اپنے منظر کا
ملا نکد مچ خوان کیونکر نہوں اُس شاہ عالی کے
خوشنوں نے کیا سمجھ اُسے حکم الہی سے
کروں تعریف کیا اُس روضہ و شاہ و عالم کی
ہو قرآن نازل حق میں تیرے اے شہ و الا
ابو بکر و عمر عثمان علی شاہ عادل سے

کے تعریف کیا صابر تیرے دو تو نوا سونکی
شجاعت سے شہادت لی نہ نا خوف خنجر کا

دیگر غزل عشقیہ

حسد ہے ماہ کے دل میں ترے رو منور کا
نقاب رخ اٹ کر جب تو بیٹھا اپنی محفل میں
ترے گل رنگ عارض پر سوا خط جو پیدا ہے
کرے تعریف کیا کوئی ترے اس سلک و مذاکی
خجالت سے لب زلفین کے درجہ گہٹ گیا و کا
خیال اس مست کو آیا جو نے نوشی کا محفل میں
ملکے کیا حال صابر اپنے مضمون پریشان کا
فلک کا سینہ شوق سے بال جلتا ہے کیو تر کا

ضمامن جناب حکیم محمد عبدالرحیم صاحب حنفی متخلص ضامن بیروچ ۱۴

تصور روز و شب رہتا ہے کلمہ کو کوسر در کا
پہنیں بے وجہ سے علی کا فعل جو محفل میں
رسول اللہ کا کونین میں ثانی نہ لکھے گا
جسے غل حمایت مصطفیٰ سے سے تعلق ہر
نہ کیوں ہو دل میں میرے عشق احمد کا شجرہ
مقرر شدت دیدار پیاسوں کو بلا وے کا
ہلا کیا مرتبہ اور شان و شوکت سو بیان تیری
ملایک آسمان سے فاختہ پڑے کو آ ونگے
اُن کو نکاح کے دن وصف میں پڑتا ہوا ضامن
یہ میر کا بہتر کا ہمیشہ کا ہمیشہ کا

عزیز جناب عزیز الرحمن صاحب طباطبائی عالم مدرسہ عربی ایچجرن سکول کابل بہاولپور ۱۵

خدا کا کلمہ سلگیا شان اس ماہ منور کا
خدا کا تھا ارادہ یہ کرے ظاہر خدا کی کو
کیا پر نور اسکے سے تمامی خلق کو پیدا
کیا تھا اُس نے دو ملک کے نہ اک متباب عالم کو
دینہ جی منور ہو گیا اس مہ کے آنے سے
پیا سے عجب کز فزون سے اُن کے روز محترم

نہ تکیہ سکون کی پر نہ علون پر بہرہ سا ہے
سیاہی کفر کی کافورتی دین محمد سے
بنی کی برج پر ہے کما اگر کچھ شوق ہے دین
عزیز عاجز بنے جان کرے تعریف اسکی کیا
کہ خود مداح سے رحمن اسکی ذات اطہر کا

فروغ جناب نشی خدا بخش صاحب ملتان ملازم بہاولپور ۱۶

رہے کیونکر خیال تشنگی روز محشر کا
نہیے قامت پہ اسے صاحب جہک ہے سر منور کا
کہا لو لاک حق میں تیرے اس عالی در بر نے
لکھا ہے نام حضرت کا میرے اس صفہ دلیر
ہے شکر خالق اکبر کہ اپنے دوست صادق کے
اگر ہوندگی اپنی جور و زحشر تک میں ہی
چلاؤ تیغ ابرو کو کہی بہر خدا سہیل
فضیلت آ کی ظاہر ہے حکم لفظ اسکی سے
پلٹ کر جلد سے کافر جو دیکھا اور پہ بیفون کو
ہے دیکھی جس نے یہ جنت وہ ہوا اسکی شکر
شہنشاہ دو عالم ہو حکمران جن و انس پر
فروغ خستہ جان کیونکہ لکھنیا تیری مدحت شکر
بنایا تجھ کو خالق نے تو معون اسے منظر کا

فصیح جناب مولوی عبدالرحیم صاحب ساکن چاندپور ضلع بجنور ۱۷

کیا پیدا جان میں سے پہلے نور احمد کا
ہزاروں نافہ تشک ختن دیکر میں لیلون کا
بلک جن و بشر جو پر ہی مراک سے دنیا میں
روان سے روز و شب شام و سحر لفظ قدرت سے
وہ مضمی نعت پاک احمد کے مقابل میں

نہ تھا مطلق نشان ہرگز کہیں اس جرح اخضر کا
لمے اک بال ہی گر آ کی زلف معشر کا
فزون رتبہ کیا اللہ نے اپنے سیمپلہ کا
نہیں ہے کشتی گردوں میں ہرگز کام لنگر کا
نہ کوئی مشتری اب ہے جہاں میں لعل و گوہر کا

ہزاروں معجزہ ظاہر ہوئے ذاتِ مقدس سے
 بے اختیار نعتِ مصطفیٰ سطرین جو میں کہوں
 حبیبِ حق کے جو دربار کا ادنیٰ گدا ہو گا
 بنایا تجھ کو خالق نے جو معدن اپنے منہ کا
 عجب کیا ہو رگ جان سے سوا ہزار سطر کا
 لہکا حشر میں منصب اسے شاہ سکندر کا
 فصیح تو بندہ محبوب حق ہے اور ثنا گر ہے
 مجھے کیا خوف ہے نار سفر اور روز محشر کا

قاسم جناب قاسم علی صاحب وکیل المتخلص بہ قاسم بناس ۱۸

بیان ہے مرتبہ لولاک سے شانِ پیہر کا
 ظہور نور باری ذاتِ تیرمی اسے محمد ہے
 زبانِ مخلوق کی کیوں وصف میں اس کے نہ عاجز
 ہوئے تھے وکبر کر غرض طور پر جس نذر کو مہر
 ہے کیونکہ نہ آئسوا میتِ عاصی کی آنکھوں سے
 بیت گہر آتا ہے دل مند میں رشوقِ بدینہ سے
 ملک میں نعت احمد سے ہے ذکر اللہ اکبر کا
 بنایا تجھ کو خالق نے جو معدن اپنے منہ کا
 کہ خود خلاق عالم ہو ثنا خوان جس پیہر کا
 ہے جسم پاک احمد نور اسی خلاق اکبر کا
 کہ اس امت کی خاطر خون بہا بشیر و خیر کا
 الہی اب دکھا رو غنہ شفیق روز محشر کا

کشتہ جناب سید افتخار عالم صاحب رضوی بدخشاہی ۱۹
 متوطن قصبہ بہوانی ضلع ہر دوئی ملک اودھ

نہیں ڈر کشتی اعمال کو طوفانِ محشر کا
 سربلہ یہ ہے احوال اپنے جسم لاغر کا
 عزیز و قاصد محبوب حق پر جان دیتا ہوں
 جو جا ہے سرخ روی بس کہے وہ پیروی تیری
 وہ امت بے خطر کو نہ ہونا رہنم سے
 خیال روئے نذر میں گریبانِ پاک دتا ہوں
 ہوئے سب سخی دید نوز خلاقِ جانِ حاصل
 رقم کرتا ہوں مضمونِ نعت و نذرانِ حمد کا
 بدل ہوتی نہ مگر منہ خالق کو تری حنا طر
 لبِ دہیا ہوں گریبانِ باد میں اُس بحرِ خوبی کے
 رگ جانِ حزنِ منت کشِ نعتا کیونکہ ہو
 بجائے بادبان ہے یا تہ میں دامنِ پیہر کا
 نشان کاغذ کی یاد دیر ہو جیسے تارِ سطر کا
 نہ شمشادِ بہنا نا کفنِ خجہ کو شجر کا
 سوا تیرے کوئی محرم نہیں اللہ کے گھر کا
 خدا خود طالب و مداح ہو جس کے پیہر کا
 شبِ غم میں تماشا ہے طلوعِ صبحِ محشر کا
 جمالِ عالم آرا جب کہ چمکا میرے پیہر کا
 زبانِ خامد سے جاری ہے چشہ آب کوثر کا
 کہی بریا نہ کرتا شامیانہ جس رخِ اخضر کا
 ہوا سے سا شامِ ایدل سمندر سے سمندر کا
 خیالِ نوکِ شرکان میں ہے عالمِ نوکِ نشتر کا

دکھا دے اسے مہ نرج رسالت پانہ سی صورت
مرض پیدا ہوا ہے حوصلہ دل کا رنج وقت سے
ہوئی ہے کون امت سور و رحمت زمانہ میں
مہوس چاہے عشق نبی کا سنگ پار سے
عزیز و جب خود آئنگے میدان محشر میں
چھری عشق محمد کی میری گردن پہ چلتی ہے
کفن ہو دامن رحمت زمین کعبہ مدفن ہو
تعجب کیا چڑھائیں ہار لاکر حورین تربت پر
اگر احیاء موتی اُن سے ہو تو کیا تعجب ہے
سراپا لڑتے پھر رز کیسا نوز یکت تھا
جو چٹکے اشک ہیں یا دلب و دزدان حضرت میں
فدا کے کشتہ جان و دل سے ہوں ہر رسالت پر

ستارا خوب چمکا کر چکل میرے مسد رکا

کمال جناب نشی کمال الدین صفی لاہوری شاگرد و جہانم کو مظفر الدین صاحب

اگر کوئی سب دنیا تری سرکار سے سرکار
میں ہوں مشتاق دیدار و قیام حوض کوثر کا
محمد سے کمال احوال ذات رب اکبر کا
مہذب و حشیون تک ہو گئے تعلیم قرآن سے
علا دمی آپ کے ہی فیض نے نعل بخشان کو
مری دیو انگلی پر اتو پریان ہی ہیں سودا ہی
کہان ریش سیمہ میں آپ کی چاہ زرخندان ہے
نہ ہو جائے باہر پادری محشر تو آنے سے

عجب کیا اے کمال اشعار نعتیہ جو لکھے ہیں

عدو کے نفل کرنے میں مجھے دین کام خیر کا

دیگر عقیقہ

تو مطلع صاف ہو جاوے وہیں خورشید خاں کا
سوائے طور سے رتبہ میری تربت کے تیر کا
بنا دو اک قلم سی ہمدون خٹکے سر پر کا
عجب ہے گہر بنا کیے سمندر میں سمندر کا
کراک بُت نے کیا روشن چراغ الہ کے گہر کا
رقیب اپنا ہوا معلوم سے نطفہ سینچ کا
فتح و تاجداروں نے کیا ہے ملک بزر کا
یہ شرمندہ گرے آکے روئے سنور کا
دیا تارِ نفس نے کامِ جرم کے کبوتر کا
کہ دیوانی عدالت ہے سینہ سے ستم کا
کہ میر فیض ہے حقارتِ نطفہ دینِ نطفہ کا

جو دیکھے پنجہ خورشید پنجہ سب سے دہر کا
مین بجو دہو رہا ہوں دیکھ جلوہ رکھ الون کا
بہت نازک سے مشہور کمر لکھنا جو کہتے ہو
مرے گرم اشک آنکھوں میں ہو آتش کے انگہ
جل اُٹھے داغ دل میرے عجب قدرتِ خدا کی ہے
ہرے وہ غیر کے کچھ مجھ سے میری گردش تھی
نہیں او سیر بر پر تری او ہرے ہو بستان
نظر پنجے کے کس واسطے خورشید تابان ہے
خردی آہ نے انکو میرے دل کے ٹہینے کی
خزان کے آگئے دن اسے جنون اب تجھ کو نصرت
شکست فاش ہوا نفس کو گرد دیکھ کمال انا

مسکین جناب مولوی غلام نبی صاحب فرستہ سنا نہ الہ بخش صاحب ۲۱
سوداگر آرزو میری محبت

خدا نے غیر کو پایا نہ جب اسکے برابر کا
دلا میں طالب دیدار ہوں اپنے مہر کا
شہادت کی عبادت کا سنا وٹ کا شور کا
تصور ہے نبی کے جب دوستارِ اختر کا
خدا ہر حال میں حامی ہے حضرت کے ثنا گر کا
مین خادم ہوں ابو بکر و عمر عثمان و حیدر کا
وسیلہ گزرتا آل و اصحابِ پیہر کا
ہوا جوشنا اس بجز رحمت کے شنوار کا
دل و جان سے نہ کیوں مشکور ہوں اس بندہ پرور کا
دل مفسطہ یہ مسکین مینو سائل ہے اس درد کا

چتر لولاک کا جنتِ بلا کر عرشِ اعظم پر
عبث آئینہ حور و پری مجھ کو دکھاتا ہے
یہ رتبہ غیر حضرتِ پیر کہو کس کو دیا حق نے
اتر جائے نہ کیوں کل سبزہ خلد برین دل سے
کبھی وہ سختی آگور و قیامت سے نہیں دوتا
کراٹا کا تبین مجھ کو مدینِ کچھ نہ پوچھیں گے
خطا کارانِ امت کی رہائی غیر ممکن تھی
اُسے گردِ پاؤں دیا اور پیل و دوزخ سے کیا دوس
ہزار دن نعمتیں جسکے سبب سب کس کو ملتی ہیں
لدا سے کر دیتے لاکھوں شہنشاہ جہان جس نے

<p>محسن جناب نشی خواجہ محسن علی صاحب از مو نگیر فرزند خواجہ احسان علی صاحب کا منور می تخلص با احسان</p>	<p>جو دیکھے جوش رونے میں ہمارے دیدہ تر کا فراق دیدہ میگون رولاتا ہے لبو ساقی اثر ہوتا نہیں ہے خاک بھی کچھ آہ کا اسین تیر فرقت سے میں الپ ہوا ہون کھل کے کا پیو نشان ملتا نہیں مجھ کو بھی محسن جسم لاغر کا</p>
<p>لغز جناب نشی کرشن شہاے صاحب بلکہ امی سیامہ نو تحصیل نگہاسن ضلع کہیری خلف نشی گنیت رائے صاحب تخلص خوش</p>	<p>قصو جب سے آیا دل میں میرے نعت سرور کا نشا خواں ہوں دلا میں اُس شہ محبوب و اور کا اُسی کی شان میں لولا کہ فرمایا ہے خالق نے نہیں کم معجزہ شق القمر کا چشم بنیا کو ہوا جب قرب حاصل قباب تو سین آکھو حق کا عرب رطب اللسان میری شکر لب شکر احمد میں شب سراج میں روح الامیں جسکی ہوئی مرکب لگا ہ لطف سے شاہ امم گر یک نظر دیکھیں</p>
<p>یہی نعت پیہر ہوگی اپنی حافظ و ناصر کرین کس واسطے ہم نغمہ کہہ کا روز محشر کا دیگر غزل عشقیہ</p>	<p>وہا ابھی جوش دیکھیں مگر ہمارے دیدہ تر کا ہنیں سبکین تنو کا حسن تھا محتاج زبور کا ترسی دستِ حنائی نے کیا دل خون نہ کس کا سہا اگر یان میں یان تک ہجر میں ایک بحرِ خوں کے پُرسین وہ پاؤں وہ زلفین چوین وہ بوسہ لب لین</p>

مزا چشم و لب و گیسو کے بوسون میں ہوا حاصل
 ہوا احوال ابر میرے مضمون پریشان سے
 خیال آتا ہے ہر دم تجھ کو تنہائی کی راتوں میں
 لمحہ میں ہی دبا جاتا ہوں اب تک بار منت سے
 تر پینے کی نہ رہ جلتے ترے دل میں ہوں ظلم
 فراق یا میں اے لغز کب گلشن خوش آتا ہے
 رگ نخل میں نظر آتا ہے عالم نوک نشتر کا

واصف جناب محمد رحیم بخش صاحب فرزند شیخ عمر بخش ۲۴
 صاحب مرحوم سوو اگر نشینہ امیر

بند ہائے پر تصور ماہ رخسار سپید کا
 صدی خزان کی زبان پرورد ہوا لبہ اک کا
 دل مضطر کی بے تابی نہ پوچھو تب احمدین
 جو خیالی پہ ہوا دیں کو کچھ ناز ہونے و
 ہر ایک نقطہ پہ عالم ہو یہ فیضیے موسیٰ کا
 اگر تجھ ناتوان کی خاک تربت تک یہ پہنچا دے
 بہاؤن اشک گر حضرت متھاری یاد و ذرا
 تو ہی موج نسیم شوق و کلا گلشن طیب
 کہوں کیا کوہ عصیان آپ کے دربار بخش نے
 دُعا رچنگانہ و اصف مخزون کی بس یہ ہے
 الہی میرالاشہ جو دینہ سو میسر کا

یکتا جناب حافظ غلام قادر صاحب شاعر و جناب میر سلمہ القدير ۲۵

جلانا قدسیو ہلدی فستلہ ماہ الوز کا
 مرا مدوح ہی مدوح ہے خلاق اکبر کا
 کہ ہے ہر عہد پر میرے گمان وحشی کبوتر کا
 بشہ سو جان سے بندہ بنا جو آئیکے گھر کا
 پڑ میں گے آج شب کو وصف ہم اپنے مہر کا
 تعلق ہے مجھے دُنیا میں ہی بہتر سے بہتر کا
 مجھے یہ سہو ہائے شوق و دیدار مہر کا
 کلید جنت الماویٰ سبجہ لولہ گئی آسکو

<p>سہمیتا خاکہء مصطفیٰ کل الجواہر ہوں میرے معشوق کے سارے رقیبوں میں جیسے خدا فی میں خدا ہی آپکا علاج ٹھہرا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون ختمہ دعویٰ کرتا ہے خیر الیہ تو وہ یکتا یگانہ جس روئے اور کا</p>	<p>چرایا ہے نیا مضمون یہ اللہ کے گہر کا کہو کیا اس سے ادنیٰ معجزہ ہوگا سبب کا عجب اللہ اکبر تہ ہے میرے سرور کا ختمہ دعویٰ کرتا ہے خیر الیہ تو وہ یکتا یگانہ جس روئے اور کا</p>
--	--

۲۶ جناب مولوی نور احمد صاحب امرتسری

<p>لکھنکو و مصدقہ دین خدا تیرے منظر کا نہ رکھو حشر پروقوف دیدار مبارک کو تمہارے پھر کے مددے نہ فہین نازان دل کبھی جو نفس آمارہ نے آکر سرکشی کی ہی غریبی جگر عصیان کب بھلا کشتی ہوا مت کی پیرا جو آپ کے در سے کہاں اسکا ٹھکانا ہے بونیہ جان ختمہ ہے مدد اسے غریب عیسیٰ</p>	<p>کردنکا غریبے بلجے گر کچھ آب کو ترک کا کبھی رویا ہی میں دیدار ہو روئے سطر کا خدا کے واسطے دل ہی دلا دوا یک بتر کا تو ہم نام محمد سے ہیں لیتے کام غنیمت کا سہارا کشتی امت کو جب تیرے ہو لنگر کا تو تھو آیکا پیرنا سے بس پیرنا مفتد کا لب جان بخش سے کدو کشتہ سگ سیر کا</p>
---	---

۲۷ صاحب امرتسری میر کر امت اللہ صاحب فرزند جناب میر اسد اللہ صاحب انگریز میجرٹ و رئیس اعظم امرتسری

<p>آئینہ دیدیم نہ کوتاہی تدبیر نبود پیرا نمود کہ دیدست چین شام وصال مہر انماست کہ براست نہ اندر خراج و صنم</p>	<p>آدمودیم ایمان کردش تقدیر نبود صبح امید چین پیش ازین قید نبود ورنہ این خیر اعم باعث یغیر نبود</p>
--	---

<p>ایہا القوم چه گوئیم ز حال مضطر مکن از سہرہ خوابیدہ بود بداری دیگر ان کسی نشین فلک غمزہ ملا</p>	<p>حیف عفا شد آن دولت اکبر شاہی خون گوئید یہ شد جو بر سیف اللہی</p>
<p>جو غم کا شہ جان سوزش دل درد و دگر مگر از بالاش آرام نہ برداری وای از یا یہ فنا دستی جو ہوید محمد</p>	<p>تف بہ جمعیت توفیق بہ پریشانی تو اُف کند غیر تبسم بہ سمانی تو</p>

یا وایام که گردون شش شان بودند	اثر اعات شبها روز چاه بودند
قیصر و سز تل و لغوی و غایو و خاتان	جبه برور گشت از عجز و کتا سودنا
گره گر ناخن تقدیر نمی گشتی ۱۰	اين اسلام بیکدم زدنش کبشو دند

کشتی قوم بگرداب بلا افتادند	آبر و خاک شد و خاک ببادش داده
-----------------------------	-------------------------------

باغ اسلام که دیدست خزان دید چنین	بر چش سر سواد بر ز غرب تا ما چنین
رو به باز می شده از نور زمین تا بر جرخ	خفیم ملک عرب دینه نموده نه چنین
وای برستی ما - فطنت ما - حالت ما	که بیکدم نه جهان ماند به عالم نه چنین

حیف در چشم زدن محبت یار آخر شد	روئے گل سیر بندیم بهار آخر شد
--------------------------------	-------------------------------

وقت آنست کون زبر بختی اے قوم	دل به محشر تکرده دهر نه بندی اے قوم
پیلوان بیلوگر دان سیرتش چو کباب	چند خوانیم به مجر چو پندی اے قوم
از اثر قی تو انگشت بزدان دگران	حیف نه غیریت چند پندی اقوم

سرکش از خاک که ستر که تو تقدیر نمود	خوشتنه از نقش تو در عالم تصویر نمود
-------------------------------------	-------------------------------------

ایا اقوم چه گویم ازین پیش افسوس	نشد و روبه اثر گشت جهان پیش افسوس
شکوه کج روی سپهر فلک است بدان	همجو بیگانه کند با تو کنون خویش افسوس
لنگ اسلام چه شد غیرت اسلام چه شد	نا خلف قوم نه ما بود چنین کیش افسوس

مملکت اینکه به اصلاح به پرداز نمود	روز تو گشت چو شب نیز شدت گردد روز
------------------------------------	-----------------------------------

ایا اقوم دیدن نخل مراد تو بشیر	گپ همین است که از خواب سهر داری
اين اسلام بیا بنده مان که گشته	راست است این است اگر حشبت به نه ندگر
بزم اخوان دعا بنم ازین قطره جال	چشم به دور شود حالت شان خود بهتر

سعی کرد به شود بخت جهان میگردد	آینده نواهی ز خدا میرمان میگردد
--------------------------------	---------------------------------

طیب

طہابت کے شریف ہونے اور اسکے ترقی پانیکا بیان

سبحان اللہ طہابت کا وہ علم ہے کہ جس کے شریف ہونے میں کسی کو کچھ کلام نہیں۔
 کیونکہ تاریخی حالات پر حسب ہم غور کرنے میں تو معلوم ہوتا ہے کہ مرزہ کے مقدس
 و سترگ آدمیوں نے مریدیوں کا معالج کیا ہے دیکھو کئی مذہب کے آدمی بالاتفاق
 یہ کہتے ہیں کہ خدا نے آدم علیہ السلام کو بہت سی دوائیوں کا قایمہ بتایا۔ اور تاریخ لکھا
 میں لکھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت لقمان کو یہ علم سکھایا اور حضرت
 سلیمان علیہ السلام کو حکیم مطلق نے چند دواؤں کے خواص بتائے اور علم طب کے
 اکثر مسائل ان سے ظاہر ہوئے فیتنا غور شد جو بڑا حکیم مشہور ہوا ہے وہ ان کے
 صحابہ کی خدمت میں رہ کر مستفیض ہوا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حال اظہر من الشمس
 ہے اور خدا کے کلام پاک سے بھی ظاہر ہے کہ وہ مریضوں کے علاج معالجہ کو اپنا فرض
 سمجھتے تھے۔ اپنی دنیاوی زندگی میں خدا یا بندہ جو کون بنایا۔ پورے گون کو گویا۔ دیوانہ
 کو دانہ۔ کوڑھیوں کو اچا کیا سارے جناب رسالت مآب محمد الرسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے تو رِیْقُلْ دَاوُدَ دَوَّاءُ فَاِذَا اَصْبَحَ دَوَّاءُ عَنِ الدَّاءِ
 بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰی کہ صرف یہی نہیں ظاہر کیا کہ امراض کی صحت دوا پر سمع
 ہے اور علاج معالجہ توکل کے خلاف نہیں ہے بلکہ (اعلمہ علما ان علمہا لا بدایہ
 و علمہا لا دیان) فرما کر بتلایا کہ علم بدن کی کیسی وقعت اور منزلت ہے
 ایسا ہی مذہب بنو دین برہاجی کو ویدک کا موجد تصور کیا جاتا ہے اور دھرم وید
 کا نام عزت سے لیا جاتا ہے۔ اس شریف علم کے معزز ہونے کا صرف یہی سبب
 نہیں ہے کہ دنیا میں اول درجہ کے پاک آدمی اس کے عالم ہوئے۔ نہیں۔ دلائل
 عقلی سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ بیشک یہ علم بہت ہی مفید و کارآمد ہے سوچئے سچا
 بسا کون شخص ہے کہ جو طہابت کا محتاج نہ ہو جب زمانہ کی چند بیویوں سے سرشخص
 کبھی نہ کہی جا رہا ہوتا ہے اور سب کو صحیح سالم رہنے کی خواہش قدرتی ہے تو غریب
 امیر جاہل عاقل سب کو اسکا علاج چند ہونا ضروری امر ہے۔

متصرفیوں کی طبابت کا بیان

ابھی تک یہ امر پایہ ثبوت کو نہیں پہنچا کہ اس علم شریف کا موجد اور بانی کون ہے لیکن ایسا مشہور ہے اور اکثر لوگوں کا اسی پر اتفاق ہے کہ سب سے پہلے ملک مصر کے باشندوں میں سے کاہن اور مشایخ وغیرہ نے کہ جو دیگر علوم سے بھی بہرہ ور تھے چند باتیں جمع کر کے طبابت کو ایک علم قرار دیا اور اپنی منفعت اور بزرگی دیا دہ سونے کے واسطے ایسے مفید مطلب کو عوام الناس میں مشہور کیا۔ یہ سب مشایخ لوگ دفعیہ امراض کے واسطے علاوہ ادویات کے بہتر منتر بھی کام میں لاتے تھے جیسا کہ آجکل بھی بعض بے سمجھ لوگوں میں اسی دستور کا نمونہ یعنی خیر منتر کا رواج پایا جاتا ہے۔ حکمائے مقرر و دہیل کے سبب ملک مصر کی زر خیزی تصور کر کے تمام جہڑوں کی اصل بانی کو شمار کرتے تھے اور سوجدات عالم کے حالات اور خواص دریافت کرنے میں اسقدر سعی تھے کہ جس میں جسمی ثبوت اور ترقی صحت تصور نہ ہو وہ شغل انکو پسند نہیں آتا تھا۔ باجا بجائے کو سفالہہ بلکہ ایک ایسا شغل سمجھتے تھے جس سے ذہن و فکر کمزور ہو ایک انگریزی مسمی ہیروڈ ولسن صاحب کا قول ہے کہ مصری حکیم ایک عضو کی بیماری میں پوری واقفیت پیدا کر کے انہیں بیماریوں کے علاج میں ہمت نہ صرف رہتے تھے بلکہ کوئی آنکھ کا علاج کرتا تھا کوئی دانت کا وغیرہ وغیرہ۔ آئندہ پرچہ میں ہدیوں کی طبابت کا حال لکھا جائیگا۔

فنا کا بیان

لازم ہے کہ قبل بیان امور طب کے جس میں صحت و مرض میں کلام ہے اس کے پیشینہ فنا کا حال لکھوں کیونکہ بشر کو ہر لحظہ و دامن کا یاد رکھنا ضروری ہے ایک اپنے وجود کی یا دوسرے موت کا خیال اس سے سب عقدے ظاہر ہو جاتے ہیں۔ طب اور جیدون کے بیان دو قسم کی موت ہے ایک حلقہ حیکو بیدار پہنچ دو مری کبھرم جبکو بیدار ہو سکتے ہیں حلقہ یا بچ تو وہ ہے کہ جو بوجہ نقصان عقل سے نہ ہو جیسا کہ آگ میں جل کر یا پانی میں ڈوب کر یا بے احتیاطی علاج کے باعث واقع ہو گا و شکی بون ہی برسی ہو جیسا کہ سے کل افراس ہوں یا کو قاتلہا لمیون نے اسکو فہم ناقص قرار دیا ہے کیونکہ سبالت جوانی جو اسکا وقت سحر نہیں ہے واقع ہوئے جیسا کہ جملہ غ میں تین

بہرہ دیا گیا تاکہ صبح تک کافی ہو اگر دو چار گھنٹہ میں کسی حادثہ سے وہ کھل ہو گیا تو یہ معلق ہے دوسری مثال یہ ہے کہ گڑھی کوک دمی گئی تاکہ ہم گھنٹے تک برابر چل جاوے اب کسی اسکے پرزے سے رنگٹ یا بال کمانی کے چوٹنے سے جو اسٹاپ ہو تو یہ معلق ہے اگر روئے وقت اور تعداد پر جا کر ساکت ہو تو یہ نمبرم سے ڈاکٹر انگریزی ہی اس پر متفق ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ انسان میں خون بحباب متوسط اس زمانہ کے ساڑھے بارہ سینٹی میٹر ہے جب وہ براہ تنفیس خرچ ہو جاوے تو فنا حاصل ہوتی ہے۔

نفاذ یہ بعض یہ کہہ میں گے کہ کھانا اور پید وڈاکٹرون نے کوئی ایسی تدبیر نہیں نکالی کہ جس سے قیام اس خون کا رہے کہ دفع نہ ہو قیام تو محال ہے جیسا کہ اللہ صاحب نے فرمایا ہے **کُلْ نَفْسٌ ذَا لِقَةٍ الْمَوْتِ** مان عین دم کرنا یا اور جو مانع پرواز کی دم ہیں جیسے وڈو وڈ کثرت جماع زیادہ سونا گرم فنا کھانا وغیرہ ان سے پرہیز رکھے کہ جس سے سانس بہت خارج نہ ہو تنفس میں جو ہوا خارج ہوتی ہے جسکو دم کہتے ہیں اور غزالی میں دم خون کو کہتے ہیں تو گویا خون ہے کہ جاتا ہے جو غنیمت تھا بقول **عسدى رحمة الله عليه** ہر نفس کہ فرد میر و دم حیات است + و چون بیستہ آمد سفر ذات۔

سوال علم طب کس کو کہتے ہیں۔

جواب جانتا ان قاعدہ دن کا کہ جس سے صحت و مرض جسم انسان اور حیوان میں تفریق ہو۔ اسکی دو قسم ہیں ایک نظری جسکو ویدک مین یورب روپ اور ڈاکٹری مین فریا لو جیکل سائنس کہتے ہیں دوسرے عملی جسکو ویدک مین سنسٹرا چارنی اور ڈاکٹری مین پراکٹیکل سرجری کہتے ہیں۔ نظری وہ ہے کہ جسکو عمل سے تعلق نہ ہو اسکی چار قسم ہیں۔ ۱۔ طبیعی تشریح احیاء اسباب علل امراض اور طبیعی ہیات ہیں ۲۔ ارکان مزاج۔ اخلاط۔ اعضا۔ مدوح۔ قوی۔ افعال۔

سوال ارکان کسکو کہتے ہیں۔

جواب اللہ جل شانہ نے تمام کائنات کو چند معرود سے مرکب کیا ہے ان افراد کو مختصراً ارکان کہتے ہیں طبیوں کے بیان چار مختصر ہیں خاک۔ بادآب۔ آتش۔ سیمیا

شیخ کا قول ہے اَمَّا لَا رُكَانَ فِيهِ اَجْسَامٌ بَسِيطَةٌ وَهِيَ اَرْبَعَةُ النَّبْذِ وَهِيَ حَسْرَةٌ يَابِسَةٌ وَالْهُوَ اَعْوَجُّ وَهِيَ حَائِكَةٌ رَطْبٌ وَالْمَاءُ وَهُوَ اَبَدٌ رَطْبٌ وَالْاَكْلُ رَمْلٌ وَهِيَ بَارِدَةٌ يَابِسَةٌ سَرَكُنْ يَا عَصْرُ بَسِيطٌ اُسْكُو كُنْتَ
 ہیں کہ جز نہ رکھتا ہو یعنی بیج کسی جز کے اُسکے اجزاء سے امتیاز اور اختلاف نہ ہو۔ ابو
 مراد بن سہروردی نے سبحان اللہ دو دو کیفیت ہیں جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ آتش عا
 یابکس۔ ہوا عا رطوبت ہے پانی بار در رطوبت ہے۔ خاک بار در یابس ہے۔ باقی نیز
 بقول سیدون کے حال عنصریات کا لکھا جائیگا۔ یہاں ہم کس قدر بیان روح کا کرتے
 ہیں۔

سوال روح کس کو کہتے ہیں۔

جواب روح ایک شے لطیف ہے سبحان اللہ واسطے انتظام جسم کے جبکہ
 صفت میں یہ آیا ہے مَوْرَهُ نَازِلٌ هُوَ - قُلُ الرُّوْحُ مِنْ اَفْرِ مَحْرَجِي وَمَا
 اَوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۔ بقول علم طب روح کی پیدائش خون سے
 ہے جو قلب کے بائیں جانب کہتا ہے پھر رطوبت کو روح اور بخار غلیظ کو روح کہتے
 ہیں۔ قلب کہ سیدار حیات اور مسکن روح حیوانی قلب سے عرق جندہ میں جو کہ
 خون کے ہمراہ تمام جسم میں منتشر ہوتی اور پھر دماغ میں جا کر روح نفسانی کہلاتی
 اور اعضا میں قوت حسی و حرکت کی اور اور اک حواس خمسہ ظاہری و باطنی سے تعلق
 اور مگر میں جا کر روح لطیفی کہلاتی کہ منتظم غذا بیت حسی و نمود وغیرہ کی (جیسا کہ خواجہ
 کے ساتھ نقشہ ترتیب ہو گا) ہوتی ہے ان اور روح غلاتہ کو غلاصہ جس میں نہ یاد وہ حصہ
 روح حیوانی کا ہے بقول حکماء وہ روح ہے جسکی اوپر صفت ہوئی اُسکو نفس نامطہ
 یا مدبر بدن بھی کہتے ہیں منتظم اسکا قلب اور ہی بادشاہ جسم کی ہے حالی اس کا
 سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔

بیدار اہل نمود کی فرمیں کتابوں سے معلوم ہوا کہ قادر کی قدرت کا نام مایہ ہے
 اس ارادہ کو ذہنی یا شگفتی کہتے ہیں اور دینا اسکا اشادہ اسی تین سے ہے جسے
 برہم یا آتما کہتے ہیں میں مایہ یعنی قدرت اناطہ اور اک سے باہر ہے جیسا کہ اوپر بیان
 ہوا۔ وَمَا اَوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا اُسکے بیدار کی حقیقت و یاقوت

بے سود ہے بلکہ ہی کہنا خوب ہے عذہ کند چون سبحان رسیدہ پر کواستے ہاں
کے بعضے ایسا کہتے ہیں کہ جب کائنات کو اس قادر مطلق نے بنانا چاہا تو مایہ سے بہتا
لبن مہیش بنائے چنانچہ برہما بانی کائنات اور فعل اسکا جو گن اور مالک ہوا کا
ہے اور لشن پرورش دہندہ خلق فعل اسکا سو گن مالک آب کا ہے۔ تمیرا
مہیش جو فنا اور غناب کا بانی جبکہ فعل تو گن اس سے برگ متعلق ہے پس
ہر شے میں اثر ہوا اور فعل کائنات میں انسان ہی ایک بڑی مخلوق ہے جس میں سب
شے موجود اسکو برہما نہ کہتے ہیں مایہ کا اس سریر کے ساتھ ملنے سے بران
یا آتما نام ہوا جسکے پر وہی مانت میں آتما ہیں پر م آتما جو آتما ہو
سریر کی پرورش میں سے ہے جیسا کہ ان سے بران بران سے بر کرت اور بر کرت
سے بگوان ڈاکٹر لائن میں روح کو اسپرٹ اور انگریزی میں سول کہتے ہیں حال
اسکا خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اسکے ماتحت وہی میں روح ہیں انیل اسپرٹ
یا روح حیوانی۔ دایٹل اسپرٹ یا روح انسانی۔ پنچول اسپرٹ یا روح طبعی
یہ سب رو میں خون کے ساتھ ہیں روح کا ڈاکٹری میں کوئی خاص بیان نہیں
اور جو زمین قسم کے نام بیان ہوئے یہ مصنوعی ہیں بعض ڈاکٹر صرف خون
کو روح جانتے ہیں اور بعض ایک گلیٹی جو میٹری نامے کو جو زیریں سطح دماغ
سیلائر سکائے تحت بر واقع ہے اسی باعث حیات کا جانتے ہیں اور بعض
خون اور روح کو ایک و مرکب گردانتے ہیں۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْقَوَابِ۔

آنکہ میں سے لوہا گلا کر لٹکانے والی دوا

جناب ڈاکٹر تین شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک لوہار کے پردہ قریب میں لا
کی باریک یہاں کہ جھٹ گئی ہر چند کوشش کی گئی لیکن یہ یہاں نہ نکلی عرق مدیم
نہ تیار کر کے آنکہ میں ڈالا گیا جس سے یہاں کہ ذکر تھیں ہو کر نکل گئی اور آنکہ کی نظر
سالم کی سالم ہی۔ آیدین ۵۔ آیدو ڈوٹا ۵۔ عرق صاب ۹۔

یہ دوا عرقہ دباؤ کے لئے اکثر کا حکم رکھتی ہے

نہ جو پ۔ پوست پیچ مادہ ۲۔ قلع سیاہ ۳۔ قلع۔ ہلک ۴۔ درخیم ۵۔ یون کاغذی
۶۔ پیتا ۷۔ تار جیل دیائی ۸۔ قلع۔ صبرند ۹۔ قلع۔ سرکی ۱۰۔ قلع۔ صبرند

نفس
عقل
روح
نفس
روح
روح
روح
روح

دین اگر مندل ہونے لگے تو نائٹریٹ آف سلور سے ہر تقریب کرین تاکہ تمام مادہ فاسد
بر جاوے ہر جو گوشت آئیکا میچ و تندہ ست آئیکا اور برص دفع ہو جائیگا۔ واقع
ہے کہ یہ نسخہ برص خفیف کے لئے ہے۔ جبکہ بہت اور مادہ فاسد بہت ہو سکے
جز اندرونی علاج کے نفع ہونا مشکل ہے۔

نسخہ بچکارسی برائے سوڑا ک کٹہ۔ بچکارسی چہ ماشہ۔ کٹہ سفید، ماشہ۔
مردہ سنگ، ماشہ۔ رسوت، ماشہ نیلہ تھوٹا ہر تری زبان سنگ اعد و تھر کب
علاوہ زبان سنگ کے ٹل اڈویہ کو خوب بار یک پیکر علیحدہ رکھیں زان بعد سقوط
مذکورہ میں آمیز کرین اور دہی کے پانی میں ملا کر بچکارسی دین انشا اللہ تین چار روز
میں صحت کلی ہو جائیگی قرصہ ویرتہ کیسا ہی ہوا چا ہوا جائیگا۔

اندرونی بواسیر میں کار بالک ایڈ کا استعمال جناب ڈاکٹر سمیتہ
صاحب کے علاج کا طریقہ ایک حصہ کار بالک ایڈ کو مین یا مین حصہ عاف پانی
میں حل کر کے بواسیر کے تکرہ میں بند رہ بچکارسی زیر جلد بار یک سوئی کے وسیلہ سے
داخل کرتے ہیں جب تک کہ مذکورہ ابرا ہوا نظر آتا ہے پس کر دیتے ہیں۔ ایک دن
میں ایک یا دو تکرہ پر عمل کیا جاتا ہے خفیف سا درد ہوتا ہے لیکن مرض اٹنے کا
دبا۔ میں مشغول رہتا ہے عرصہ دس روز میں یہ تکرہ گھر آتا ہے یا بالکل منفقہ و
ہو جاتے ہیں اگر آدھے رہ جاوین تو عمل مذکور دہرایا جاتا ہے۔ بچکارسی کرتے وقت
یہ احتیاط کیجاتی ہے کہ سوئی بواسیر کی جڑ میں نہ داخل کیجاوے (باقی آئندہ)

علم حساب مبتدیوں کے لئے

علم حساب وہ ہے جس میں دین کے معاملات ہوں اور جس کے ذریعہ سے انسان
اپنا حلال کتاب سمجھ سکے اور اپنا نقصان جان لے۔ غرض کہ علم حساب وہ علم
ہے جس میں گنتی اور شمار ہوا اس لئے ہر ایک انسان کو علم حساب سیکھنا ضرور ہے۔
علم حساب کی ابتدا علم حلی کی ابتدا کا ہی ہے۔ کیونکہ گنتی میں جو چیز آئینیگی
ہو سکے اس کا ہی ایک حصہ ہی شروع کرینگے۔

علم حساب میں کن کن چیزوں سے کام چڑتا ہے۔ ہندسون اعداد۔ گنتی۔ رقوم۔ علامات۔ گنتی کے بڑانے۔ برابر کرنے۔ بانٹنے۔ اکٹھا کرنے سے کام چڑتا ہے۔

اعداد۔ اعداد کی ابتدا بھی اکائی ہے۔ اس لئے ہم اول اکائی کی تعریف بیان کرنے پر اکائی وہ ہے جو گنتی یا شمار کے شروع میں سب سے پہلے ہوتی ہے اور جس سے گنتی شروع ہوتی ہے۔ یعنی اکائی سے یہ مطلب ہے کہ فقط ایک چیز بغیر کسی اور شرکت کے ہے یعنی اس سے وہ صرف خود ہی مفہوم ہو یہ نہ سمجھا جائے کہ اسے اجزائے میں پس جس چیز میں یہ صفات ہو گی اسے اکائی بولیں گے۔

اعداد۔ عدد سے کسی شے کا اندازہ معلوم ہوتا ہے یعنی عدد وہ ہے جس سے یہ مفہوم ہو کہ یہ چیزیں اتنی ہیں گویا معدود کا اندازہ اور مقدار بتانے والے کو عدد کہتے ہیں جسے ایک کرسی دو میزین۔ تین قلوآن۔ وغیرہ تو اس سے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ایک کرسی عدد کرسی کی مقدار سے ہمیں اطلاع دیتا ہے کہ اتنی کرسیاں ہیں علیٰ ہذا القیاس دو اور تین کا عدد میزوں اور قلوآن کی تعداد بتاتا ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ میزین اور قلوآن ایک سے زیادہ ہیں۔ اب اعداد دو طرح کے ہوتے ہیں۔ اعداد مجرد و مقدر اور اعداد مجرد وہ ہیں جن کے ساتھ کوئی قید نہ ہو یا جن کے بعد کسی قسم کی چیز ذکر نہ کی گئی ہو یعنی جن کے ساتھ محدود نہ ہو۔ جیسے پانچ سات۔

اعداد مقدر وہ ہیں جن کے آگے کوئی چیز بھی بیان کی جائے یعنی جن اعداد کے بعد کوئی معدود بھی ہو جیسے دو یا تو۔ چہ کاغذ۔ (باقی آئندہ)

سوالات اور الجے متناسبہ

سوال۔ ایک گاڑی کے پہیے کا محیط ۴ گز ہے وہ گاڑی ایک جگہ سے دوسری جگہ گئی اور اسی پہیے کی گوثیمین (۴۰۵۲۰) ہو گئیں تو بتاؤ کہ ان مکالموں میں کتنا فاصلہ تھا۔

جواب۔ یوں لکھنا چاہئے کہ ایک گردش میں ۴ گز تو (۴۰۵۲۰) گردشوں میں کتنے گز ہوں گے۔

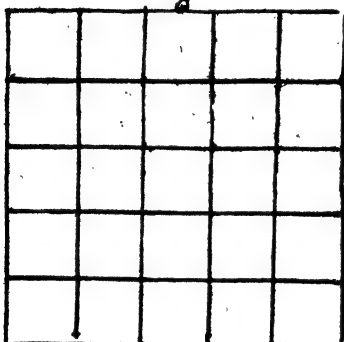
جواب (۱۲۱۵۶۰) گز ہوں گے۔

سوال۔ ایک شیر کی جھٹ گز کی اور ہرن کی ۵ گز کی بود جتنی دیر میں شیر یہ جھٹ

کہتا ہے اتنی دیر میں ہرن مہ جت کرتا ہے ہرن شیرے ۵ گز آگے ہے بتلاؤ کہ
اسکو کتنی جت میں پکڑ لگا۔

جواب۔ شیر کی ۳ جت برابر آگے کے ہے اور ہرن کی ۴ جت برابر ۲۰ گز کے سطح
ہو کہ ایک گز کا فرق شیر کی ۴ جت میں ۵ گز کا فرق کتنے میں اسلئے۔
جواب ۴۴ جت ہوا۔

ثبوت از علم مساحت اول مساحت چار ضلع کی شکلوں اور کثیر الاضلاع
کی واضح ہو۔ کہ سطح پنجہ مربع یا فیث مربع یا گز مربع سے پیمائش ہوتی ہے مجرورہ



کسی ایک ضلع اس کے کی مثلاً ایک مربع ہے
جس کا ہر ضلع ۵ گز کا ہے تو ۴۴ مساحت

مربع ہوگی۔ اس صورت پر۔ یعنی اسیں

۴۴۔ ایسے مربع جس کا طول و عرض ایک

ایک گز کا ہو مکملین گے۔ اور مساحت

مستطیل کے لئے ایک ضلع کو اس کے

طول کو عرض میں ضرب دینا جائے مثلاً

ایک مستطیل ہے جس کا ایک ضلع ۷ فیٹ کا ہے اور دوسرا ۵ فیٹ کا تو اس

کی مساحت = ۷ × ۵ = ۳۵ (۳۵) اس صورت پر کہ مساحت ۳۵

(باقی آئندہ)

شیخ سعدی کی سوانح عمری

ولادت ۷۷۴ھ - عمر ۱۲۶ سال وفات ۸۹۹ھ

تصوف کا امام۔ اپنی طرز کا موجد۔ غزل کا استاد۔ جذبات کا دریا۔ خیالات کا حیرت
آگ کا پہ کالہ۔ بشیر سخن۔ مشہور نظم و نثر کے میدان کا بہادر بلاغت اور فصاحت
کے پورے دم خرم کا سیلوان سلیس انشا پر دازی کا اعلیٰ درجہ کا فنی محاورات کی
شگلی اور بول چال نئے مینا قہ بن کلمے بغیر فاضل۔ مدد سہ نظامیہ کے تعلیم و تعلم کا
غز۔ ابوبکر بن سعد دہلوی کی سلطنت کی یادگار کا باعث۔ ہر مجلس و محفل کی زینت۔

محمد مصطفیٰ الدین سعد شیرازی

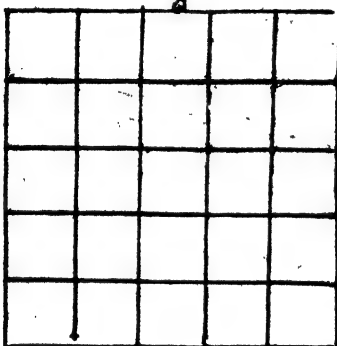
امیر خسرو اور امیر حسن کا معجزہ تھا کہ جس نے ایک تہائی عمر کی تحصیل علم میں ایک تہائی سفر میں اور ایک تہائی تعصیف اور عبادت میں صرف کی۔

جن ایام میں ابراہیم اور ترکوں کے درمیان ہوا بگڑی ہوئی تھی اور باہمی تعلقات کی زنجیر بالکل ٹوٹ چکی تھی۔ اور ترک لوگ موت کا اور خدو کا خیال دل میں نہ لاکر حملہ پر حملہ کر کے زیر و زبر کر رہے تھے چنانچہ جان فردوسی کا بازو۔ خوب گرم تھا سعدی نے بھیس بدل کر خط مستقیم پر گنگانہ کی راہ لی۔ جابجا چوڑا اور ڈاکوؤں کی جھپٹے درپے نوٹ کھوٹ دھاڑ مار گئے محشر جا کر کہا تھا۔ مجاہدین نے غلامی میں بڑھ لیا۔ بڑبڑکی کے قلعہ کی تعمیر میں لگایا۔ سربراہ نیٹوں کی ٹوکری بدین پر پیٹے پیٹے کپڑے۔ چہرہ پر گرد و غبار کا پوٹرو دیکھ کر ایک جلیبی کے آئینہ دل پر تھپس لگی۔ دس دینار دیکر آزاد کرایا اور اپنی بیٹی سے بیاہ دیا۔ یہ عورت پرانے درجہ کی بد مزاج اور خردماغ تھی۔ اُسے بیٹے طعون سہنوں سے سعدی کا ناک میں دم کر رہا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ اس آتش مزاج نے یہ کلمے کہہ کے اُسے کوٹیلے کی طرح جلایا کہ بس تو وہی ہے جسے میرے باپ نے دس دینار دیکر آزاد کیا تھا یہ کچھ اچھے جلا ہوا اور اس فقرہ نے تیل کا جو کام کیا تو سعدی نے بے سوچے سمجھے صاف کہہ دیا کہ شہک ہے مجھے دس دینار دیکر کیا آزاد کرایا کہ سو دینار کے بدلے تیرے ہاتھ بچا۔ اس عورت کی نسبت ایک امر یہ بھی قابل یاد رکھنے کے ہے کہ کسی وقت سعدی زیادہ کے برخلاف و غلط کر رہے تھے ایک شخص نے کہا۔ حضرت یہ کیا بختیگر تو شادی کی تاکید پر تاکید کریں اور آپکا یہ وعظ۔ اس پر آپ نے کہا آج جہاں ہے اُن آجلی دعوت ہے۔ وقت مقررہ پر جب دعوت کہانے والے سعدی کے مکان پر پہنچے تو دیکھتے کیا جن کہ وہ بلائے ناگہانی کی طرح اُنکے سر پر۔ خیر جب آواز دی گئی تو سعدی نے جوی سے کہا کہ سامان دعوت تو تیار کر۔ دعوت سمرقندی تو ایک طرف دعوت شیرازی ہی اس عورت نے مہانوں کو بھلا دی۔ یعنی مٹی کی ہڈیاں اُنکے اس ذوق سے سعدی کے سر پر رسید کی کہ حایل ہو گئی۔ اُنکی حالت میں آپ باہر نکلے۔ اُسے پوچھا حضرت یہ کیا۔ تو جواب دیا کہ درگلویم سنت پیغمبر است۔

کہ کتاب آتشی دیرین ہرن م جت کرتا ہے ہرن شیرے کا گز آگے ہے بتلاؤ کہ
اسکو کتنی جت میں بکڑیگا۔

جواب۔ شیر کی ۳ جت برابر آگ کے ہے اور ہرن کی ۴ جت برابر ۲۰ گز کے معلوم
ہوا کہ ایک گز کا فرق شیر کی ۴ جت میں ۵ گز کا فرق کتنے میں اسلئے۔
جواب ۴۵ جت ہوا۔

ثبوت از علم مساحت اول مساحت چار ضلع کی شکلوں اور کثیر الاضلاع
کی واقع ہو۔ کہ سطح پنجہ مربعہ یا فیث مربع با گز مربع سے پیمائش ہوتی ہے جو فرد



کسی ایک ضلع کے کئے مثلاً ایک مربع ہے
جبکہ ہر ضلع ۵ گز کا ہے تو ۴۵ مساحت

مربع ہوگی۔ اس صورت پر۔ یعنی ۵ سین

۴۵۔ ۱۵ مربع جبکہ طول و عرض ایک

ایک گز کا ہو چکے ہیں گے۔ اور مساحت

مستطیل کے لئے ایک ضلع کو اس کے

طول کو عرض میں ضرب دینا جائے مثلاً

ایک مستطیل ہے جبکہ ایک ضلع ۷ فیٹ کا ہے اور دوسرا ۵ فیٹ کا تو اس

کی مساحت = ۷ × ۵ = ۳۵ (۳۵) اس صورت پر **مساحت ۳۵**

باقی آئندہ

شیخ سعدی کی سوانح عمری

ولادت ۷۵۰ھ - ۱۲۶۱ سال وفات ۸۰۹ھ

تصوف کا امام۔ اپنی طرز کا موجد۔ غزل کا استاذ۔ جذبات کا دریا۔ خیالات کا حیرت
آگ کا پرکار۔ اسطبر سخن۔ مشہور نظم و نثر کے میدان کا بہادر بلاغت اور فصاحت
کے پورے دم خرم کا ہیوان سلیس انشا پرداز سی کا اعلیٰ درجہ کا فنش محاورات کی
ششکی اور بول چال کے بیافہ بن کلمے بغیر فاضل۔ مدد سہل مہ کے تعلیم و تہذیب کا
غز۔ ابو بکر بن سعد ونگی کی سلطنت کی یادگار کا باعث۔ ہر مجلس و محفل کی زیلت۔

محمد مصطفیٰ الدین سعد شیرازی

امیر خسرو اور امیر حسن کا معجزہ تھا کہ جس نے ایک تہائی عمر کی تحصیلِ علم میں ایک تہائی سفر میں اور ایک تہائی تعریف اور عبادت میں صرف کی۔

جن ایام میں ابراہیم اور ترکوں کے درمیان ہوا بگڑی ہوئی جہی اور باہمی تعلقات کی نہ بخیر بلکہ لکل ٹوٹ چکی تھی۔ اور ترک لوگ موت کا اور خنجر کا خیال دل میں نہ لاکر حملہ پر حملہ کر کے زیر و زبر کر رہے تھے چنانچہ جانِ فردوسی کا بازو۔ خوب گرم تھا سعدی نے جیسے بد لکھ خط مستقیم پر کتخانہ کی راہ لی۔ جابجا چوڑی اور ڈاکوؤں کی جہتے در پے نوٹ کھسٹ دھاڑ مارنے لگے محشر بپا کر کہا تھا۔ مجاہدین نے غلامی میں بڑھ لیا۔ بڑائی کے قہر کی تعمیر میں لگایا۔ سر پر انیٹوں کی ٹوکری بدن بد پٹے پٹے کپڑے۔ چہرہ پر گرد و خبار کا پوڈر دیکھ کر ایک جلیبی کے آئینہ دل پر تھپس لگی۔ دوس دینار دیکھ کر آزاد کرایا اور اپنی بیٹی سے بیاہ دیا۔ یہ عورت پرانے درجہ کی بد مزاج اور خرد مانع تھی۔ اُسے بیٹے طعنوں مہنوں سے سعدی کا ناک میں دم کر رہا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ اس آتش مزاج نے یہ کلمے کہہ کے اُسے کو پٹے کی طرح جلایا کہ بس تو وہی ہے جسے میرے باپ نے دس دینار دیکھ کر آزاد کیا تھا یہ کھیتا گئے جلا ہوا اور اس فقرہ نے تیل کا جو کام کیا تو سعدی نے بے سوچے سمجھے صاف کہہ دیا کہ شہک ہے مجھے دس دینار دیکھ کر آیا کہ سو دینار کے بدلے تیرے ہاتھ بپا۔ اس عورت کی نسبت ایک امر یہ بھی قابلِ یاد رکھنے کے ہے کہ کسی وقت سعدی بیاد کے برخلاف و غلط کر رہے تھے ایک شخص نے کہا۔ حضرت یہ کیا پیغمبر تو شاہی کی تاکید پر تاکید کرین اور آپکا یہ وعظ۔ اسپر آپ نے کہا آج ہمارے ہاں آجلی دعوت ہے۔ وقت مقررہ پر حجب و عورت کہانے والے سعدی کے مکان پر پہنچے تو دیکھتے کیا ہیں کہ وہ بلائے ناگہانی کی طرح اُنکے سر پر۔ غیر جب آزاد دی گئی تو سعدی نے جوی سے کہا کہ سامان دعوت تو تیار کر۔ دعوت سہر قندی تو ایک طرف دعوت شہیر نہ ہی اس عورت نے مہانوں کو بھلا دی۔ یعنی مٹی کی ہڈیاں شاہ کا اس دور سے سعدی کے سر پر رسید کی کہ حایل ہو گئی۔ اُنسی حالت میں آپ باہر نکلے۔ اُسے چوہا حضرت یہ کیا۔ تو جواب دیا کہ در گلویم سنت پیغمبر است۔

جس قسم کی قبولیت عام نے دوا و مست کا تاج اسکی تصانیف کی بدولت اس کے سر پر بکھرا ہے۔ وہ کرمہ اصغیانی اور شراب غیر ازی کے ناموں کے ساتھ ساتھ دوا و مست کے آخر تک جا بیٹھا۔ یوں تو صدیاں گزریں۔ زمانہ نے رنگ بدلے۔ دہرنے پٹے کھائے صفی حق کے ورق اُٹ گئے اور قانون قدرت کے پی وودرق آسمان و زمین ویسے کے ویسے نہ رہے مگر گلستان کا ورق ورق اُٹ کر دیکھئے تو یہی معلوم ہوگا جس طرح یہ اُس وقت اپنی حکایتوں اور معنی غیر حکمتوں کے باعث و اجالہ تھی ویسی ہی آج بھی دستور العمل بننے کے قابل ہیں مولوی محمد دین صاحب ایم او ایل کہا کرتے ہیں کہ ہمارے معاش اور معاد کے تعلقات کے واسطے اس سے بڑھ کر کوئی کتاب نہیں اور مولوی محمد حسین آزاد کا مقولہ ہے کہ بیہ ہر زمانہ میں ہر لغزیر رہی اور ہمارے زمانہ میں تو بچوں کے ہاتھ میں آنکے ورق ورق سو رہی ہے۔ اسکی تصانیف میں علامہ گلستان بوستان کے پند نامہ۔ دیوان تصاید۔ سلاطین ہر لیاقت وغیرہ ہیں۔

علمی مضامین

آثار سلف

یہ معمولی قاعدہ ہے کہ زمانہ ہمیشہ آثار سلف کو مٹا دیتا ہے بڑے بڑے جباروں کی جادو بان۔ کیسے کہتے جو صدیوں کی فیاضیاں۔ اعلیٰ اعلیٰ قانون کی جادو برمی تاثیر میں۔ کہنے کہتے بڑے بادشاہوں کی سلطنتیں۔ کہاں کہاں کے ساز و آفرین کے سفر نامے۔ کن کن مستقل مزاروں کی معشیتیں۔ کس کس شان کی ادبچی اور سچی علمداری کس کس وضع کے قدیم کتابے۔ سب پر قدامت کے پردے پڑ گئے وہ جن و عشق آئے اگلے دلخاش تذکرے وہ اگلی جواہر دیوں کے جرجوش و افشے۔ وہ اگلی ثابت قدیم وہ اگلی اولوالعزمیاں بہت تو ٹوٹ چکیں اور جو باقی ہیں مٹی جاتی ہیں۔

کسی وسیع اور کھلے میدان میں کھڑے ہو کر چاروں طرف نظر دوڑاؤ لگا جوتے آگے بڑھتی جائیگی۔ سفید۔ کم چرب نظر آئیگی۔ کوئی ایسا ہی اونچا ٹیلہ یا کوئی ایسی ہی انشیا کی گھائی ہوئی جو نظر جائیگی کیونکہ قدرت آنکھوں کو دور کی چیزوں کی اجمالی

سیر کراتی ہے گذرا ہوا زمانہ اور گذشتہ واقعات ہی اسی قسم کی قبرین میں جلکوم دور سے دیکھتے ہیں۔ خیال کرنے کی جگہ ہے کہ آبادی دنیا کے سلسلے نے کیسے کیسے دلچسپ ہونے دکھائے ہونگے اور ہمارے سکھانے کے لئے کیا کچھ تجربے نہ اٹھائے ہونگے مگر افسوس اُن میں سے بہت تھوڑی باتیں ہیں جو آج ہمیں یاد کرنے سے یاد رکھتی ہوں۔

اچلی دنیا کی حالت نصیب یادگار۔ ون مین وہ بُرائے قبرستان میں جہاں بڑے بڑے اولوالعزم خواب نو نشین کا مژہ اٹھا رہے ہیں۔ زمانہ آثار سلف کو جس صورت میں ملتا ہے اُسکو یہ قبرستان ہمیشہ آنکھوں سے دکھایا کرتے ہیں۔ جب کبھی گوہرِ بیان کی طرف ہمارا نگہ ہو گیا ہو گا اور منتظرانِ حشر کے سر ملنے کہیں ہو کر نئے قبر کی لغز و راسخا ہوگی بے اختیار دل میں یہ خیال آیا ہو گا کہ کتنی قبریں ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے سب میٹ گئیں جنکا کہیں نام و نشان ہی نہیں باقی ہے۔ ایک ہی صدی کا حساب لگائیے تو معلوم ہو جائیگا کہ زمانے نے ایک ہی قبرستان میں کتنی قرون کے ساتھ کتنوں کے نام بٹھا دیے۔ لیکن اس پر ہی بہت سی سچتے اور مضبوط قبریں بھی ہیں بلکہ گئی کہ جنکا مٹا دیا گئے دوسری صدی پر اٹھا رہا ہے۔ لاکھوں قبریں برابر ہو گئیں مگر دو ایک ایسی ہی ہیں کہ ہزار ہزار برس کی کاریگر اُن دکھا رہی ہیں۔

حقیقت میں وہ لوگ بڑے خوش نصیب ہیں جو اوراقِ مٹی سے اپنا نام مٹے نہیں دیتے۔ اس سے زیادہ ناموری اور بہادری کیا ہوگی کہ زمانہ ہی اُن پر قابو نہ پاسکا۔ چاہتا ہے کہ سب کے ساتھ انہیں ہی مٹا دیے مگر زور نہیں چلتا۔ ہمیں تو اہلِ حبیب کا یہ اصول تھا ہیٹ ہی پسند آیا کہ جب جاننے ہیں زمانہ ہماری یادگار ون کو دینا پڑے باقی رہنے دیکھا تو خود ہی کیوں نہ مٹاویں۔ جب قبر کو ہم قائم ہی نہ رکھیں گے تو مٹانے کوں آئیگا جب یادگار۔ ہی نہ ہوگی تو مٹے گی کیا چیز۔ خیر یہ تو ایک خاص امر تھا۔ مگر اُن لوگوں کو بڑی عزت اور ادب کی نگاہ سے دیکھنا چاہئے جنکا نام کبھی ہو لے سے ہی نہیں بھول سکتا۔ اور جو جس طرح ایک ایک حالت سے یاد رہے غالباً آئندہ ہی یاد رہیں گے۔

اس ناموری میں کچھ نہیں لوگوں کا حصہ نہیں ہے جو حق و طری میں اولِ مدبر کے

خدا رکھے جاتے ہیں ان بزرگوں کی وضعدار یاں ہیں ایک قسم کی دلچسپی ہی سے یاد کر لی جاتی
 ہیں جتنے پاس وضع نے انہیں بدکار سی و شقاوت سے ہرگز نہ باز آنے دیا۔ تقویات
 پارینہ کی بوسیدہ ورق اُٹنا شروع کر دو تو جہاں وفاداروں کا تذکرہ ہو گا وہاں دوچار
 اعلیٰ درجہ کے ہوناؤں کا نام بھی لکھا ہو گا۔ جہاں موسیٰ و ہارون کا حال ہو گا وہاں
 کے ایسے فتنی انگلیوں کی بھی کبکھٹ ہوگی۔ خلاصہ یہ کہ اس بار کد خاص میں ایسے بُرے
 و دوزخ قسم کے لوگوں کو حقیقت کے مناسب اپنی یادگار قائم رکھنے کی صلاحیت ہی حاصل
 ہوگی۔ ان لوگوں کا نام باقی رکھنے کے لئے قدرت نے کوئی ایسا زبردست دیوان
 مقرر کیا ہے کہ زمانہ جب سنا جاتا ہے وہ فوراً ماتہ بکرت لیتا ہے۔ اصل یوں ہے کہ ان
 کے آثار کبھی مٹنے کا نام ہی نہ لین گے۔ یہ لاکھوں سفید اور علی کتابیں جلو اٹھکوں نے
 فطرت کی دائرہ بری میں جمع کیا ہے زمانے کی دھیر سے باہر ہیں۔ کتابوں کو بھی جلنے
 دیکھے کوئی چیز ہوگی اُس سے اگلے یاد آجاتے ہوں زمانہ اُسکے ہزار مٹانے کی کوشش
 کرتے مگر جا رہی طبعیت اُس سے کوئی فیر تباہ یا فایہ مند نتیجہ نکال ہی لیتی ہیں
 اگلوں کی کہانیوں میں بھی کچھ ایسا مزہ ہے کہ غفلت شعار بھی مٹتے ہیں تو کچھ عجیب طبع
 کے وقت سنتے ہیں۔

موج کے یہ معمولی واقعات جو کسی نظر فریب کی خیالی صورت کی طرح روز ہمارے نظر سے
 گزرتے جاتے ہیں جب اگلوں کے نام کے ساتھ انکا تذکرہ آ جاتا ہے تو لطف سے خالی
 نہیں ہوتے۔ اس مہذب زمانے میں عرصہ کارزار برسی مشکوں سے گرم ہوتا ہے مگر
 پہر بھی بہت ایسے سر کے ہیں جن کی خبریں موجودہ نس کے کاؤن میں بری ہیں۔ فرائض و
 جرم کا ہنگامہ بھی بڑا ناہنیں ہوا۔ روم و روس کی اقامت غیر روایتی ابھی کل ہی کی
 بات ہے۔ یہ بھی جاننے دیجئے کہ کافشہ بہتوں کی آنکھوں کے سامنے چہرہ رہا ہے۔
 یہ سب واقعات ہیں لیکن وہ بڑے قصے جنہیں قدیم مجسم نے اپنے رنگ میں رنگ دیا
 ہے اور جو زمانے کی دستبرد سے بچکر سو قہر تک آثارِ سلف کے موثر نو زوں کا کام
 دے رہے ہیں انہیں سو دفعہ سن چکے لیکن جب کوئی دہرہ اسے توئی لذت ملتی ہے
 ہندوستانی اگلے مقدس آدین کے تذکرہ میں راہِ ماجدہ جی کی اولوالعزمی اور
 جنرل سید میں ہندوؤں کی حد سے گزری ہوئی جاقتی اور جرات مند ہیں زمانہ کو کبھی

ہو چکی۔

جاننا زون کی وہ جماعت جو آریہ نژاد کے پنجے جانین ہتھیلیوں پر لئے کھڑی تھی اُسکے حالات و کمنا زمانہ ہر سال اُن بہادر و ناکافتہ ایک تہی و تپ کے ساتھ آنکھوں کو دکھایا کرتا ہے۔

وہ نیکلام اور دین کی بچی فرجین جو سر و شام اور روم و عجم کے سید اڑن میں غریب جانین بیٹے پہلی ہوئی تھیں اُن کا صبر و استقلال اور اعلیٰ و نیدار سی صفو اور وڈ گام سے ہرگز نہ ٹٹلی۔ موجودہ نس و نسل کی کامیابیوں کو کس وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

سج پو جیسے تو آثارِ سلف جھنڈ زیادہ جا ہی و بر باد می کی حالت میں نظر آئیں و تھی زیادہ غمناک اور موثر ہوتے ہیں۔ دہلی کی قدیم عمارتیں بہتوں کی نظر سے گزری ہوئی ہر بہتر تازہ فراق جانان کا معدوم اُٹھانے والوں کی طرح بڑی حسرت کے ساتھ اپنے مقام سے منتقل ہے اور جن کی ورو دیوار کے ہر ورنہ پر ہزاروں شیخہ اُٹے دل کو ٹھیس لگاتی تھیں بڑے بڑے ناخود ساختروں کے سفر نامے دیکھتے اپنے سفر میں کیا کچھ جن میں نظر آیا تھا کہ جو جرین انہیں اکثر یاد ہیں وہ ہی آثارِ سلف ہیں۔

و اتنی آثارِ سلف سے ہم اپنی تہی کے متعلق بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ ہمارے حوصلے انہیں پیروں سے ٹھٹھتے ہیں جن سے اگلوں کی عالی ہمتیاں یاد آ جاتی ہیں موجودہ زمانے کے وہی اسپیکروں پر خوب فتح پا سکتے ہیں جو اپنے موثر الفاظ میں اگلوں کے حالات خوش اسلوبی سے بیان کرتے رہتے ہیں۔ تومی امیدوں کے تازہ ہو جانے کی کچھ امید ہے تو اسی طرح موجودہ زمانے والے اگلوں سے نیکلامی کا سہارا

پولیسکل خبر و نکاحیو بی بی مین کانگریس کے لئے دھوم دھام سے تیار یاں ہو رہی ہیں۔

امید ہے کہ حضور پر نس و شریل جناب کے قطعی فیصلہ ہوا کہ کاجی امر کوٹ ریلوے والا دریا بہک لے۔

افسوس پر و میں ہونے۔ آسن بل کو شاید انہیں کے نام سے نامزد کر دیا جائے۔ جلد سے جلد ایک نئی جگہ سے گلت تک نئی شہر کی تیار کیا جائے گی۔ جی بی بی کے سر پر کورڈ بند و ق سے مسلح کر لیتے۔

ہندوستان میں محدثیات بہت ہیں لیکن کہیں
 دستور سے کچھ نہیں ہو سکتا۔
 ساحل شمالی کے نظام برہما میں خانہ جنگی
 آدمی ہرے گئی زخمی۔
 سلطان روم نے حکم دیا لندن اخبار ڈیلی نیوز
 مکی قلمرو میں نہ آوے۔
 شاہ ایران نے اپنی جڑاؤ تصویر ایم شاہ
 مکرسی کو دی۔
 سلطان روم کے ۳۰ ہزار فوج کرپٹ کر ڈاکٹر
 جاپان کے علاقہ انہین میں سخت طوفان سے
 سید نقصان ہوا۔
 آسٹریا آدمی غرق اور ۴ ہزار آدمی بے خانمان ہو
 فلسطینہ میں عثمان بنک کے ڈاکٹر کرائے ہوئے
 منزل سے گر کر خودکشی کی۔
 یورپ کی حالت ایک بار وڈکا انبار سے
 سجا رہی خبر آئی کہ روسی فوج میں بیماری پھیلی
 یہ بیماری جیادوی طالعہ اور گنج میں ہے۔
 سینکڑوں سپاہی مر گئے۔
 زوروان لندن سے فیصلہ ہو گیا کہ کم نو بر سے
 اٹھانہ ہوگا۔
 آسٹریا کی تمام مزدور کام پر نہ آئے۔
 آسٹریا میں مشی رول کشی کی کوشش سے کابینہ
 کاغذ جاری ہوگا۔
 شہنشاہ جرمنی کی بہن شاہزادہ اول یونان
 کے ساتھ شہر ہوئی۔

مسلمانوں کی پہلی مسجد انگلستان میں نہایت خوبصورت
 ہے۔
 حضور قیصر شہزادہ راج منور کسٹور علی ہے۔
 لارڈ کرڈاس امید کرتے ہیں کہ نظام کشمیر
 حکم کے بعد راجہ کو واپس دیا جاوے۔
 مانتیکا ڈاکو نے اب جیل جیلور میں اپنا مکمل اظہار
 لکھا ہے۔
 اور اپنے پہلے واقعات تمام مسلسل بیان کئے۔
 خبر ہے کہ امیر صاحب موسم خزاں میں واپس کابل
 کوٹلیف لائینگ۔
 نوجوان مہاراجہ بیکانیر اب تندرست ہیں
 جن میں سے دو منزل پر گئے کھان نکلی ہے۔
 ریاست کشمیر سے ایک اخبار کشمیر گزٹ
 کے نام سے جاری ہوگا۔
 ساحل انگلستان پر بحری فوج کے دو
 گروہ مضمونی رڈاسی لڑ رہے ہیں۔
 سوڈانی درویشوں نے بڑھکے کیا۔
 ڈورن بن بنارس پر مہم گذشتہ میں میل
 برین کے نیچے آکر ایک اونٹ کٹ گیا۔
 ہیا سب پیڑا کی برنظمی کے باعث گورنمنٹ
 ہنگار کے زور دیا ہے۔
 شہنشاہ کے ہندوستان کی تمام یون کا آئینہ
 پانچ سال تک انتظام ہوگا۔ اب قرارداد
 جاری ہوگا۔
 جنرل کوٹلیف نے بیان کیا کہ کئی فوج کی آمدنی ہوگی۔

حب راحت یہ حب خون میں نسبت کو کہ جس سے صدمات کی عورت کو تکلیفیں ہوتی ہیں انکے استعمال سے عرصہ قلیل میں جاری ہوتا ہے فی ویدیکا۔ سفوف یہ سفوف اور خون میں دوزین روز میں بند کرتا ہے خواہ کتنے عرصہ سے ہو۔ ایک سنتہ کی دوا لگے گا۔ نور العین یہ دوا عوارضات چشم کے لئے نہایت مفید ہے اور انتہاء حب کی مقوی بھر ہے مرقیہ بند و بند و غبار و غبار و غیرہ کو چند ہی روز میں نہ ایل کر دیتی ہے قیمت ۱۰ اشہ ہم سفوف و افغ سوزاک یہ سفوف کیسا ہی دیرینہ اور کہنہ سوزاک کیون نہ ہو ایک سنتہ میں بغض فریض سریش کو تندرست کرتا ہے اور لطیف یہ کہ دوا کی مقدار بھی بہت ہی کم ہے ایک سنتہ کی دوا کی قیمت ۱۰ بارہ کی تجربہ کی ہو زمین نہایت مفید دوا میں شفا خانہ کمزورین میں واسطے فروخت کے موجود ہیں شرط یہ کہ اگر دوا مطلوبہ حب و دندہ مفید نہ ہوتو باقی دوا اپنی ہوشیاری ہے زیادہ طول مناسب نہیں ممکنہ کہ اشارہ بس ہے۔ حب مقوی باہ ۲۱۰ اشہ کے استعمال سے تندرست ہو جاتا ہے کیسی ہی سستی اور عدم رغبتی ہو بشرطیکہ جریان نہ ہو قیمت ۱۰ اشہ مساک حیرت ناچند منٹ قبل از وقت ایک گولی کھائے کیسا ہی سریع الاثر ہو جب تک ترشی کا استعمال ہو منزل نہ ہو گا فی گولی ۲۰ قیام محل ظاہر ہے کہ اس مرض کا دوا کوئی آسان بات نہیں مگر حکم خداوند کریم اس دوا کے چند روز استعمال کرنے سے محل قیام ہو جاتا ہے قیمت سجون موشافہ ۱۰ اشہ۔ سفوف برائے آتشک۔ یہ عارضہ بہت ہی خراب ہے عوام کو معلوم ہے عرصہ قلیل میں اس دوا کے ذریعہ سے مریض صحت کاں حاصل کرتا ہے دوسنتہ کی دوا کی قیمت ۱۰ اشہ۔ حب برائے طحال دوسنتہ کے لئے ۱۰ اشہ۔ قیر و طی برائے خارش بدن ایک سنتہ کے لئے ۵ اشہ۔ حب برائے تیرش یہ گولیاں بیضہ و غیرہ استی ۵۰ گولی کے لئے ۱۰ اشہ بیمار یون کے واسطے مختلف طریق استعمال سے مفید ہیں۔ اور بہت سی ادویات شفا خانہ فدوی میں موجود ہیں جو درخواست کرنے سے مل سکتی ہیں۔ المشترکیم شیخ غلام حق الدین اترشیں کتاب گنجۃ نعمت یہ وہ کتاب ہے جو آج تک کسی ملک میں نہیں جیسی اس ہند کی خوش فتنی اسلیم نے بہت کوشش سے اسکو چھاپایا ہے اہل اسلام سے کوئی صاحب اس نئے محروم نہیں اللہ جل شانہ کے نودۃ نام و حضرت محمد مصطفیٰ فضل اللہ علیہ وسلم کے نودۃ نام تو اکثر کتب میں پائے جاتے ہیں مگر اس میں ہر چار اصحابوں کے نودۃ نام اور حضرت خاتون جنت فاطمہ کے نودۃ نام و حضرت اہام حسن و حضرت اہم رضی اللہ عنہما کے نودۃ نام و حضرت بیران بیر کے نودۃ نام تحریر ہیں اور عاقبہ پر فاطمہ اور صاحب کے نودۃ نام حالات اور اخیر میں ہر ایک صاحب کی شان میں ایک ایک ساقب لکھا گیا ہے بیطرفانہ و سنی قیمت معلوم صرف ۲۰ اشہ ہے جو صاحب تو اہل فرید کر لگے انکو دیکھیں دیا جائیگا اور خواستہ یاس مالک ملج مصطفیٰ فی اترشیں کے آئی جائیں۔

فوت
در ساد کے
خلق ایک
پینے کے
دیکر سب
ساجے
ام کر ایک
ہواری
شاہرہ بندہ
یہ زیر اندام
مرد تباہ کن
کے دقزمین
ہوتا ہے
ایک نظر
دھڑکی
مار سے بلیج
بین ہر قسم کا
نام نہایت
نعمانی سے
تیا ہے جن
ما جو کو
ہو سنا منگو
جو تکلف
یہ جن
مک
لام علی الدین
مالک

معاہدہ بین زمین و آسمان کہ مبارک ہو
سخت سازوں کی کثرت ہے با دلائل و حجج
پہنچان گوار افغان سرزدوں سرزمین کھنچن
تھارستان چین کی طرح یہ فقرہ مرعہ ہے

ایک سخن

گنہگار رنگ نگہ ہے زمین چین اسے ذوق باس جا بگو سر زینت علق
نامیدہ کی امید - فردو کا غور - حرمت زرد و کجا بچلیں - حرمان نصیب کا انیس
دست و پا شکستہ کی ہرزوہ ماہوسن کی تنہا - نیل و نظم کا خزانہ - ملکی نوزوں
کا عطر محبوبہ - قوم کا مرتبہ - پھر زود و بختار کا ذخیرہ
ہی نہیں - بلکہ
دلدادگان کمال ناز نعت احمدی کے اشتیاق کی دلموز تصویر ہی ہو اور سحر ط
کے ذریعہ عاشقانِ جلال حق سرمدی کے دلی جوش کی بانگزار خیر ہی

اسکو دیکھئے

کیا ایک ہاتھ میں دین اور ایک میں دنیا کر کے خود کو دینو لاج کہ میں بچوں
و کتب ہوں جو ہر ایک موسم اور مزاج کے واسطے مفید ہوں
یون تو یہ حرف نصیحت رسالہ کے نام سے اشاعت پاتا ہے مگر ضمیمہ کے طور پر ایشیائی شاعری کا ہی حصہ
اگر جہاں بکوش و سخن کا ذائقہ نہیں نہ سہی آخر مندرجہ ذیل میں سے تو کسی ٹکڑی حصہ کی طبیعت کہ طبع کی
طبیعی - یہ حصہ طلبِ یونانی - ہندو و اکثری کے مختلف نسخے مختلف امراض کے نمود و پیکر و درسی
امور کے ساتھ ہر موسم کے متعلق ظاہر کرے گا
فلا سیفہ اس عنوان کی نیچے بلند خیال مل فلسفہ کے قلم و اہر و نم کے لکھے ہوئے مفہوم فلسفہ میں ہو گئے
معلم - اس میں شاہرہ میں سے کسی ایک کی سوانح عمری - لیجنال کائنات - ایک نہ ایک مفہوم کے
متعلق اہم تعلیم یافتہوں کے لئے چند فہرذوی سوائے
قیمت عام سے ہے - اہل غفر لے گا - طلباء سے یہ حصہ نو سوا دراجو غایت خواہین امتیاز

موصول ہر حال میں ہمارے ذمہ -

آپ کا تاجدار
خاکسار - غلام فی الدین پرچہ ایڈیٹر ابر سخن

۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

ہم اپنے ناظرین سے گزارش کرتے ہیں کہ اگر آپ کی برطرفی سے یہ کتب مستحب قضا ہیں لکھا گیا

ابریسوک خان
نوریاں بے افلاک جنیں کیونید + ابریاں گل ابریں سخن بیکرد



کس کس فرے سے ملے گا
رنگ چمن جمایا عمر کے یوزرے

پانچنام
مکرم شیخ غلام محی الدین
قلص بندہ
پروپریٹر و ایڈیٹر
ابریسوک

مطبع
مطبع مصطفیٰ
امر لکھنؤ

قواعد ضوابط

(۱) ہونہ خلق و ذوالمنن یہ رسالہ لغت موسوم بہ ابر سخن ہر انگریزی ہمنے کی پہلی تیار کردہ کتاب ہے۔

(۲) غزلیات نعتیہ مصرعہ مطروحہ کے پس انتخاب کیا رہ مشور تک درج ہوئی۔ اور نعتیہ غزلوں کے بعد شوقیہ غزلین درج ہوئی رہیں گی۔ انتخاب کا اختیار انجن شورا کو ہے کلام غیر طرح فی شعر (۱۱) اجرت پر مطبوع ہو گا۔

(۳) قیمت عام سے دو روپہ چار آنہ اہل شہر سے دو روپہ طلبا سے ایک روپہ بارہ آنہ گورنمنٹ عالیہ سے چار روپہ رؤسا عالیہ شان سے جو کچھ بھیاں استعانت لغت عنایت ہوا اسکی حد بندی نہیں نوڈ کے لئے چار آنہ مقرر ہیں۔

(۴) یہ رسالہ اکثر ملا درخواست ہی اہل اسلام کی خدمت میں روانہ ہوتا ہے فیراقبالی سے اطلاع لازم ورنہ نام درج رجسٹر ہو گا مگر وہ کون دل ہے حسین تو لائے لغت حضرت حبیب خدا ہے۔

(۵) جس تحریر کا جواب مطلوب (ریپلائی) ایسٹ کارڈ پر آنا چاہئے یا آدہ کا کالکٹ ورنہ جوابے مناسب (۶) ارسال قیمت کے لئے منی آرڈر سے بہتر کوئی تدبیر نہیں ورنہ تلف ہو جانے پر دفتر ذمہ دار نہیں۔

(۷) غزلیات مصرعہ مطروحہ علیحدہ علیحدہ کاغذ پر شوقیہ کلام انگریزی ہمنے کی ۱۵ تا ۲۰ تک بھیاں چاہئے۔

(۸) نذ قیمت و ہر قسم کی تحریر حکیم شمس علی اللہ بہرہ پر ایئر مہلہ مستہ ابر سخن کے نام ہونا چاہئے (۹) اشتہارات و دایک مرتبہ کے واسطے فی ہر (۱۱) دیا دہ کے لئے بذریعہ تحریر فیصلہ ہو سکتا ہے اُجرت پیشگی بھیا دگی اور چھپے ہوئے اشتہار ۲۴ فیصدی پر تقسیم ہو سکتے ہیں۔

(۱۰) جو شعر یا مضمون نظم و نثر باعتبار شاعر کے محل تامل ہو گا یا جس میں طعن و تشنیع ہو گئے وہ درج نہ ہو گا۔

(۱۱) جو صاحب لؤ مشق غزل ہیہین اُس پر خود نظر ثانی فرما کر یا کسی اُستاد ماہر کو کہنا بھیجا کریں کہ مکمل مستہ کی وقعت ہو غزل کی پیشانی پر نام و لقب و تخلص و نام اُستاد و سکونت صاف و خوش خط تحریر کریں۔ اگر کوئی صاحب یہ چاہیں کہ انکی غزل کی اصلاح ہمارے ذریعہ سے ہو تو وہ بھی تعمیل ہوگی۔

(۱۲) ہر ہمنے میں ایک مصرعہ مطروحہ مستور رات کے بعد میں ہو اگر یگاناک خیال ادھر ہی ضرور توجہ فرمائیں تاکہ مستورات ہی اس نعت سے محروم نہ رہیں۔

آئندہ کے لئے طریق

پر پیر پختے ہی اسطرح میں (خاتمہ بالخیر احمد کی بدولت ہو گیا)۔ رفعت۔ عزت۔

مستور کے بعد میں (آج بہنوں سے مجھے ہے عشق رسول عربی کا)۔

غزلیات ہیہینا چاہئے۔ اور طبع ذیل میں ۱۵ جوری ۱۹۰۵ء میں شوقیہ کلام انگریزی ہمنے کی ۱۵ تا ۲۰ تک بھیاں چاہئے۔ مستورات ہیہینا چاہئے۔



امیر جناب میر احمد صاحب مینائی استاد خلد آشیان والی رامپور ۱

نام عاصی و اخل فز و شفاعت ہو گیا
مرغ عصیاں ارکے صید باز رحمت ہو گیا
زرد و روتھا وقت پریش پر نامہ سبز میں
گرمی خورشید محشر سے ہوئی حاصل نکات
آل احمد کی جو الفت کا چہا تھا دلیں خار
جم گیا تعادل میں جو مشق معاصی سے غبار
واہ رے رحمت جو رکھا پاؤں بالائے حلاط
جس علم کے نیچے پائی فیض حمد سے جگہ
دفعۃ صورت بدل کر ہو گئی امید یاس
راستہ تھا اول منزل جو ناہموار پیش
قصر یا قوت و ذمہ دہ کی ہوئی آساں خرید
تشنگی میں کو شر و تنیم کے چشموں پہ ہم

خاتمہ بالخیر احمد کی بدولت ہو گیا
دنگ شاہین ترازوئے عدالت ہو گیا
فرق استبرق مجھے صحن قیامت ہو گیا
شاہیانہ سر پہ میرے ابر رحمت ہو گیا
بڑھ کے محشر میں کلید باب جنت ہو گیا
سرمہ بہر دیدہ عین عنایت ہو گیا
دستگیری امن نے کی خوف و خضعت ہو گیا
میری بے جرمی پہ انگشت شہادت ہو گیا
خار زار بیخ فرش خواب راحت ہو گیا
رفتہ رفتہ نردبان بام رفعت ہو گیا
ہار جنت کا قبالہ داغ محنت ہو گیا
اسطرح پہو پچھے کہ رضواں غرق حیرت ہو گیا

صبح مشعر ہو چکا راہ کو امیر

۲ المعنی جناب سید محمد امسی صاحب خلف الرشید جناب میر سیف الدین صاحب لکھنؤ

مجھے حاصل ہو عشق و دے حضرت ہو گیا
جب رسول اللہ کو اذن شفاعت ہو گیا
عشق نے نیزنگ بجز وصل میں کیا کیا دیکھا
خانہ دل سیل عصیان نے کیا تھا منہ م
سنگ طغیاں تیرے دیوانہ کو اسے آرام چاہاں
جاودانی زندگی عشاق کو حاصل ہوئی
ہند میں کوئے نبی کا جس گہری آیا خیال
سب عمل اچھے ہیں گے خواہ بدہوں جگہ لڑی
بخشا کر امتیں محشر میں بولیں گے نبی
اسکے پیشانی میں تھا طغرائیں ختم المرسلین
ختم دیوان پر کہیں گے المعنی ہم غنیمت

۳ احمد جناب احمد حسین خان صاحب مصنف اکبیرہ روزگار فرزند
خان بہادر واکٹر محمد حسین خان صاحب رئیس اعظم آنریری مجسٹریٹ لاہور

عشق حضرت میں یہ اعجاز نبوت ہو گیا
جب ازل میں انتظام نظم خلقت ہو گیا
اُسکا جلوہ عام جب شور قیامت ہو گیا
صاحب شوق الفکر کا وصف قامت جیسا
واہ بے رحمت کہ عشق حضرت میں میرا
بولیں جسکو داغ کلفت سمجھے بیٹھے تھے وہی
یا دشمن کلکے میں آہیں ہو یوں رشک شمیم
گہر راہ راہوار سہرور بہر دوسرا
کیا اثر اکبر کا ہے تیرے کلمہ میں نبی
خاتمہ نالہ کا تیرے سر ہو گیا دتا جواب

نالہ اعمال خود فر و شفاعت ہو گیا
نور حضرت مطلع دیوان قدرت ہو گیا
دیکھنا خورشید محشر داغ حسرت ہو گیا
باغ میں ہر سر و انگشت شہادت ہو گیا
دامن نرجادہ راہ ہدایت ہو گیا
خوبی قسمت سے خضر راہ جنت ہو گیا
اور دمان زخم دل اک باب جنت ہو گیا
خانہ بہر چہرہ صبح صباحت ہو گیا
دیدہ مردم میں پارس سنگ تیرت ہو گیا
وہ تیرے ہی شرمی شمشاد حضرت ہو گیا

شوق میکائیل کو لایا کہ چل طالع بن
جب چلے سیر فلک کو خیر و خیر میں سخن
وصف ابرو سن لیا ہے کیا فرشتوں کے ہیں
قامت رعنا کی جب توصیف میں لکھنے کا
ظلمت عصیاں پسینہ بکے تن سے بھر گئی
ہجر احمد میں ہمارا جگمگایا جب دود آہ
دل غمناک جو سمجھے ہو دل انسان میں
رحمت اللعالمین کی جب ہوائے دیدہ ہے
عشق حضرت میں میرا تار نفس اے بزموں
ہے بجا کونکہ آسمان پر دود و نخوت سے مزاج
نعت خوانی سے قبالہ کو شہر دستیم کا

موجز و جب اونکا دریا سے سخاوت ہو گیا
ماہ نو فیل شمیم شہید حضرت ہو گیا
چرخ پر کیوں ماہ نو فیل غامت ہو گیا
تو الف اللہ کا اک کلک مدحت ہو گیا
باعث شادی مجھے صحن قیامت ہو گیا
عین کا جل بہر چشم حور جنت ہو گیا
یہ رواج سکے مہر نبوت ہو گیا
اوڑے اوڑے دود و عصیان ابروت ہو گیا
دمزدن میں رشتہ شمع ہدایت ہو گیا
سایہ انداز نبی تو ابر رحمت ہو گیا
نام احمد پر فقط تیری بدولت ہو گیا

جنت کا اکثر ترین حکیم شیخ غلام محی الدین پر و پیر ایسر ابر سخن طرسترا ۴

جو بشر سوجان سے شیدا اے حضرت ہو گیا
آپ ہی گریبا نیگا پایہ سے اپنے آفتاب
منزل عمر و ال کہتے ہی ہو دیدار پاک
ہوئے دوست سب پر ہو جو بیعت شیخ جام
صاحب قومین نے کی ایسی تصنیف قمر
مومن و کافر نہ کیوں قربان ہوا سلام پر
بند و بیچارہ کا تکیہ سخن ہے رات و دن

در حقیقت اس کے حق میں بار جنت ہو گیا
سایہ انگن سر پر جب وہ ابر رحمت ہو گیا
نالہ و سار بھی معراج رفعت ہو گیا
اینا تو فقر زل سے دست بیعت ہو گیا
جسہ ہر اک پیر انگشت شہادت ہو گیا
ہر شر کو کیا صلا کے حام دعوت ہو گیا
بہر احمد میں مجھے جینا قیامت ہو گیا

قصہ جناب حسو میان صاحب ڈاکٹر مقام سورت ۵

جلوہ گریبا میں جب مہر رسالت ہو گیا
اوس گلستان وحدت کی شمیم فیض سے
کیا شرف ہے الا طفیل عمر چرخ اصطفا
شکر اللہ ساغر لائے ہو امیر اسفر
توحہ کیا ہے چلے اب گمہ سے یا نبی

عمر اقبال میرا ماہ طلعت ہو گیا
بس مدینہ غیرت گلزار جنت ہو گیا
سائباں مرقیہ پر میرے ابر رحمت ہو گیا
طائفہ بانجیر احمد کی بدولت ہو گیا
نامہ اجب کہے کشتی امت ہو گیا

کیجیو دل شاد و دیدار نبی سے یا خدا
ہو سبکہ دش آپکا خادم تمنا یا نبی
ورنہ جینا ہجر میں مجھکو مصیبت ہو گیا
بار عصیان کا اب اسکے سر بکسرت ہو گیا

خستہ جناب مولوی نور احمد صاحب سابق مدرس لکھنؤ سکول امرتسر ۶

نیک و بے میں مطلقاً کچھ بھی نہ تھی ہکو تمیز
آپکی فرقت میں بل بہر بھی نہیں اسکو قرار
اپنے عصیانکی بدولت مغفرت سے یاس تھی
پائیگا دل میں تھلی طور کی ہدم ضرور
گو لقب اُمّی وہ کہلاتے تھے عالم میں مگر
واہ وا کیا دین احمد کا سمندر ہے بسیط
اشقیہا بیدین باطنیت وہ کیسا کیوں ہنو
نالہ رقت ہمارا تب سے ہے موزون کمال
ہم پر یہ روشن سب یہ قرآنکی بدولت ہو گیا
دل یہ پارہ بنگیا یا شیشہ ساعت ہو گیا
باعث آرام دل وعدہ شفاعت ہو گیا
مثل موسے جو کوئی مشتاق حضرت ہو گیا
خاتمہ اُن پر فصاحت اور بلاغت ہو گیا
جس نے آغوش لگایا پاک سیرت ہو گیا
داخل امت ہوا تو پاک طینت ہو گیا
جب سے میں رحمت سرفراز رسالت ہو گیا

رضوان عالیجناب حضرت حسان البند محمود اختر نواب حاجی ضو العلی خان صاحب
بھادر رئیس اعظم مراد آباد شاگرد حضرت غالب مرحوم دہلوی
معزز زمرہ ملی کلمہ ستہ ابرجن امرتسر

دل میں اب پھر اشتیاق لغت سرور ہو گیا
بس گئی محفل بیان خلق حضرت ہو گیا
خواب میں حاصل مجھے دیدار حضرت ہو گیا
قافلہ یاد نبی کا دل میں ہے اوترا ہوا
تخت شاہی چھوڑ کر تاج شہامت پہنک کر
جب چمکتا شمر لکھا وصف جو شاہ میں
راستہ قرب خدا کامل گیا سیدنا مجھے
شافع محشر سا پایا تمنی آقا مرحب
آہرور مئے سے پیہ اہل گنہ کی بڑھ گئی
مغفرت کا اہل صلیح کے نہکانا ہی نہ تھا
ملک معنی پر دلا یا قبضہ رضواں لغت نے
بارک اللہ پھر نیا رنگ طبیعت ہو گیا
جوش خوشبوئے فصاحت عطر جنت ہو گیا
دامن بخت رسا دامن دولت ہو گیا
کاروان غم اب اس منزلے رخصت ہو گیا
میں غلام کفش بردار ان حضرت ہو گیا
لفظ لقطہ اختر سیمائے دولت ہو گیا
زہنا حضرت کا جب خضر محبت ہو گیا
بول بالا امی سیہ کاران امت ہو گیا
جو گرا آنسو در تاج شفاعت ہو گیا
لیک حامی شافع روز قیامت ہو گیا
اصفہان ننگ شہر توخ فصاحت ہو گیا

مہاراجہ جناب مفتی غلام سرور صاحب لاہوری شاگرد جناب محمد ۸

ہلوہ گر گزشت میں جسم نوز وحت ہو گیا
راہ پر آئے جو تھے گمراہ حق کی راہ سے
ہو گئے مٹوئے جتنے دیں تھے دنیا میں تمام
ہل حق نے حق پہنچا نہ بعلم معرفت
سر بسر آدم کی تکلیف خلافت ہو گئی
حکم حق سے جب محمد نے کیا اوسپر جلوس
بتدائے خلق تھا اول نبی کے نام سے
سرور دین کی بیعت تاثیر قدم ہے سر بسر
یہ اچھے خلق تھے حضرت کے ساری خلق میں
بات کیا کچھ بھی نہ تھا یہ سرور ناخواندہ لیک
پیر تو افکن اوس سے خوشید نبوت ہو گیا
جب محمد رہبر راہ طہر لیتے ہو گیا
مصطفیٰ جب ماوے دین شریعت ہو گیا
جب پیر واقف از حقیقت ہو گیا
جب خلیفہ وہ شمع نشاہ خلافت ہو گیا
سب سے اونچا پایہ تخت امامت ہو گیا
خاتمہ پیر بھی وہی ختم الرسالت ہو گیا
عرش پا بوسی سے جسکے اہل رفعت ہو گیا
آیا جو خدمت میں پا بند محبت ہو گیا
بنکے مزاج نبی اہل فضیلت ہو گیا

لنگا کھا جناب ملشی شاگرد محمد صاحب بنارسی مقیم بمبئی ۹

کا کل حضرت کا جب سے محو الفت ہو گیا
صدق دل سے جو کوئی مداح حضرت ہو گیا
سر پیر اباجنے حکم سرور کو نبین سے
جھوڑ کر مجھ کو تر پتا بند میں پیر ایخدا
سوزش خورشید محشر کا نہیں دہر کا ہے کچھ
پیر نہ رہا نیکی میرے دل میں کوئی آرنو
ہر گہڑی پیش نظر رہتا ہے روضہ آپکا
و لقی افزا جب رسول اللہ دنیا میں ہے
صاف ہو جائیگا دہل کمر نامہ عیان میرا
یش روئے سرور دین آگیا ہو کے شمع
غبط عشق سرور دیں میں نہیں ہوتا مجھے
رہکتے ہی رہ گئے سب امت محبوب کو
نشدی مطلق عالم حق جو امت آپکی

ہر بلا سے چھٹ گیا آزاد آفت ہو گیا
صاحب ایماں ہوا حقہ ار جنت ہو گیا
حق کا بے شک بند اوسپر باب حمت ہو گیا
قافلہ پیر پیر شرب و بطحا کو رخصت ہو گیا
میرے سر پر سایہ دامن حضرت ہو گیا
لطف خالق کے جو رزق حضرت ہو گیا
دل میرا جسروز سے محو زیارت ہو گیا
خلق سے معدوم بالکل نام ظلمت ہو گیا
موج زن گرا آپکا دریاے رحمت ہو گیا
آئینہ اسکندر سی پادشاہ صورت ہو گیا
میرے پہلو سے میرا دل آج تلخت ہو گیا
فیصلہ بالو نہیں جب روز قیامت ہو گیا
اہل محشر کے لئے اک وقت حیرت ہو گیا

<p>بلبلو میں بھی گرفتار محبت ہو گیا خاتمہ بالخیر احمد کی بدولت ہو گیا</p>	<p>جذب تاثیر گل باغ مدینہ تب ہوا کچھ کی قحی طاعت رب العلا شاکر مگر</p>
<p>عارف جناب عالی کس صاحب تاجرت امر شمر ۱۰</p>	<p>عارف جناب عالی کس صاحب تاجرت امر شمر ۱۰</p>
<p>عارفون سے ملے بس وہ شاہ و خدمت ہو گیا کوہ نایاب پا کے شاہ حشمت ہو گیا خاتمہ بالخیر احمد کی بدولت ہو گیا کوچہ محبوب ہمو رشک جنت ہو گیا اوسکے ماتھوں میں ہمیشہ جام الفت ہو گیا کیا وہ دیکھے خواب میں جواہل غفلت ہو گیا</p>	<p>یا الہی عشق تیرے میں جو ثابت ہو گیا اُکے بحر عشق میں جواہل صمت ہو گیا جس نے جانا ایک حق اہل حقیقت ہو گیا کیا کہیں دیر و حرم کو اور بہشت و بوستان جس نے دیکھا دلہر با کومت ہی وہ رات دن عارف آباد ہو کر دیکھ تو دیدار یار</p>
<p>عزیز جناب عزیز الرحمن صاحب علم البحرین کلہا و لیو ۱۱</p>	<p>عزیز جناب عزیز الرحمن صاحب علم البحرین کلہا و لیو ۱۱</p>
<p>جو نہو نا تھا وہ مطلب اہل امت ہو گیا کیا خوشی مجھ کو ہوئی جو غم تھا رخصت ہو گیا خاتمہ بالخیر احمد کی بدولت ہو گیا وہ بشر و لوف جہان میں پر زراعت ہو گیا نعت احمد کا مجھے رتبہ عنایت ہو گیا</p>	<p>جب سے فخر الایما بھر پڑا ایت ہو گیا رحمت اللعالمین کے بھر میں اسے دوستو خوف و وزخ اور قیامت کا نہ کچھ باقی رہا جس نے پہچانے جناب مصطفیٰ پرک و رو کیون فرشتہ کو عزت از جان نہو میرا سخن</p>
<p>فروع جناب منشی خدا بخش صاحب تانی مقیم بہا و لیو ۱۲</p>	<p>فروع جناب منشی خدا بخش صاحب تانی مقیم بہا و لیو ۱۲</p>
<p>نام تیرا محی کفر و ضلالت ہو گیا صاحب خیر الامم شافع یہ امت ہو گیا حکم تیرا منونکو مثل آیت ہو گیا سے یہ روشن گل چراغ اہل بدعت ہو گیا خاتمہ بالخیر احمد کی بدولت ہو گیا</p>	<p>مجھ سے کیا روشن چراغ دین و ملت ہو گیا باعث ایجاب و عالم باعث ہر اس و اں گو نہ مابین کافر و ملحد تر سے احکام کو آفتاب دین احمد کا ہوا جب سے ظہور گھر تو اپنا فقر و وزخ تھا مگر اتو فقر و غ</p>
<p>قصیم جناب مولوی عبدالقصیم صاحب کن فیضانہ دلو ضلع بجنور ۱۳</p>	<p>قصیم جناب مولوی عبدالقصیم صاحب کن فیضانہ دلو ضلع بجنور ۱۳</p>
<p>چرخ ہفتم سے بلند ایوان رفعت ہو گیا کلک بالیدہ میرا طوبے کی صورت ہو گیا سارے عالم کے لئے و اباب رحمت ہو گیا</p>	<p>نعت احمد کے سب گہرا اپنا جنت ہو گیا قامت محبوب حق کی وصف کے تاثیر سے جب ہوئی پیدا جمائین ذات پاک مصطفیٰ</p>

حشر کے دن روسیا ہو مگر رسول پاک کا
نعتیں سارے جہان کی پہرہ خوش آئیں اسے
ایک سجدہ کے نعرے سے وہ ابلیس لعین
کمر چڑھتا اور وہ عصیان سراسر ہے فصیح

پروہ پوشیکے لئے دامان عصمت ہو گیا
دعوت اسلام جسکا خوان نعت ہو گیا
تا بحشر بستہ زنجیر لعنت ہو گیا
خاتمہ بالخیر احمد کی بدولت ہو گیا

فضا جناب میر حسین شاہ صاحب امرتسری شاگرد حضرت پیر ۱۴

در و دل ورد جگر کچھ بھی نہ پوچھ اس ہمنشین
کشتی فخر ام کو کچھ نہیں غم حشر میں
تھی بلائے جان اگر مجھ کو بھگد و معصیت
جو خدا خیر البشر پر ہوں اور نہیں کہہ فضا

ہجر احمد میں مجھے جینا قیامت ہو گیا
آپ ساجب ناخدا فخر رسالت ہو گیا
آپ کی فرقت میں رونا ابر رحمت ہو گیا
یہ بہانہ کیا مجھے بہر شفاعت ہو گیا

مجید جناب ملشی محمد علی صاحب ساکن قصہ کٹر موضع بجنور ملازم فوج دارمی علیہ السلام ۱۵

مہربان جب وہ درجہ رسالت ہو گیا
سچ کہا ہے یہ کسی نے غدر بدتر از گناہ
کیون نہیں چلتا مدینہ کی طرف ہے اسے مجید

اشک چشم عاصیان دریاے رحمت ہو گیا
تر مراد امن سے اشک ندامت ہو گیا
مالے اے کم بخت کیسا پست ہمت ہو گیا

مسکین جناب مولوی غلام نبی صاحب مقیم خانہ جناب الخیر صاحب آنری میجر صاحب امرتسری ۱۶

رولق افزائے سریر رب عزت ہو گیا
نقشہ نور نبوت کا تجلے دیکھ کر
سایہ طوبے کا زاہد اوٹھ گیا دلے خیال

نور حضرت سے دو بالانور وحدت ہو گیا
پہلے مداح نبی نقاش قدرت ہو گیا
جب سے سودا سانیہ دیوار حضرت ہو گیا

رحمت اللعالمین یا ان شفع اللہ نہیں
جو گر ادموں پہ انکے از سر عجز و نیاز
گتر ہی دلیں رہا شوق شائے مصطفیٰ

نام آن حضرت رفیق رنج و راحت ہو گیا
سرفراز کو کب برج سعادت ہو گیا
دیکھنا مسکین کو پیر اہل فصاحت ہو گیا

واصف جناب ملشی رحیم بخش صاحب سیکرٹری یونین کلب امرتسری ۱۷

لیا ہی خوش نصیب ہوں جب سے خلق حضرت ہو گیا
مشتیگانِ غم عشق نبی کو شور میں
لذت دنیا وہ گیا جو راحت حقہ نبوی

عمر چھا جا مارا اور درد و رخصت ہو گیا
آپکا دیدار ہی داروںے صحت ہو گیا
آپکو درو عشق احمد عین راحت ہو گیا

کوئی کشادہ درو عصیان کا نہیں واعظ ہمیں
امتی ہو نیکی خواہش سارے نبیوں کو ہوئی
گورے نام نبی سکر ہوا چست کمر

لیجے واصف بھی اک مداح حضرت ہو گیا
خاتمہ بالخیر احمد کی بدولت ہو گیا
لیجے واصف بھی اک مداح حضرت ہو گیا



گلبن ناز

<p>آفت عصمت باب عفت پناہ جناب تجل النسا بیکم حبیبہ لکھنؤ برط ۱۸</p>	<p>جب شفاعت پر سب درویش سیرت ہو گیا</p>
<p>کیون نہ میں سو جان سے جی جان اوپر وادوں</p>	<p>میرا بیڑا پار کے کشتی امت ہو گیا</p>
<p>دلیر جناب ہزم اگر ابیکم صاحبہ ہر وہ نشین بگی در قلعہ برط ۱۹</p>	<p>آسمان پر طرح سے ہونہ بندی کا دام</p>
<p>چھنگوڑی پیر ہوئی وہ آپ کی چشم کرم</p>	<p>جو نہونا تھا وہ حضرت کی بدولت ہو گیا</p>
<p>شہر جناب نور جہان بیکم صاحبہ ہر وہ نشین بگی ناز برط ۲۰</p>	<p>جا کی قسمت ساید خاتون جنت ہو گیا</p>
<p>آپ کا کیا عشق اسے فخر رسالت ہو گیا</p>	<p>پہر رواج کے مہر عیون ہو گیا</p>
<p>پیر لگا کر اور رہی ہوں اب مدین کی طرف</p>	<p>میرا تروا من مجھے بازوے ہمت ہو گیا</p>
<p>آپ کے جب فیض کا جاری ہوا چشم بیان</p>	<p>آپ جہان آپ ہی غرق ندامت ہو گیا</p>
<p>ماہواری تارہ نشین طوق سے لپکتی گئی</p>	<p>نظم کو ابر سخن میں ابر رحمت ہو گیا</p>
<p>بیکل جناب عیبت النسا بیکم صاحبہ ہر وہ نشین امرتسر برط ۲۱</p>	<p>خوش خبر کا ہو مطلع اسے ویکٹر کے رو زر و</p>
<p>قربان نبون جان سے کیون دہن کو نہ وارون</p>	<p>بے چاند ہو ادا دلی تو کتنی بھی صدمہ ملی</p>
<p>بیکل کے ہو کل ہاتھ میں دامن شہ دین کا</p>	<p>زوں زوں میں میرے عشق رچا جگہ بی کا</p>
<p>گوہر ابی موتی جان صاحبہ طو ایف لاہور شاگردا و پنا واپن برط ۲۲</p>	<p>جو بیارے کا سے بیارے جو سے پتھر سے بی کا</p>
<p>صاحب سخن انہر کے وصف میں حامد میرا</p>	<p>کچھ ٹکانا اے گنگا راں است ہو گیا</p>
<p>نصرا جب فخر رسالت کا پھر وسا جہر میں</p>	<p>ضعف کا غد پے انکشت شہادت ہو گیا</p>
<p>لوندی مصنفہ زیور ایاں انرہنگ برط ۲۳</p>	<p>آج بیہوش ہے عشق رسول عربی کا</p>
<p>اوسہ قربان ہوں صدقے ہوں تصدق ہونین</p>	<p>کیا کہوں کس طرح ارمان نکالوں جیکا</p>
<p>میں ہی مرقی نہیں مرقی میں ہزاروں اوپر</p>	<p>ایک عالم میں پڑا شور ہے کیا حسن نبی کا</p>
<p>عطر ہے عشق بی جس سے مسطر ہوں میں</p>	<p>میرا گھنا ہے جڑاؤ میرا جھوم میرا ٹیکا</p>
<p>لیکے ابی مجلس از اصاحبہ طو ایف از قیرہ وولن برط ۲۴</p>	<p>لوندی قربان سے کیا نام ہے بیار ۱۱ حمد</p>
<p>است ماضی کے سب فخر دکنہ ذیل جاسکے</p>	<p>جب بی کا جوش زن دریا کے رحمت ہو گیا</p>
<p>موت ہی اُسے کہیں تو دیکھوں دیوانہ بی</p>	<p>بمیر احمد میں جے جینا ثبات ہو گیا</p>
<p>مہتاب ابی مہتاب جان طو ایف از کلکتہ برط ۲۵</p>	<p>جہ سے شردا من ہزاروں ڈوبنے سے بچ گئے</p>
<p>کیا نہ کیا دنیا میں حضرت کی بدولت ہو گیا</p>	<p></p>



آصف جناب مولوی الہی بخش صاحب مدرس متن سکول مدرسہ ۲۶

کیا کہوں ہوش خرد سب مجھے رخصت ہو گیا
پہ میرے سر میں الہی جوش دشت ہو گیا
فصل گل آئی مجھے سوداے دشت ہو گیا
موسم گل بھی میرے حق میں قیامت ہو گیا
اوسمیا آپکا گہر ہی شفا خانہ ہو ا
تندرست آئے ہی کیا بیمارِ فرقت ہو گیا
ہو گئے سارے عمل تسخیر کے بے فائدہ
نقشِ حب لکھا تو تعویذِ عداوت ہو گیا
آپکی تصویرِ حب اوسمیں لگائی ایضاً
مثل کعبہ دیر بھی جائے زیارت ہو گیا
آتے مہی در پر صم کے زخمِ دل سیکرے
سنگ دراونکا مجھے سنگِ جراحت ہو گیا
مرد و مومن ہوں محبت ہے مجھے قرآنے
مصحفِ رخسارِ مالوفِ طبیعت ہو گیا
میں وہ ہوں منحوس جھکو دیکھ کر رونے لگے
موت کے دن کی طرح روزِ ولادت ہو گیا
نام لیتا تھا جو ہر اک بات میں ناصح تیرا
شوقِ سننے کا مجھے اوسکی نصیحت ہو گیا
دردِ فرقت کو سنا تا ہوں تورو دیتے ہیں سب
مرثیہ ساحل اپنا جائے رقت ہو گیا
کہو چکا ہوں سیم و زر میں تنو کے عشق میں
حالتِ افلاس میں انکی بدولت ہو گیا
سب فرشتے دیکھتے رہ جائیگے یارب مجھے
جوشِ پیر تیرا اگر دریا سے رحمت ہو گیا
خاکِ میری بعدِ مردن کوئے قاتل میں گئی
استدراول میں شوقِ شہادت ہو گیا
شیخ و گل لایا نہ میری قبر پر کوئی تو کیا
قبر میں روشن مرادِ غمبت ہو گیا
نالہ مثل تیرے آصفِ عدو کے واسطے
کیون رقیبوں سے بچنے خوفِ عدالت ہو گیا

جو جو قسمت ہو گیا وہ کہنا بت ہو گیا
اوسپہ قدرت ہو گئی جو جو کہ قسمت ہو گیا
کسی ہشیاری کہاں کی ہوشیاری پیرِ آنکر
بُرقہ رخ ہمارا پردہ غفلت ہو گیا
بے مرامی سے میرے ناسور ہے ہر داغِ دل
غیرتِ زہورِ خانہِ قلبِ حسرت ہو گیا
چاروں کی خستہ لے رختِ بیان آئے تھم
کچھ بھی ہم کرنے نہ پائے وقتِ رخت ہو گیا

خستہ جناب مولوی نور احمد صاحب ساکن امرتسر ۲۷

و اصف جناب منشی رحیم بخش صاحب سیکرٹری یونین کلب امرتسر ۲۸

و اصف جناب منشی رحیم بخش صاحب سیکرٹری یونین کلب امرتسر ۲۸

<p>کس کندر فرکی یاد دید میں حیران ہوں دیکھنا کا نور ہو جائیگی شمع طور بھی نئی غم و یاس والہ سے ہی مجھ فرصت کہاں عشق میں باقی بھی کچھ تیرا بیگا طفل دل وہ ادھر جانے لگے اور جان ادھر جانے لگی آشنا غنچا بہن صورت آشنا بہن شمار آج و اصف کچھ نہ تم ہی نہیں حیران ہو</p>	<p>آئینہ بھی دیکھ مجھکو محو حیرت ہو گیا گہر کہیں روشن ہمارا داغ حسرت ہو گیا اضطراب اک باعث خط و کتابت ہو گیا اس طرح پہلے ہی گھر تو پست بہت ہو گیا صبح کا ہو نامصیبت پر مصیبت ہو گیا کیا نثر و را ندنون نخل محبت ہو گیا قیس بھی سرگشتہ وادسی الفت ہو گیا</p>
---	---

<p>غیر طرح اجرتی رضاوان علیہما السلام محمود اختر نواب حاجی محمد رضوان علیہما السلام ۲۹</p>	<p>رضاوان رئیس اعظم مراد آباد - و معزز زمربلی ابر سخن ڈ</p>
--	---

<p>اکمر رنگ چمن بزم شاد دے شفاعت کا جو تو ڈنکا بجا دے جو آہوئے حرم چہلبل دکھا دے وہ مجرم ہوں جہی محشر میں آؤں جو لکھا وصف ذرات مدینہ : کبھی تو اے نسیم لطف احمد : گذر جس راستہ میں آپکا ہو : معاصی لے پلے سمت جہنم : شراب عشق محبوب الہی ڈ : مدینہ کو چلوں اور تاتا ہوا میں : کیوں ہو رتبہ سبطین افضل : کہوں کیا آمد مضمون کو رضاوان</p>	<p>زبان مع خواں ببل لڑا دے زمین میدان محشر کی ہلا دے پریزا د و نکو دیوانہ بنا دے شفاعت دیکھتے ہی سکرا دے زرفشاں ہو گئے اور اراق سادے ہمارے بھی گل مقصد کہلا دے نسیم غلہ فریش گل پہچا دے اشار اچشم رحمت کا ذرا دے پلا دے ساقیا مجھکو پلا دے جو تو اے شوق کامل پر لگا دے ہن شاہنشاہ دیں کے شاہزادے شل سج ہے کہ بندہ لے خدا دے</p>
---	--

<p>زینر جناب مثنوی محمد بخش صاحب پریشنر دہلی الشیخہ لولیدہ شہرہ ۳</p>	<p>رمن رمن حور دہ آہومی و رمن دیدہ گویا تر بارے نظر بہر حال زار من نمی افتد غزال بلمم را بومی خون تشیدہ گویا نگاہ آشنا را راہ گردانیدہ گویا</p>
--	--

سر انگشت حنا بست تو ہم چندین غلش وارو ازاں سرتیجہ رنگیں پہ خوں بر خاک می ریزد شب ماتم زویدار تو روز عید می گردو نیاز من سُبک در وزن و نازت بس گرانبارت ز بزم مے کشاں چوں قلقل مینا برون فنی نگہم ز دیدی و در لب شکستی خندہ شیرین ز سیر از سو ز دل واسو خفتہ آرزو داری	گل زخم جگر از دست رنگیں چیدہ گویا پس از کشتن کعب افسوس اما لیدہ گویا در آغوش بلال آسمان بالیدہ گویا بمیزان دو ابرو ہر دور اسنجیدہ گویا ز دست انداز مستان بد گمان گردیدہ گویا حدیث نرگس و گل از کسے نشنیدہ گویا سپندہ آسا بدود خویشتن پیچیدہ گویا
---	--

ابر سخن نہایت شکر یہ کے ساتھ حضرت میر
غیاث الدین صاحب زید جناب میر سیف الدین صاحب
اخوند شہزادگان لدہ مانہ کے قطعات تاریخ ورج کرتا ہے

تاریخ ہجری

چو ابر سخن در فشاں شد بد صبر پے سال تاریخ ہجری غیاث	کہ جمعہ علم و فضلست و فن بگفتا - نشاط دل ابر سخن
--	---

تاریخ عیسوی

چون در بار شد ز امرت گفت تاریخ عیسویش غیاث	تو ہمارے ۱۸۸۹ء گلشن اعتقاد ابر سخن
---	---------------------------------------

ایضاً

گلدستہ ابر سخن فرحت فزائے سخن تاریخ چون ویر عدل گفتا غیاث الدین	از لطیف رب ذولمن چو لب بگلشن خندہ ان پیر زیب جان افرا چمن گلدستہ ابر سخن
--	---





نشرت جناب خواجہ محمد شاہ صاحب از پٹنہ ۳۲

میں آیا ہوں راجہ تھمارے دوارے
پرت ہوں میں پیاں کرت ہوئیں بختی
دس بن بہت دن سیاں موکو بیتا
نیٹھر مورے ساسو ہے میری نند یا
نجر بھر کے چتو جو مکہ سے بنو لو
بٹی کے سہارے علی کے سہارے
بسارو نہ تم موکو پیس تم پیارے
کئی رین گنتہ گلن بیسج تارے
بے کیے سیاں تھمارے سہارے
کرت ہے عرج تو سے نصرت یہ تھارے

منقبت حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ

معدن صدق و صفا حضرت غوث الثقلین
نخل بستان شرف گلشن اعزاز و جلال
مرشد کامل و نادی رہ دین نبی
ناز کیونکر نہ مریدوں کو خدا سے ہووے
جسکے لینے سے ہر اک ہوئی ہی مشکل آسان
تم حسینی حسنی تم ہو نجیب الطریفین
جس کو کہتے ہیں یہاں بادشاہ ہفت اقلیم
منسلک سلسلہ پاک میں ترے ہوئیں
تو طبیب مرض دین ہوں مرلیض عیان
پنچہ دوائے ہے میرا ہوں میرا و نہیں ترے
فکر غفہ کی نہیں ہے مجھے ہرگز کہ قومی
تنگ ہوئیں فلک پیر کے ماتھوئے کمال
سے صفحہ جگر افکار کے حق میں کافی
مظہر نور خدا حضرت غوث الثقلین
سرور گلزار رضا حضرت غوث الثقلین
رہبر و راہ نما حضرت غوث الثقلین
تو ہے محبوب خدا حضرت غوث الثقلین
واہ کیا نام تر ا حضرت غوث الثقلین
تم ہو فخر دوسرے حضرت غوث الثقلین
ہیں ترے در کے گدا حضرت غوث الثقلین
تو مربی ہے مرا حضرت غوث الثقلین
ہے تو ہی میری دوا حضرت غوث الثقلین
تو ہی مرشد ہے مرا حضرت غوث الثقلین
وان وسیلہ ہے تر ا حضرت غوث الثقلین
ظلم سے اسکے پنا حضرت غوث الثقلین
مرہم لطف تر ا حضرت غوث الثقلین

نوٹ - رجب الثانی حضرت غوث الثقلین کا مینہ ہے اسلئے منتہی حیرت و بی -



جناب افق صاحب ایڈیٹر اخبار نظم لکھنؤ

کنول جاگے سوئے ہوئے رات بھر کے
نصائے ہیں شبِ نیم میں پتے شجر کے
اُبے طائر آبِ جلِ سین کر کے
نکلے ہیں ارماں نسیمِ سحر کے

ہے یوں دہوپ کی روشنی مندروں میں
چمک دہوپ کی جس طرح ہو گہروں میں

وضو آبِ شبنم سے گل کر رہے ہیں
مسلمان یا درشل کر رہے ہیں
حسینِ ماتم سے شمعِ گل کر رہے ہیں
بہی خواہ عالمِ بہم غل کر رہے ہیں

بہت سوچے منہ اندھیرا ہوا ہے
اُٹھو سونے والو سویرا ہوا ہے

سپیدہ سحر کا نظر اُڑنا ہے
گلِ دوہ شمعِ مَر جانا ہے
منفی ہر اک ہمہ دیں گارنا ہے
نہار می بخشم آسماں کہارنا ہے

چکوروں کو ہے رنجِ بجزِ قمر کا
پتنگ کو غم ہے چراغِ سحر کا

ہو میں مرغِ شبِ پیر کی بیکار آنکھیں
کھلیں سو کے نرگس کی بیار آنکھیں
عنادل سے پھولوں نے کی چار آنکھیں
ہو میں حلقہٴ ور کی بیدار آنکھیں

کنوئے شہستان سے زنبور نکلے
تلاشِ اجورہ میں مزدور نکلے

فرنگی ہوا کہا ہے اُسے چمن میں
ملا اپنے جوڑے سرخاب بن میں

نصاتی بہین عورات گنگ وجھن میں	ہے کچھ کسل جاگے ہوؤں کے بد نہیں
انھا گو دے جو جگر سے لگا تھا	کیا جسکی تقریب میں رت جگاتا تھا
عناول چھکنے لگے آشیاں میں	چھکنے لگی بوئے گل بوستاں میں
چھکنے لگے غنچہ باغ جہاں میں	طراوت ہوئی دیدہ باغباں میں
ادبے فرش گل پر جو بیٹے ہوئے تھے	اوڑے مرغ جو بیر سیٹے ہوئے تھے
تعلق جو تھے وہ کئے کام سب نے	کیا عالم نور عالم کو رب نے
کیاست رند و نگہ بنت العنب نے	کیا جانشین مہر کو ماہ شب نے
شفق نے کیا سرخرو آسماں کو	گلوں نے معطر کیا بوستاں کو
جو تھے بستر خواب غفلت میں سوئے	ادھون نے نہ فہمہ ماتھہ اُٹھہ کے دلچسپے
کل اسباب آرام غیروں نے ڈھوئے	مکانوں میں کانٹے مصیبت کے بوئے
صد افسوس لیکن نہ بستر کو چھوڑا	رہے خافل اللہ پیر گہر کو چھوڑا
مساں ایسی دزد و جمالت نے ڈالی	جو تھی دولت علم گہر میں چورالی
خرانے کے شان و شوکت سے غالی	رہ نقب سے سب کماٹی چورالی
اچکوں نے کل مال و اسباب تارکا	پہری گہر میں جھاڑ و پیرا ایسا ڈاکا
تبر کو نہ چھوڑا نہ خنجر کو چھوڑا	ملک کو نہ اورنگ افسر کو چھوڑا
کمر بند چھوڑا نہ بکتر کو چھوڑا	نہ تخت حکومت نہ لشکر کو چھوڑا
جو کچھ تھا وہ لوٹا وہ چھینا وہ بیٹا	خزانہ دھڑا دھڑا اٹلا وہ فینا
جناب علی کی نہ شمشیر چھوڑی	نہ ارجن کے بانوں کی تو قیر چھوڑی
نہ تہہ بر چھوڑی نہ تقدیر چھوڑی	حکومت نہ فوج جہاں نگیر چھوڑی

	کیا اپنے قبضہ میں فتح و غلبہ کو لیا ترکش و تیر و تیغ و سپہ کو	
گیا کاٹ شمشیر و تیغ و رداں کا لٹا گنج امن پناہ و امان کا	چھنا تخت طاؤس شاہ جہاں کا گیا تاج و آرنک ہندوستان کا	
	بنی مار کھوتی کا عالم پناہ ہی ہوئی عین غفلت سے کافور شاہی	
پیرائے ہو اپنے خطے جزیرے لیا کوہ نور ایسے نایاب ہیرے	بنا جس طرح مال غیروں نے چیرے خزائے - دینے خزیئے - ذخیرے	
	چھلتا - زہ - خود کو لی نہ رکھا نہ جوش نہ وہ چار آئینہ رکھا	
جو کہانے کو باقی رہا کچھ وہ غم ہے ہلا ہل ہی ہیرا ہے - زہ اور سم ہے	کھلے کی آنکھوں کی سر کی قسم ہے شکست اور دوہو کا ہے تیغ دو دم ہے	
	جو پیشے کو ہے بھی تو گھوٹ اپنے خون کا ہے اشک روان دیدہ نیل گون کا	
ہوا بخت بیدار رنج و محن کا پڑ ہر اک نقش جاگہ ہر اک مکرو فن کا	اوٹھا سبزہ خواب دیدہ چمن کا ہوا خواب خواب گراں کم کرن کا	
	ہزاروں نئے فتنے روزانہ جا گئے نہ انگو مگر جاگنا تھا نہ جا گئے	
خبر پیرہن کی نہ کچھ ہوش تن کا نہ کھٹکا جھٹکے سپہر کمین کا	نہ رنج اہل غم کا نہ اہل محن کا نہ غم خاص اپنا نہ اہل وطن کا	
	جو سوتے ہیں یوں لوگ کرتے یقین کبیں قسمت ہند تو یہ نہیں	
بہت کچھ کیا شور برک شجر نے بہت گدگدایا نیم سحر نے	جگا یا بہت غل چا کر گجر نے بہت دستکیں دیں مکانوں کے در نے	
	نہ آواز اللہ اکبر سے جا گئے	نہ شور طہور تو اگر سے جا گئے

دراہوش میں آؤ اے سونے والو	فداے رخ غافل ہوئے والو
اوہو قیمتی وقت کے کھوئے والو	سنو ملک کے حق سن بس بونیوالو
نہیں جاگتے کیا غضب و مار ہے ہو	
کہو ہند سے خاریوں کھا رہے ہو	
جو کچھ تھاکرہ میں وہ غفلت سے کہو یا	جہالت سے نام فراست ڈلو یا
سدا زہر اقبال کے حق میں بویا	بے بیخون آپ ہی اپنے گویا
سبق جو بڑے بڑے لئے تھے وہ بھولے	
غضنفر اپنا بیج بنے شیر بولے	
نہ الوان کسے۔ نہ ہے ساغر جم	نہ پنہ علی کا نہ ہے فیض حاتم
نہ ہے سام کا بل نہ ہے گرز رستم	نہ شمشیر و رت علی کا چم و خم
علم ہے نہ عباس لشکر شکن کا	
نہ جوش جوانی حسین و حسن کا	
اگر عقل پر فہم پر زور دو گے	تو ہنیا و کلفت سے آگاہ ہونگے
نہ شمر لعین کا کہی نام لو گے	یہی سوچکر اپنے دلین کہو گے
نہ ابلیس و صحاک کہو دے وہ	
ہلاکو نہ شد او مرد دے وہ	
فقط بے لفاق اپنا صرف اپنی غفلت	تعصب بغض حسد کی نہ جہالت
کمی عقل کی بیوقوفی حماقت	عداوت کی کثرت لیاقت کی قلت
یہی ہیں جنہوں نے بسا باغ اوجاڑا	
زمانہ میں جہنم امصیت کا گاڑا	
کرد عقل و فہم خود کی درستی	پڑ ہو مصحف صحت و تند رستی
ریاضت سے حاصل کرو نقد چستی	اوٹھا دو زمانہ سے اعضا کی سستی
کمالوں کا نون ترقی کا حیلہ	
تجارت کو روزمی کا سمجھو وسیلہ	

طیب

بکثرت یعنی صحت کہتے ہیں خلاف اسکے دیر
یعنی مرض ہے۔

صحت ہر قسم کے آدمیوں میں مختلف ہے جتنے
قوانی قومی ہیں اونکی صحت بھی قومی ہے
اور جتنے قوت لضعیف ہیں اونکی صحت کم
ضعیف ہے۔

سوال مرض کتنی قسم کے ہیں۔
جواب ہر ایک طب میں مرض کی
بہت قسمیں ہیں۔

طب میں مرض دو قسم کے ہیں مفرد
یا مرکب + پھر مفرد کی تین قسم ہیں سوزا
مرض ترکیب تفرق الاتصال پس یہ بھی
ظاہر ہو کہ اعضا یا تو مفرد ہیں مثل ہڈی
رباط عصب عضلات وغیرہ کے یا مرکب
ہیں مثل دماغ رتہ قلب و متہ وغیرہ کے
پس مرض اگر ساتھ عضو مرکب کے خاص
مرض ہے اسے مرض ترکیب کہیں گے
اگر ساتھ دونوں کے مخصوص ہے تفرق
الاتصال نام رکھتے ہیں۔

سوال صحت اور مرض کسکو کہتے ہیں

جواب صحت ایک حالت بدن
کی ہے جس سے سب افعال نفسانی
و طبیعی کہ نمایان ہیں سرزد ہوں اور
رہنہ ہوں برخلاف اسکے مرض ہے۔
طب حالت جسم کے تین درجہ ہیں۔
صحت مطلق ایک ہے جس سے سب افعال
اوپر مجھے طبی کے جاری ہوں۔

اور مرض ایک حالت خارج طبیعی ہے
جس سے سب افعال کو ضرر پہونچے
ان دونوں حالتوں کے درمیان ایک حالت ہے
جسکو حالت متوسط کہتے ہیں یعنی نہ مرض نہ
اور نہ صحت جیسا طفلی یا ضعیفی یا بعض
مرض مثل کلف جھامین منش وغیرہ کے
بیدک جب سب اندریان کام درستی
کریں تو سکھ یعنی صحت ہے برخلاف اسکے
و کھ یعنی مرض ہے۔

ڈاکٹری ویسی ہی دو حالت ہیں اگر کسی
افعال نفسانی روحانی یا طبیعی میں نہواکے

کہ کسی جوڑ کا ہٹ جانا جیسے شانہ کا
اور تڑ جانا۔ تفرق اتصال وہ مرض ہیں
جنسے مراد ہے جدا ہونا شے متصل کا جیسے
چل جانا یا کٹ جانا خواہ عضو مفرد میں ہو
یا مرکب میں نام اسکے ہر جگہ پر مختلف ہیں
بعض نام جگہ سے نامزد ہیں جیسا ذات الیم
یا ذات الجنب یا خراش امعا کو سچ اور
خراش جلد کو زخم کہینگے اور بعض از دوسرے
تشبیہ کے ہن جیسا داء الفیل یا داء الاسد
اور سبب پر منحصر ہن جیسے صرع و المانجولیا
اور بعض اخلاط پر منحصر ہن مرض مرکب
وہ ہے کہ دو یا زیادہ مرض کے جمع
ہو نیسے ہو جنکی ہیئت ظاہر ایک اور
علاج بھی خاص ہو جیسے ورم کہ سور مزاج
ماؤمی و مرض ترکیب اور تفرق اتصال
سے مرکب ہے یعنی سور مزاج ماؤمی
اسوجہ ہے کہ جب تک مادہ نہو گا زیادہ
عضو کی ظاہر نہوگی اور مرض ترکیب سورج
کہین گے کہ آفت بیچ شکل اور مقدار
ورم سے ضرور ہوئی ہے اور تفرق
الاتصال اس طرح ہوا کہ جب تک
فرق بیچ اتصال اجزائے عضو کے
نہین پڑتا ٹھنرنا مادہ کا ممکن نہین کہ ورم
پیدا کرے۔

بیدک میں مرض کی چو وہ قسم ہیں

سور مزاج عضو مرکب میں ہو نہین سکتا
بیشک وہ مرض ترکیب ہے اور تفرق
الاتصال مرض ترکیب کی ایک نوعیت ہے
کیونکہ تفرق اتصال بدون مرض ترکیب کے
ہو نہین سکتا اور مرض ترکیب بغیر تفرق
الاتصال کے ممکن ہے سور مزاج کی
دو قسم ہیں سافج اور ماؤمی یعنی جو تغیر
بدن میں ہوتا جسکا سبب خارجی یا داخلی ہے
اگر وہ موجب تغیر اخلاط کا ہے تو باؤمی
کہینگے اور اگر ساتھ روح یا اعضا کے
علاقہ رکھے تو سافج ہے پس سافج
اور ماؤمی دونوں کی آٹھ قسم ہیں گرم خشک
سرد و تر گرم تر گرم خشک سرد و تر
سرد خشک۔ اور مرض ترکیب کی
چار قسم ہیں۔ مرض خلقة۔ مرض مقدار
مرض عدد۔ مرض وضع پھر خلقة کی چار قسم
ہیں امراض شکل کہ شکل میں اختلاف ہو
دوسرے مجر و نکا چوڑا یا تنگ ہونا
تیسرے جوف کا بڑھ جانا یا سکڑ جانا
چوتھے صفایج یعنی کھڑا ہونا یا چکنا ہونا
خلقت سے۔ دوسرے مرض مقدار
کہ مقدار عضو کی بڑھ چاوے جیسے داء الفیل
تیسری قسم امراض عدد کہ عدد عضو کے
بڑھ چاوے جیسے ۳۲ دانت کے ۳۲
ہون یا چکنا ہو۔ چوتھے مرض وضع

اگر والدین کے لطف سے اولاد کو مرض پہنچے جسے فسادِ اثنک یا کوڑہ وغیرہ اس قسم کے مرض کو سببِ روگ کہتے ہیں اگر شکم سے خلقی کبڑا لنگڑا نڈا وغیرہ پیدا ہوا تو اگر بچہ روگ کہتے ہیں اگر بحالتِ حمل زچہ کی بد پرہیزی سے بچہ کو عوارض مثل مرگی یا ہیڈ راکفیس عارض ہوں انکو جات روگ کہتے ہیں اور جو ہتھیار کے صدمہ سے بحالتِ حمل بچہ کو مرض پیدا ہو پیڑا جنت جیسے اکثر ڈاکٹر یا قابلہ باعثِ تربتھے ہو جانے بچہ کے بوقتِ وضع حمل دستکاری کرتے اور ایک قسم کا موچنا جس سے بچہ کا سر دبا کر کھینچ لیتے ہیں چونکہ بڑی بچہ کی نرم ہے اگر زیادہ دب جاتی تو کمپریڈی لینی رہ جاتی پس خلقت کمپریڈی کے فرق ہو نیسے کچھ دماغ اور افعال میں نقص ضرور ہو گا تو ان امراض پیڑا جنت کہتے ہیں۔ اگر فصل یعنی رُت کی تبدیلی سے جو عوارض پیدا ہوں انکو کالِ جنت اور بزرگوں کی بددعا یا ستاروں کی نحر سے جو مرض ہوں انکو پربھاوج کہتے ہیں اور بھوک پیاس کمزوری اور بڑھاپے سے جو مرض ہوں انکو سبھاؤ جنت کہتے ہیں۔ اور غصہ یا رنج شہوتِ محبت

اور خوشی طمع وغیرہ سے جو مرض ہوں انکو اکنتک کہتے ہیں۔ اور اقسامِ بخار خواہ اونکا سبب داخلی ہو یا خارجی اونکو کاپک روگ یعنی کرم سے ہونا جاتے ہیں اگر کچھ وحشت یا پاگل پن ہو اسے انتر روگ کہتے ہیں اگر کسی غلط یا کسی ملک کے اثر سے رنگ بدن میں اختلاف ہو جیسے بھورا آدمی یا جشی تو اسے ویسج کہتے ہیں اور ایک قسم مرض کی اس طرح بھی لکھی ہے کہ پھلے جنم میں پاپ کر نیسے یا گائے اور برہمن کو مار ڈالنے سے جو مرض ہو اسے کترج کہتے ہیں اور جو تغیرِ اخلاط سے جسکو سو مزاج ماوی کہتے ہیں مرض پیدا ہو اسے دو کج کہتے ہیں اور کرم دو کھ وہ مرض ہیں کہ کرمج اور دو کج کے اسباب سے پیدا ہوں۔ یہ چودہ قسم کے عارضہ ہیں جو انہیں سے علاج پزیر ہوں ساوہ کھینگے جیسا بخارِ پچش کھانسی وغیرہ اگر عرصہ تک تکلیف دیکر اچھے ہوں کشتِ سادہ کہلاتے ہیں جیسا بگمیر یا بو اسیر وغیرہ تیسری وہ ہے کہ جسکا دفع ہونا محال علاج پزیر ہو جیسے دق ایسے عوارض کو اساوہ کہتے ہیں جو انکو ہیچا نکر واکرے او سے بنگ یعنی طیب کہتے ہیں۔

تشیخی قونج میں مفید ہے -
 ٹائیس ایٹر - یکڈرام - ایسی ٹیٹ آف مارفہ
 کیمف وائر - ۱۲ اولنس -

سب کو ملا کر اسمین سے ایک ایک ڈرام
 کے مقدار سے بوقت ضرورت استعمال
 کیا جاوے مفید ہے -

ڈاکٹر فی می آر صاحب فرماتے ہیں
 کہ جب احتباس سدے کی وجہ سے قونج
 حادث ہو تو وہ آؤنس روغن پیدا بخیر میں
 ۳ قطرہ روغن جمال گوٹ ملا کر نصف آؤنس
 وودہ گہنڈہ بعد آؤہی آؤہی گرین ایفون کے
 ہمراہ دین تین مرتبہ دین -

زبرجد بنانے کی ترکیب مجرب
 سبزینے کے ٹیلے بنا کر ایک کوری می
 کی رکابی میں علیحدہ علیحدہ رکھ کر کولیون کی
 آگ پر رکھیں جب تک خوب گرم ہو جائیں
 تب اوپر پٹیکری کا پانی قطرہ قطرہ اسق
 ڈالیں کہ وہ ٹہنڈے ہو جائیں اس طرح
 تین بار گرم اور ٹہنڈا کریں پھر ٹہنڈے پانی
 سے دھوویں رنگ اوسکا مثل زبرجد کی
 ہو گا مگر وزن کم ہو گا -

مکانے مکتیو نکو وور کر نیکی ترکیب
 عطر قرہ گندک بیج ٹرگس ان تینون
 چیز نکو پانی کے ساتھ میسکر دیوارون اور
 زمین پر چترک نے سے کھٹیان دور ہوتی ہیں

ڈاکٹر می میں مرض پانچ قسم کے ہیں
 اول ذی موٹک وزیر اس قسم میں وہ امراض
 شامل ہیں جو ایک سے دوسرے کو باعث
 سمیت کے لاحق ہوتی ہیں یہ چار قسم کی
 ہیں بیاض موٹک انشکک ڈاکٹک پرائشک
 دوسری کانٹی ٹیوشنل اسمین وہ مرض
 شامل ہیں جس میں خراب رطوبت جسم میں
 جمع ہوتی یا موری ہون اسکی دو قسم ہیں
 اول انشکک ٹیوٹرکولر - تیسری لوکل وزیر
 جس میں خاص خاص مرض شامل ہیں اسکو
 آٹھ قسم میں امراض عصب آلات خنکے
 عوارض امراض ریہ امراض آلات بضم
 امراض آلات بول امراض آلات تناسل
 امراض آلات محرکہ امراض جلد چہاآرم
 قسم دیوبی لوپ مثل وزیر اسمین وہ مرض
 میں جو جسم کی پرورش یا اوسکے کھٹے برے
 سے پیدا ہوں جنکی چار قسم میں اولین
 بچونکے عارضے و دوم میں عورتونکے عارضے
 سوم میں بدیونکی مرض چہاآرم جو باعث
 کمی پرورش جسم کے ہوتی ہیں -

چہنم قسم واپٹن ڈیتدا اسمین امراض تشدد
 شامل ہیں جسکی دو قسم ہیں اول میں
 قسم کے سیات دوم میں ضربہ وسطہ
 کے عوارضات ہیں -

ڈاکٹر گز نڈارو صاحب کا یہ نسخہ



مرفوعہ جناب میر کرامت اللہ صاحب فاضلہ جناب سید احمد صاحب انجمن علمی امرتسر

(ابتداءً فی تعلیم یافتہ نکاح)

- (۱) اردو علم ادب میں حروف تہجی میں سے (ن) ایک کریلا دوسرا نیم چڑھا
مندرجہ ذیل محاورے نکالے گئے ہیں ہر ایک کا محل استعمال کیا ہے:
- (۱) یہ لون خے ہیں
(ب) وہ تو عین ہو گئے
(ج) بھرتی پر صا د کے قابل ہے
(د) بس یہ لام کاف بھی جانے دو
(ه) ادسکا شین قاف ابھا ہے
(و) چلے وال نے عین
(ن) حضور دال پیش رہے
(ح) الف ہو گئے
(ط) جائے الف بے لے لے سیکھے
(ی) بس عین ہے عین
(ک) میرے عین صاف خوب کہتے ہیں
(ل) وال ہے
- (۲) میرے مثالیں کہاں کہاں استعمال ہوتی ہیں
(۱) ماہی اُسے گھوڑا بانیے اونٹ بچارا غول کہا
(ب) اڑتی چڑیا کا دودھ نکالو
(ج) کہیں پانی سے بھی کہن نکلا ہے
(د) تیل دیکھو تیل کی دھار دیکھو
(ه) کہاں کہاں غاٹا ناں کہاں میان فیم
(و) چادر دیکھ کے پاؤں پھیلاؤ
- (۳) یہ محاورے مضمون یا عبارت میں کس طرح لائے
ہٹا فیا دگیا۔ ہزاروں بلدا دے۔ سخت مز توڑ۔
کتاب کا کیرا۔ یک نہ شد و شہ۔ تروباغ۔ خروباغ۔
(۴) ناک۔ مٹی۔ ہوا۔ آگ۔ جہاڑ۔ دم۔
کن کن مضمون میں آتے ہیں
(۵) یہ معروف اسم کن نکرہ صفتوں کے واسطے خاص
ہو گئے ہیں۔ افلاطون۔ قارون۔ حاتم حسین خاں
نادر شاہ۔ تانٹیا بھیل۔ غاٹا ناں
(۶) ان الفاظ کی تائید اور جمع کیا ہیں۔ قلم۔
جیب۔ وہی۔ پانی۔ گیسو۔ بیل۔ زلف۔ عزیز
سپنج۔ رپورٹ۔ الجھ اور تحقیق کرو۔ آسمان
خورشید۔ دسپنا۔ ہری۔ پگ۔ شمشیر۔
(۷) اشعار مندرجہ ذیل کا مطلب بیان کرو
(۱) جھائے خاک وحشی عشق بستاں پیگہاس
لیکن ہری کھری نرہی بن ہری ہوے
(ب) نقش فریادی ہے کسکی شہر خفی تحب پرکا
کاغذی ہے پیرہن ہری پیکر ہمو ہری کا
(ج) تم تو ہو جان اک زمانہ کی
جان تم پر نظر کون کرے
(د) تنگ آئین گے نہ کیا میداں محشر دیکھ کر
اے جنوں ہم پاؤں پھیلائے ہیں چادر دیکھ کر

(اعلیٰ تعلیم یافتہ نکاح)

ہیولے

ہر چیز کے مادہ کو ماہیت اور اصلیت کو لغت میں ہیولے کہتے ہیں اور حکما کی اصطلاح میں اول جو ہر کا نام ہیولے ہے جس سے جسمی صورت کا ظہور ہوتا ہے فرقہ متکلمین کے نزدیک حقایق اشیا کا نام ہیولے ہے مگر ہماری دانش میں یہ ایک مرکب کلمہ ہے جسکے دو اجزاء ہیں اور اولے ہیں یعنی صورت و شکل اول مگر استعمال نے اتنا تخفیف سے کام لیا کہ باقی ہیولے رہ گیا۔ ہر چیز کی ترکیب کا سامان جو اس کے مرکب ہونے سے پیشتر متفرق رہا کرتا ہے وہ فضا ہے تاقتناسی میں اجزاء و زرات بے انتہا فرض کئے گئے ہیں اور فنا جسمی کے بعد بھی ہر چیز کا ہیولے قائم رہتا ہے یعنی جب کسی چیز کی ترکیب میں خرابی و قہ ہو جاتی ہے تو پھر اس کے اجزاء بشکل و زرات منتشر ہو کر اسی فضا میں ناقتناسی میں پریشان ہو جاتے ہیں۔ اول کو کہی فنا نہیں ہوتی۔ مگر مزاج ترکیبی اکثر فنا ہو جاتا ہے

اسکی پیدائش ۳۵۵ سال قبل حضرت مسیح کے ہوئی۔ باپ نے اسکو تعلیم و تربیت کیوں اسطے ارسطو یا ارسطالیس کے سپرد کیا ابتدا سے عمر سے اس میں اتنا خوش اقبالی ظاہر تھے۔ فیلقوس کی وفات کے بعد ۳۳۶ قبل حضرت مسیح کے تخت نشین یونان ہوا۔ اکثر صوبہ جات نے سر بلو کی مگر اس نے اپنی شجاعت اور مستعدی سے سب کو زیر کیا۔ اور ملک مصر اور شام اور ایران وغیرہ کل سلطنت فارس کو فتح کر کے اپنے قبضے میں لایا۔ ہندوستان میں بھی پنجاب تک آیا اور راجہ پورس سے لڑائی ہوئی۔ چونکہ فوج اسکی بوجہ سفر دور دور اڑنے کے بیدل ہو رہی تھی۔ اس واسطے آگے نہ بڑھ سکا۔ شہر بابل میں بحار ضہ بخاریا ہو کر ۳۳ برس کے عمر میں ۳۳۶ قبل حضرت مسیح کے انتقال کیا۔ شہر اسکندریہ اور افغاناں اس کے آباد کئے ہوئے ہیں لڑائی میں سکندریہ دار کا شکست کھانا۔ اور اسکی مان بی بی ولز کے بالونکو اسیر کر کے لیجانا۔ اور اونے بہ کمال خوش خلقی پیش آنا یا و گار زندہ ہے آئینہ بھی اسکے عہد کا ایجاد خیال کیا جاتا ہے۔

بہتر مکتبہ کے سوا کوئی جواب

(۱) غیر حاضر ۲ طبقہ اول ۶۰ طبقہ دوم ۵۹

(۲) زید ۶۰۰ یونس ۸۸۸ پونڈ ۸۸۸ شلنگ ۹ پونڈ

(۳) ۶۸ (۶۷) ۶۸

(۴) (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰)

(۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰)

سوانح عمری اسکندر

ملک مقدونیہ کے بادشاہ فیلقوس کا بیٹا

ترقی زبان اردو

از

جناب مولوی وحید الزما نصاب
حیدر آباد دکن

ہم سے جہان تک ہو سکے اپنی زبان اور ملک کی ترقی کریں یہ امر ظاہر ہے کہ ہر زبان کی ترقی اسی وقت ہوتی ہے جب اس زبان سے ہمارے مقاصد اور اغراض متعلق ہوں خواہ یہ مقاصد دین کے ہوں یا دنیا کے یا دونوں جہان تک تعلق مقاصد اور اغراض کا کسی زبان سے بڑھتا جاوے گا وہیں تک اس زبان کی ترقی ہوتی جاوے گی اور جہان تک مقاصد اور اغراض میں انحطاط ہو گا وہیں تک اس زبان کا تسنل ہو گا ہمارے ملک کی زبان اردو ہے جو درحقیقت ایک مرکب زبان ہے اوسمین سنسکرت اور بھاشا اور فارسی اور عربی اور انگریزی الفاظ مخلوط اور مستعمل ہیں جب ہم چاہیں اپنی اردو زبان کو وسعت دیں اور ممالک اجنبیہ میں اس زبان کو پہیلا دیں تو ہر کوئی امور لازم ہیں۔

(۱) ہم زبان اردو کی تحریر اور اظہار کو نہایت سلیس اور آسان کریں تاکہ زبان سیکھنے والیکو اس کے الفاظ لکھنے میں کسی قسم کی دشواری درپیش نہ ہو ہم فن اور صن اور ص کا امتیاز

واجب ضروری نہ جانیں اس طرح ظ اور ض اور ذ کا فرق لازم نہ مانیں ہر ایک لفظ عربی زبان کا جو اردو میں مستعمل ہے اور تقریباً کثرت استعمال کی وجہ سے وہ لفظ زبان اردو کا ایک جزو ہو گیا ہے جب اوسمین ان حروف میں سے کوئی حرف موجود ہو تو کتنا بہت میں ایسی آسانی برتیں کہ لکھنے والیکو اختیار کلی حاصل ہو مثلاً ظلم کا لفظ خواہ ض سے لکھا جاوے یا ز سے یا ظ سے ہم کسی ایک طرح غلط نہ سمجھیں۔

(۲) یہ کہ ہم اردو زبان کی گریمر یعنی صرف و نحو کے قواعد اچھی طرح سے درست کریں اور جہان ہو سکے اس قسم کی کتابیں صرف اور نحو اور لغت اور اساتذہ اتفاق اور ادب کی اپنی زبانیں تالیف کرتے رہیں۔

(۳) یہ کہ ہم عمدہ عمدہ علوم اور فنون کی کتابیں خواہ وہ دینی ہوں یا دنیاوی اردو زبان میں تالیف اور ترجمہ کریں۔ تاریخ اور تجربے اور زمانے مقتضی سے یہ امر اظہار من الشمس ہے کہ جس زبان میں علوم اور فنون بہت ہوتے اس زبان کا بقا اور قیام ایک مدت طویل تک رہتا ہے اور جو سلسلہ تالیف و تصنیف کا اور علوم جدیدہ کے ترجمہ کرنے کا اس زبان میں جاری رہے تو علاوہ بقا اور قیام کے روز افزون ترقی ہوتی جاتی ہے۔

آپ عربی زبان کو دیکھتے کہ ہندوستانی زبانوں کا قیام اسی وجہ سے ہے کہ ہمارے دیہی، غرض اور مقاصد اس زبان سے متعلق ہیں اگر ہمارے دیہی مقاصد عربی زبان سے متعلق نہ ہوتے تو ہندوستانی آج ایک شخص بھی عربی جاننے والا نہ نکلتا خیال کیجئے کہ فارسی زبان کیسی شیریں اور فصیح زبان ہے مگر چونکہ رواج اسکا ہندوستانی محض مفلیہ سلطنت کے زور سے تھا اسلئے اس سلطنت کے جاتے ہی کتنا بڑا تتریل اور انحطاط فارسی زبان کا ہو گیا ہے۔ ہر خلاف اسکے انگریزی زبان کا شیوع اور فروغ روز بروز بڑھتا جاتا ہے اگرچہ ہم اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ حکومت کے زور سے بھی زبان کی ترقی اور وسعت ہو سکتی ہے اور زبان انگریزی کے شیوع کی جو وجہیں ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ حکومت اور سلطنت سرکار انگلیش کی ہے اور عموماً حصول ملازمت اس زبان کی تحصیل پر موقوف ہے اور تمام دفاتر سرکاری میں بھی یہی زبان مروج اور مستعمل ہے لیکن اسکے ساتھ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ علوم اور فنون کی وجہ سے زبان انگریزی کا زیادہ تر شیوع اور ظہور ہوا ہے ہزاروں بلکہ لاکھوں آدمی ہندوستانی ایسے نکلیں گے کہ وہ علوم و فنون کے شوق میں زبان انگریز کی تحصیل کرتے ہیں فرض کیجئے کہ آپ علم کیا یا جراثیم یا علم نبات یا حیوان یا معادن

حاصل کرنا چاہیں تو کیونکر انگریزی سیکھے ہوئے حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر یہ علوم و فنون ہماری ملکی زبان یعنی اردو زبان میں موجود ہوتے تو ہمارے انگریزی حاصل کرنے کی احتیاج نہ ہوتی اگر ہماری عقل سلیم ہے بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ کوئی حکومت یا سلطنت حوادث اور انقلابات سے نہیں سکتی اور صفحہ تواریخ پر روشید اسکی حالت مستقر قائم نہیں رہ سکتی پس اپنی زبان کی ترقی ایسی بے بقا اور موہوم اور موقوف شے پر منحصر کر دینا درحقیقت ایک بہت بڑی غلطی ہے ہم ایسے موہوم اور موقوف شے پر کیوں بھروسہ کرتے ہیں۔ مضبوط اور موید شے کو کیوں اختیار کریں وہ یہی ہے کہ ہم علوم و فنون کو زیادہ تر اپنی زبان میں رواج دیں اور جہاں تک ہو سکے ہم عربی اور انگریزی و جرمنی و فرانسیسی وغیرہ زبانوں سے علوم و فنون کی کتابیں ترجمہ کر کے اپنی زبان میں شائع کریں جب یہ صورت جلوہ ظہور میں آویگی تو ممکن نہیں کہ ہماری زبان کی روشنی اور ترقی کیلئے مٹائے مٹ سکے خواہ کیسے ہی سلطنتوں کا انقلاب ہو مگر ہم وقت اور ہر زمانے میں ہماری زبان کی طرف لوگوں کی احتیاج قائم رکھیں اور جہاں تک احتیاج باقی رہیگی وہ ہماری زبان کی تحصیل میں اور اسکے ترجمہ میں کوشش کرتے رہیں گے

نوٹ بات تو یہ ہے کہ پہلے امر کی نسبت علم سابق واسے ضرور درج کیے گئے ہیں کہ اس سے انکسار کا زمانہ زبردہ ہو جاتا ہے۔ ایڈیٹر



محمد بن فلاسفر

عارف

(قانون معرفت مصنفہ صاحب پوریاں)

علم معرفت میں تمام آدمیوں کو بلایا اور انکی نظروں کو
دو قسم پر منقسم کیا جاتا ہے ایک کو عامی دوسرے کو
عارف کہتے ہیں

فرق عامی اور عارف کا

عامی اور عارف فرق اور انکی نظر باطن سے
ہوتا ہے کسی شے کے دیکھنے میں عامی نظر باطن
اور انکی اپنی غرض پر ہوتی ہے جو اس شے
مصنوع سے رکھتا ہے جمال مصنوع کا اور اس
محبوب رہتا ہے عارف کی نظر باطن اپنی
غرض سے پاک ہوتی ہے جمال مصنوع کا
اور سپر جلوہ گرمی کرتا ہے۔ اسکی مثال ایسی
جیسے کہیں کسی انگریزی سوداگر کی دو کانین
جاتے ہیں تو جسکو کوئی شے کسی اپنی غرض کے
لئے مطلوب ہوتی ہے اسکو وہ شے صحی
نظر آتی ہے اور اس شے میں جو صنعت
کارگیری ہوتی ہے اور سپر نظر نہیں پڑتی
بلکہ خیال میں بھی نہیں آتی اسوجہ سے کہ انکو

اپنی غرض جو اس شے سے ہے پیاری ہے
اور وہی اسکی آنکھوں پر متعلیٰ ہے اور انکی
دوسری خوبیاں اس شے کی اس سے مخفی ہیں
اور جو صنعت دوست ہوتا ہے کارگیری
پیاری معلوم ہوتی ہے وہ جب اس دوکان
میں جاتا ہے تو جس چیز کو دیکھتا ہے پہلے
انکی نظر کارگیری پر پڑتی ہے اسی کو
دیکھتا ہے اور وہی انکی نظروں پر متعلیٰ
ہوتی ہے جس شے میں زیادہ کارگیری اور
صنعت پاتا ہے اسکی محبت پسند کرتا ہے
اور اس پر قربان ہوتا ہے اور اس کے کارگیری
اور صانع سے ایک قسم کی محبت اسکو پیدا
ہوتی ہے یہی حال اس عالم کی دوکان کا ہے
جس میں طرح طرح کی اشیاء اور ہر صانع حقیقی
کے ہزاران ہزار صنعت اور کارگیری سے
جسکو کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا بنائی ہوئی
ہر جگہ اور ہر مقام پر موجود ہیں۔ عامی مصنوع
کا عاشق ہے اور عارف صنع خدا کا عامی کو
صرف وہ شے نظر آتی ہے اور عارف کو وہ
ہزارا صنایع ہر ابع الہی بلکہ اس سے بھی

لیکہ اندر نظر تغاوت و تھاست
آن یکے در مجالی اشیا
بہ صفتہائے حق بود بینا
ہر چہ بیند سخن صفتہ
گردد اور اسبیل معرفتہ
صد ہزار آئینہ است در نظرش
بصفات خدا سے راہبرش

حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ
نے مکتوب نمبر ۱۳۲ میں فرمایا ہے کہ عارف
صنہ میں صانع کو دیکھتا ہے۔ اور بقدر وضوح
نور اس سے مسرور ہوتا ہے۔ عامی اندھا
اوس سے دور ہوتا ہے اور اپنے اندھے پن
حضور میں غور ہوتا ہے۔ عارف کا مرتبہ
معرفت میں اس قدر اونچا ہے کہ فرشتوں کا بھی
گذر و مان نہیں ہے پچار سے عامی کا ٹوکھا جاتا
ہے۔

عارفان مسند معروف بغایت عالیت
بمحسوس بیچ فضولے نہ دین، بار رسید

آئینہ شہو و مین کہ صورت ہے ادسکی صنع ہے
اور جمال صانع کا ادسین موافق عرفان بیند
کے نظر آتا ہے اور آئینہ غیب میں کہ معانی ہیں
عین الیقین سے ادسکا اسقدر وضوح ہوتا ہے
کہ وہ علم ضروری اور حضور می ہو جاتا ہے
(دیکھو صفحہ ۷۲ مکتوبات قدوسیہ) اور حضرت
ولد قدس سرہ نے فرمایا (دیکھو مقدمہ نقد النصوص)

بڑھکر کچھ اور۔ اس سے ادسکو صانع
حقیقی سے محبت پیدا ہوتی ہے اور عشق
الہی کی آگ اندر سے بھڑکتی ہے۔
مولانا روم قدس سرہ اس مقام پر فرماتے ہیں
عاشق صنع خدا با فرمود عاشق مصنوع او کا نود
عارفان کامل کی اصطلاح میں کافر غافل
کو کہتے ہیں اور مومن آگاہ کو جسے حضرت
عارف کردگار شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ
فرماتے ہیں

مہر آن کو غافل از دے یک مانت
در آندم کافرست اما نہان است
اگر آن غافل پیوستہ بودے
در اسلام بروے بستہ بودے

یہاں یہ ظاہر ہے کہ گو عامی اور عارف
کی نظر ظاہر میں کچھ فرق نہیں ہوتا مگر باطن
کی نظر کے فرق سے عارف دینا سے اور
عامی اندھا۔ اسلئے کہ باوجودیکہ صانع حقیقی
کے ہزار ہا صنعتیں ہر ایک شے سے جلوہ
ہیں۔ مگر ادسکو نظر نہیں آتی میں پس باطن
کی نظر میں تفاوت ہونے سے اونکے مراتب
میں تفاوت ہے عامی مرتبہ و لومین ہے
اور عارف مرتبہ علو میں۔ مولانا جامی قدس سرہ
فرماتے ہیں۔ (دیکھو دفتر دوم سلسلہ الذہب
مطبوعہ صفحہ ۷۱۹)

ویدہ جملہ ماندہ در یک جا ست

یہ چہانتا ہے اور کہتا ہے کہ اوسین یعنی آدمی میں ایک جو صر ہے جس سے یہ سب اوس سے ظہور میں آتے ہیں پھر وہ کیسے ہوں نہیں کہتا کہ حق تعالیٰ ہی ایک ذات ہے جو کچھ میں دیکھتا ہوں یا دیکھ سکتا ہوں سب اوسکی صنع اور پیدایش ہے پس خدا تعالیٰ کو سب سے پیدا تر دیکھنا چاہئے اور یوں دیکھنا چاہئے کہ میں نہیں دیکھتا اگر کوئی سوا اسکے اور کچھ جانے گا اور دیکھے گا تو اوسکی یہ مثال ہوگی۔ کہ کوئی باغ میں جائے درختوں اور پتوں کو دیکھے اور کہے کہ میں باغبان کو نہیں دیکھتا۔ ظاہر ہے کہ وہ بڑا بیوقوف ہے

نظم

ابن جنین قسم کن خدا را ہم
در ہمہ روئے او بہ میں مردم
زانکہ خلق است مظهر خالق
می نگہ صر صبح و ہر فالح
زاسمان وزمین ہر چہ درواست
جز خدا را میں غمان در پوست
نیک و بد را چو حق کند پسیدہ
دیدن غیر او بدست و خطا
صاف معنی است دین خود زور و
اہل معنی ز نقش جان بردند
در سر اسے امان شد نہ مقیم
ہمہ رفتند شفا دسویٰ نعیم

کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات اور موجودات سے ظاہر تر ہے اور پنہانی اوسکی غایت پیدائی سے ہے یعنی - **خَفِيَ لَيْسَ لَيْسَ ظُهُورًا**۔ کیونکہ ہر مخلوق کو خواہ آدمی ہو یا اور اسکے اوصاف سے پہچان سکتے ہیں۔ مثلاً جب کوئی صورت آدمی کی دیکھتا ہے اور اوس سے پوچھتے ہیں کہ یہ کون ہے تو کہتا ہے کہ میں اوسکو نہیں پہچانتا اور پھر اختلاف کے بعد جب افعال اور اقوال اور اخلاق اور ہنر اوسکے مشاہدہ کر لیتا ہے تو کہتا ہے کہ اوسکو اب اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ پس اوسنے اوس آدمی کا جو کچھ دیکھا اور جو موجب شناخت ہوا وہ صورت اوسکی نہیں ہے بلکہ معنی بے چونی اور پیچکونی اوسکی ہے پس جبکہ اسقہ اخلاق اور افعال اور اقوال معنی آدمی کے اوسپر ظاہر اور پیدا ہو گئے تو حق تعالیٰ کہ تمام مخلوقات افعال اور آثار اور اقوال اوسکے ہیں کیسے پنہان رہے اسلئے کہتے ہیں - **الْحَقُّ أَظْهَرُ مِنَ الشَّمْسِ فَمَنْ طَلَبَ الْبَيَانَ بَعْدَ الْبَيَانِ فَهُوَ فِي الْخُسْرَانِ**۔ **ہیت**

ہر کہ برستی حق جوید دلیل
اور زیا نمند است واعی و ذلیل
اگرچہ کوئی معنی آدمی کے آنکھ سے نہیں
دیکھتا اوسکے افعال اور اقوال سے اوسکو

ایک خشک ریشمین رومال یا ماتہ سے رگڑو بلی کی پیہنہ پر بجلی پیدا ہو جائیگی۔ اور ہر ایک بال اسکا ایک دوسرے سے ہٹے گا۔

واقعہ ۷۔ ظاہر ہے کہ جو جسم جتنا بڑا ہوگا اتنی ہی بجلی کی زیادہ طاقت پیدا کریگا اس طاقت کے ماپنے کا ایک آلہ مقیاس بنایا جاتا ہے جسکی یہ ترکیب ہے۔

ایک چوڑا کا پڑ کا تل لو اور اسکو دنا کی تختی پر رکھو پھر اسکا ڈیگنا پیتل کا بنا کر اسکو پچھین دو سونے کے ورق لگا کر اوپر دہر دہر دور انگ کے ورق سوینکے ورق کو آٹے سانے شیچے سے لگاؤ جیسا کہ شکل نمبر ۷ سے ظاہر ہے۔

ن ن تل بنسٹر
ہلکے دوڑن ڈھ

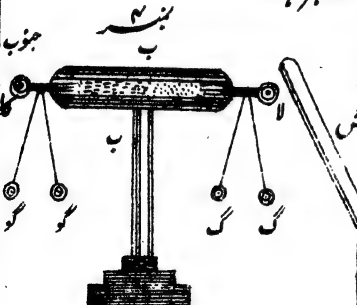


بین تختی کا پچھان رہا؟
ورق بین جو لگے ہوئے
کی طاقت سے ر ر انگ کے

تختی سے طائر تل کے بیچ تک اسلئے لگائے ہیں کہ جب سنے کے ورق طاقت دہلی سے بہت کھلی اونسے آٹمین تو بجلی اون سونکے ورق کو کھلی اسکے

دبیلے سے تختی دماقی میں بہر پکڑ زمین میں چلی جاتی جب بجلی کی طاقت ناپتے ہیں تو اس جسم کو جسپر بجلی پیدا ہوئی ہے مقیاس فرسی کے ڈھکنے سے چھوئی ہیں جتنی طاقت بجلی میں ہوتی ہے اتنے ہی سونکے ورق کھل جاتے ہیں۔

تجربہ ۷۔ ایک لڑکے کو کا پچ کے پالو کی کرسی پر کھرا کر کر ریشم کے رومال سے جہاز دہر جب وہ لڑکا مقیاس پر انگلی رکھیں گے سونکے ورق کھل جائیگے اس سے ظاہر ہے کہ آدمی میں سے بھی بجلی نکلتی واقعہ ۸۔ دماقی کا ایک ایسا بیلن بناؤ جسکا پایہ کا پچ کا ہو اسکے دونوں طرف دو دو گولیاں ارنڈ کے گودیکی ہینگے پڑے دماگو فین لٹکاؤ جیسا کہ شکل نمبر ۷ سے ظاہر ہے۔



ب بیلن دماقی کا ہے جسکے نیچے کا پچ کا پایہ ہے جس شلال کا پچ کی ہے جسپر رگڑ سے بجلی ظاہر کی ہے اور شمال طرف لائی گئی ہے۔

۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱

مختصر

مندرجہ ذیل کتب کارخانہ آستانہ حکمت اگرہ سے باسانی دستیاب ہو سکتی ہیں

نام کتاب	نام مصنف	قیمت	نام کتاب	نام مصنف	قیمت
مجموعہ ابیات و فرنگ	ڈاکٹر سید الطاف علی صاحب	۱۰	معالمات حاذقان	ڈاکٹر سید غلام حسین صاحب	۱۰
رسالہ امراض چشم	اسے ہنس صاحب	۱۰	فریالوجی	ڈاکٹر سید غلام حسین صاحب	۱۰
نیو فارماکوپیا	ڈاکٹر سید الطاف علی صاحب	۱۰	تصاویر تشبیہیہ انسان	ڈاکٹر سید غلام حسین صاحب	۱۰
آستانہ علم ہوسم	ایضاً	۱۰	رسالہ قیادت	ایضاً	۱۰
ترجمہ کوثری	ڈاکٹر سید الطاف علی صاحب	۱۰	واقع الفلاح باتباع	ایضاً	۱۰
پراکتس آف میڈیسن	ڈاکٹر سید اشرف علی صاحب	۱۰	فریالوجی	ڈاکٹر سید غلام حسین صاحب	۱۰
مڈ وینری با تصویر	ایضاً	۱۰	رسالہ ہیضہ	ایضاً	۱۰
سر جرمی حصہ اول	ڈاکٹر بابو ملازق جھٹا	۱۰	تدبیر بقا نسل انسان	ڈاکٹر سید غلام حسین صاحب	۱۰
الضاح حصہ دوم	ایضاً	۱۰	گنجینہ طب ممتازیہ	ایضاً	۱۰
امراض گوش	ایضاً	۱۰	فغان الحکمت	ایضاً	۱۰
مشرقیہ میڈیکل	ڈاکٹر اسے کن لال صاحب	۱۰	صوت النساء	ایضاً	۱۰
کیسٹرمی	ایضاً	۱۰	ہدایت الموسوم	ایضاً	۱۰
فارمیسی	ایضاً	۱۰	رسالہ جریان	ایضاً	۱۰
کلیات طب حصہ اول	ڈاکٹر بابو لوبین چندر جھٹا	۱۰	رسالہ علاج آواز	ایضاً	۱۰
رسالہ نبض و دھڑک	ڈاکٹر وحید الدین صاحب	۱۰	کتبہ سدا رن بدھی	ایضاً	۱۰
رسالہ اسامان اپیشین	حکیم محمد دلاور خاں جھٹا	۱۰	ہدیک رتناگر	ایضاً	۱۰
اسرار الاعضاء	ڈاکٹر سید عزیز الدین صاحب	۱۰	رسالہ بدھشی	ایضاً	۱۰
توضیح الولوات	ایضاً	۱۰	رسالہ غذا	ایضاً	۱۰
میڈیکل جوہر پرنٹس	ایضاً	۱۰	رسالہ مجموعہ ہزار فن	منشی پتال لال دُرما	۱۰
اناثومی	ڈاکٹر جانے صاحب	۱۰	سلسلۃ الغنون	ایضاً	۱۰
الضاح	ڈاکٹر شیخ سہما تعلیم صاحب	۱۰	رسالہ فوٹو گرافی	پنڈت جیرام	۱۰
رسالہ ہیضہ	حکیم غلام نبی صاحب	۱۰	رسالہ سمیر زم	ایضاً	۱۰
رسالہ آلتک	ایضاً	۱۰	رسالہ درفن دیاسلا	منشی پتال لال دُرما	۱۰
رسالہ وکیس جیشین	مرلاتا ڈاکٹر محمد حسین صاحب	۱۰	المشتہر سید تاق علی مالک	آستانہ حکمت اگرہ	۱۰

خوان خلیل

جان معنی ہے حقیقت میں کلام رضوان
منظر عرش سے اونچا ہے مقام رضوان
وہ اچھوتا صحیفہ جس میں خاص خدا کے پاس سے
نازل ہونیوالے العام خدا کے رسول کے اشتیاق
میں ظاہر ہوتے ہیں ہر قمری جیسے کن پہلی تاریخ کو
حضور حسان اللہ محمود اختر نواب حاجی محمد
رضوان علیخان صاحب بہادر کے اہتمام سے
مطبع گلزار ابراہیم مراد آباد سے شائع ہوتا ہے
سالانہ عام سے پھر - خاص سے پھر -

دیوان شیفہ قیمت ۲

ذوق و غالت ہر معصوم
نواب مصطفیٰ خان (شیفہ) کا دیوان زبان اردو
اور وہ بھی خاص دہلی کا روزمرہ کوڑیوں کے مول
بک رہا ہے۔ المشہر بیہ عمدہ حسن مالک مطبع رضوی

طلم فصاحت

جربات کا دریا - خیالات کا چشمہ - عشاق کا منتقل
مشوقانہ ادو کا الہم - حضور حسان اللہ محمود اختر
نواب حاجی محمد رضوان علیخان صاحب
بہادر میں اعظم مراد آباد کے اہتمام سے شائع
ہو کر (۱۸) سالانہ ہر عام کو اور (۵۵) سالانہ
خاص کو ماہوار مل سکتا ہے۔

بیہیکل میگرین

عزت

محزون طبابت

کلینیکل لکچر و نکات منج - ہسپتالوں اور کالجوں کی
خبر و نکات فقیر - طبیب مضامین کے امتحانی سوالوں کا
معدن - بچوں اور عورتوں کی امراض کے کلینک
والا - حفظان صحت کا مشہر - وقت کا ضرورت
قیمت روپے ۱۰ - امر سے - عوام الناس کے
لکچر

طلبا سے سالانہ مقرر ہے۔ (محصل معاف)
المشہر عبد الوہاب صوفی بیہیکل میگرین

مشیت اللہ

(ہدایت آسمانی و ربیان حقایق عالم روحانی جہانی
پورے پانچ برس میں ایک سو بیس رسالوں کے
مجموعہ کا سلسلہ رسالہ ماہوار کے طریق پر
شائع ہوتا ہے خوبے مضامین دیکھنے کے
متعلق ہے قیمت ایک سال کے لئے تین روپے
پچیس - بارہ - چھ - تین روپے بلحاظ مراتب حمت
فرما دیں۔ المشہر نیاز مند عبد اللہ محترم رسالہ مشیت
پھول گلی ہندھی بازار گلی

قاضی عبد الشکور بن قاضی عبد اللطیف

(تاجر کتب بنی بھٹہ گلی بازار گلی)

دوکان نمبری (۱۰۱) میں جمیع علوم و فنون کی
کتابیں انگریزی - عربی - فارسی - اردو
گجراتی - مرہٹی واسطے فروخت کے موجود ہیں
اور نہیں تو - زبدۃ الاسرار منتخب بحجت الاسرار

بنا قب جناب غوث الاعظم قیمت (۱۲) روپے
اور شرح جزیری (علم قرأت میں بغیت) (۸) روپے

مرات خیال

ایشیائی شاعری - ہر شعر نشتر - آفتاب اشرا
طا ابو محمد حسن شعری کا کلام - چیبائی لکھائی
کا قد عمدہ - تقطیع کے اعتبار سے بھی لکھے
حسن و لغزب سے کم نہیں - نظم میں اگلے
سخن سخنوں کا کلام نئی طبع آزمائی کر نیوے
اد کیا کے لئے غایت درجہ مفید ہے (قیمت)
علیہ غلام محی الدین منیر مطبع مصطفائی امرتسر

سوانح عمری اخبارات حصہ اول

ہفت افلیم کے اردو - فارسی - عربی اخبار انکی
زادہ تاریخ (۱۸۱۸) اخبارات و مطابع کا مفصل ذکر ہے
قیمت پختہ و روپہ آٹھ آنہ مقرر ہے۔

۱۸۸۹ء - ۱۸۹۰ء - ۱۸۹۱ء - ۱۸۹۲ء - ۱۸۹۳ء - ۱۸۹۴ء - ۱۸۹۵ء - ۱۸۹۶ء - ۱۸۹۷ء - ۱۸۹۸ء - ۱۸۹۹ء - ۱۹۰۰ء - ۱۹۰۱ء - ۱۹۰۲ء - ۱۹۰۳ء - ۱۹۰۴ء - ۱۹۰۵ء - ۱۹۰۶ء - ۱۹۰۷ء - ۱۹۰۸ء - ۱۹۰۹ء - ۱۹۱۰ء - ۱۹۱۱ء - ۱۹۱۲ء - ۱۹۱۳ء - ۱۹۱۴ء - ۱۹۱۵ء - ۱۹۱۶ء - ۱۹۱۷ء - ۱۹۱۸ء - ۱۹۱۹ء - ۱۹۲۰ء - ۱۹۲۱ء - ۱۹۲۲ء - ۱۹۲۳ء - ۱۹۲۴ء - ۱۹۲۵ء - ۱۹۲۶ء - ۱۹۲۷ء - ۱۹۲۸ء - ۱۹۲۹ء - ۱۹۳۰ء - ۱۹۳۱ء - ۱۹۳۲ء - ۱۹۳۳ء - ۱۹۳۴ء - ۱۹۳۵ء - ۱۹۳۶ء - ۱۹۳۷ء - ۱۹۳۸ء - ۱۹۳۹ء - ۱۹۴۰ء - ۱۹۴۱ء - ۱۹۴۲ء - ۱۹۴۳ء - ۱۹۴۴ء - ۱۹۴۵ء - ۱۹۴۶ء - ۱۹۴۷ء - ۱۹۴۸ء - ۱۹۴۹ء - ۱۹۵۰ء - ۱۹۵۱ء - ۱۹۵۲ء - ۱۹۵۳ء - ۱۹۵۴ء - ۱۹۵۵ء - ۱۹۵۶ء - ۱۹۵۷ء - ۱۹۵۸ء - ۱۹۵۹ء - ۱۹۶۰ء - ۱۹۶۱ء - ۱۹۶۲ء - ۱۹۶۳ء - ۱۹۶۴ء - ۱۹۶۵ء - ۱۹۶۶ء - ۱۹۶۷ء - ۱۹۶۸ء - ۱۹۶۹ء - ۱۹۷۰ء - ۱۹۷۱ء - ۱۹۷۲ء - ۱۹۷۳ء - ۱۹۷۴ء - ۱۹۷۵ء - ۱۹۷۶ء - ۱۹۷۷ء - ۱۹۷۸ء - ۱۹۷۹ء - ۱۹۸۰ء - ۱۹۸۱ء - ۱۹۸۲ء - ۱۹۸۳ء - ۱۹۸۴ء - ۱۹۸۵ء - ۱۹۸۶ء - ۱۹۸۷ء - ۱۹۸۸ء - ۱۹۸۹ء - ۱۹۹۰ء - ۱۹۹۱ء - ۱۹۹۲ء - ۱۹۹۳ء - ۱۹۹۴ء - ۱۹۹۵ء - ۱۹۹۶ء - ۱۹۹۷ء - ۱۹۹۸ء - ۱۹۹۹ء - ۲۰۰۰ء - ۲۰۰۱ء - ۲۰۰۲ء - ۲۰۰۳ء - ۲۰۰۴ء - ۲۰۰۵ء - ۲۰۰۶ء - ۲۰۰۷ء - ۲۰۰۸ء - ۲۰۰۹ء - ۲۰۱۰ء - ۲۰۱۱ء - ۲۰۱۲ء - ۲۰۱۳ء - ۲۰۱۴ء - ۲۰۱۵ء - ۲۰۱۶ء - ۲۰۱۷ء - ۲۰۱۸ء - ۲۰۱۹ء - ۲۰۲۰ء - ۲۰۲۱ء - ۲۰۲۲ء - ۲۰۲۳ء - ۲۰۲۴ء - ۲۰۲۵ء - ۲۰۲۶ء - ۲۰۲۷ء - ۲۰۲۸ء - ۲۰۲۹ء - ۲۰۳۰ء

